غاية التحقيق في تضحية ايام التشريق

و

قصہ ایام قربانی کا

المعروف بہ

قربانی کتنے دن؟

www.KitaboSunnat.com

مصنف: علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ | حرف چند: الشیخ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

تقریظ: الشیخ محمد حسین ظاہری حفظہ اللہ | تخریج و نظر ثانی: الشیخ سلیم اختر حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

غایة التحقیق فی تضحیة ایام التشریق

از

مولانا محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

دار الصلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

کتاب : غاية التحقيق فی تضحية ايام التشريق،

قصہ ایام قربانی کا (المعروف بہ ایام قربانی کتنے دن؟)

مصنف : علامہ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر : دار الصلاح (darussalah1@gmail.com)

قیمت : مصنف، ناشر اوران دونوں کے اہل وعیال کے لیے دعائے خیر

نوٹ : اس کتاب کو ناشر کی اجازت کے بغیر کسی ویب سائٹ پہ نہ لگایا جائے

دار الصلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین (حصہ اوّل)

"غاية التحقيق فى تضحية ايام التشريق"

۱	عرض ناشر	۹
۲	حرفِ چند	۱۳
۳	تقریظ	۱۹
۴	عرض ناشر برائے طبع ثانی	۴۳
۵	عرض ناشر برائے طبع اول	۴۵
۶	سوالنامہ	۴۸
۷	تمہید	۴۹
۸	ایک دن سے زیادہ دنوں میں قربانی کی مشروعیت پر قرآن مجید سے ثبوت	۵۰
۹	ایک سے زیادہ دنوں میں قربانی کی مشروعیت پر اجماع امت	۵۱
۱۰	کتنے دنوں تک قربانی مشروع ہے؟	۵۲
۱۱	چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی پہلی حدیث	۵۳
۱۲	حدیث مذکور کی تصحیح	۵۳
۱۳	معاویہ بن یحیی صدفی کی توثیق پر بحث	۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴	چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی دوسری حدیث	۶۶
۱۵	سلیمان بن موسیٰ اشدق کی توثیق	۶۸
۱۶	چار دن کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی تیسری حدیث	۷۸
۱۷	عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی توثیق	۷۹
۱۸	روایت ابی حسین میں دعوی انقطاع کی تغلیط	۸۱
۱۹	کوثری کی ایک تحریف کا ذکر	۸۵
۲۰	چار دن قربانی مشروعیت پر دلالت کرنے والی چوتھی حدیث	۸۸
۲۱	سوید بن عبدالعزیز کی تجریح وتوثیق پر بحث	۸۹
۲۲	چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی پانچویں حدیث	۹۶
۲۳	چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی چھٹی حدیث	۹۷
۲۴	ایام قربانی کے سلسلے میں علماء کے مذاہب	۱۰۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین (حصہ دوم)

’’قصہ ایام قربانی کا‘‘

۱	عرض ناشر طبع اول	۱۰۹
۲	ایام قربانی	۱۱۱
۳	موقف اہل حدیث پر دلالت کرنے والے ایک سو سے زیادہ نصوص شرعیہ	۱۳۰
۴	ایضاح	۱۳۵
۵	تنبیہ	۱۳۷
۶	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۳۹
۷	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	۱۳۷
۸	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۱۴۰
۹	حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ	۱۴۰
۱۰	حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۱۴۴
۱۱	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۴۴
۱۲	سلفیت کے خلاف مقلدین کی محاذ آرائی وغوغہ آرائی	۱۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٣	سلفیت کے خلاف غازی پوری کا طوفان بے تمیزی	١٤٦
١٤	غازی پوری کا انوکھا طریق استدلال	١٤٧
١٥	اصول غازی پوری سے محرم تک قربانی کرتے رہنا مشروع	١٤٨
١٦	اصول غازی پوری سے سال بھر کے ہر دن قربانی کرنی مشروع	١٤٩
١٧	بعض کبار تابعین ہلال محرم نظر آنے تک قربانی کرتے رہنے کے قائل تھے	١٥٠
١٨	ایام قربانی کی بابت اہل علم کا اختلاف	١٥٣
١٩	کیا تین دن ایام قربانی ہونے پر اجماع صحابہ ہے؟	١٥٤
٢٠	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ غیر دانتے جانور کی قربانی نہیں کرتے تھے	١٥٥
٢١	غازی پوری کا ایک مقلدانہ مطالبہ جسے ہم بہت زمانہ پہلے پورا کر چکے ہیں	١٥٦
٢٢	اہل حدیث کے مستدلات پر غازی پوری کی مقلدانہ نظر اور بدتمیزی	١٥٧
٢٣	غازی پوری اور ان جیسے مقلدین کی نظر پر ہماری نظر	١٥٨
٢٤	ہماری مستدل حدیث کی متصل وصحیح سند	١٥٩
٢٥	حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح مرسل حدیث دو صحیح متصل حدیثوں سے تائید یافتہ	١٦٢
٢٦	اہل حدیث کی مستدل حدیث کی چوتھی معتبر سند	١٦٣
٢٧	غازی پوری اور ان کے ہم مزاج مقلدین پر حافظ ابن قیم کی زوردار علمی گھونسہ بازی	١٦٣

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸	موقف اہل حدیث پر دلالت کرنے والی پانچویں صحیح حدیث نبوی	۱۶۵
۲۹	موقف اہل حدیث کے موافق چھٹا تا بارہواں نص	۱۶۷
۳۰	موقف اہل حدیث پر دلالت کرنے والا تیرہواں و چودھواں نص	۱۶۸
۳۱	موقف اہل حدیث کے موافق پندرہواں نص	۱۶۹
۳۲	موقف اہل حدیث کے موافق سولہواں نص	۱۷۰
۳۳	موقف اہل حدیث کے موافق سترہویں دلیل	۱۷۱
۳۴	موقف اہل حدیث پر اٹھاہویں دلیل	۱۷۱
۳۵	حدیث متواتر اور اس سے زیادہ مزید اٹھارہ نصوص کے خلاف ابو بکر غازی پوری کی جہالت مرکبہ والی غوغہ آرائی	۱۷۴
۳۶	لفظ تشریق کے معنی سے غازی پوری کی ناواقفیت	۱۷۵
۳۷	غازی پوری کی مقلدانہ ترنگ	۱۷۷
۳۸	ہمیشہ اہل حق تعداد میں کم اور جاہل اجڈ وغنڈہ گرد تعداد میں زیادہ رہے ہیں	۱۷۷
۳۹	جہل مرکب سے شکاری غازی پوری کو ہمارا ناصحانہ مشورہ	۱۷۹
۴۰	انتباہ	۱۷۹
۴۱	تقلید پرستی علامات قیامت میں سے ہے	۱۸۰
۴۲	اہل حدیث پر غازی پوری اتہام بازی	۱۸۰
۴۳	سنت خلفائے راشدین کی شرعی حیثیت	۱۸۱
۴۴	جمہور بلکہ اجماع کا مخالف کون ہے؟	۱۸۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵	کیا تین دن ایام قربانی ہونے پر اجماع ہے؟	۱۸۷
۴۶	مقام قربانی	۱۹۰
۴۷	ہماری بھی کچھ سنئے (غازی پوری اینڈ کمپنی سے انیس سوالات جن کے جواب سے دنیائے مقلدین احناف عاجز ہیں	۱۹۳
۴۸	ایضاح	۲۰۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر (طبع جدید)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ کتاب علامہ رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو رسالوں کا مجموعہ ہے، اس کا پہلا حصہ ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس کا نام غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق تھا اور دوسرا حصہ دیوبندی مکتبہ فکر کے نامور ترجمان ابوبکر غازی پوری صاحب کے رد میں لکھا گیا جس کا نام قصہ ایام قربانی کا تھا، پہلے حصے میں شیخ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع کی صریح روایات نقل فرما کر ہر ہر روایت کے تحت اس پہ وارد شدہ اعتراضات کا ازالہ فرمانے کے ساتھ ہر حدیث پہ تحقیقی حکم بھی لگایا اور آخر میں ثابت کیا کہ جماعت اہل حدیث کا مؤقف اس مسئلہ میں براہین سے لبریز ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۰ تا ۱۳ ذی الحجہ میں قربانی کرنا نصوص صحیحہ سے ثابت ہے۔

دوسرے حصے میں غازی پوری صاحب کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جن کا اظہار انہوں نے اپنے رجب وشعبان ۱۴۱۹ھ میں کیا تھا علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بروقت نوٹس لیا، جس میں غازی پوری صاحب کے کمزور مؤقف کا زوردار انداز میں رد فرمایا اور اس اختلافی مسئلہ میں وزن دار جماعت اہل حدیث کا مؤقف یعنی چار دن قربانی کی مشروعیت پہ مزید دلائل نقل کیے جن کا ذکر غایۃ التحقیق...... میں موجود نہیں تھا، جس کے بعد یہ معاملہ کس قدر نکھر کے سامنے آیا اس کا اندازہ اس کتاب کے مطالعے سے ہو سکتا۔

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم وعمل سے تو نوازا ہی تھا ساتھ ہی ان کو اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات پیش کرنے اور اس کو درست انداز میں منوانے کی صلاحیت سے بھی نوازا تھا، علامہ رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ جس عنوان پہ قلم اٹھاتے اس کا حق ادا کر دیتے تھے، ان کی ہر تحریر اس قدر صاف ہوتی اور ایسے مضبوط دلائل اپنے اندر رکھتی کہ پڑھنے والے کو دورانِ مطالعہ کوئی دشواری پیش نہیں آتی اور بات اس پر خوب واضح بھی ہو جاتی، علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہر تحریر میں دلائل کی بھر مار تو کرتے ہی تھے ساتھ ہی اس کو پیش کرنے کا سلیقہ بھی خوب جانتے تھے پھر اس اہتمام کے ساتھ ایسے الفاظ اور جملوں کا سُر چھیڑتے جو ان ہی کا خاصہ تھا جس سے ان کا مخالف بھی خوب مستفید ہوتا ہوگا۔ علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اردو نثر منفرد ہے اور تجزیہ وتنقیدی نثر تو ان کی ایسی ہے کہ اس مقام پہ یہ کہے بغیر گزارہ نہیں کہ ان کے عہد میں اس نوع کی نثر پڑھنے کو بڑی تلاش سے بھی شاید نہ ملے، پھر تجزیہ وتنقید کے ساتھ دلائل کا انضمام تو مطالعے کا اور لطف بڑھا دیتا ہے، علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کے مقام کا تعین کسی ان کے ہم مسلک ہمعصر کے ساتھ کرنا بڑا مشکل مرحلہ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات کہنے میں کوئی دقت نہیں کہ ان کی تحریریں جن خصوصیات کی حامل ہیں ان سب کا ایک جگہ پہ اکٹھا کرنا ہر کسی کے بس کی بات کہاں۔

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف بزرگ تھے اور زمانہ طالب علمی سے ہی تصنیفی ذوق وصلاحیت بھی رکھتے تھے، اپنے قلم سے مسلک اہل حدیث کی ایسے حالات میں خدمت کی جو مثالی حیثیت اختیار کر گئی ہے، لیکن اگر وہ ساری زندگی کچھ نہ لکھتے اور صرف غاية التحقيق ...... ہی لکھ جاتے تو صرف یہ ہی ان کی علمیت واضح کرنے دلیل ہوتی جس کے بعد کسی اور دلیل سے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی وزن ثابت کرنے ضرورت ہی نہ ہوتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف و تدریس کے ذریعے کتاب وسنت کے علم کو بلند کیا تو وہاں ایک کثیر تعداد اپنے تلامذہ کی بھی چھوڑی جو آج عرب وعجم میں کتاب وسنت کی خدمات سرانجام دے کر خوب آخرت کی ذخیرہ اندوزی میں مصروف ہیں اور اپنے استاد کے لیے ایک زبردست صدقہ جاریہ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں اللہ ان سب کو اپنی خاص رحمت سے نوازے آمین۔ علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مسلک اہل حدیث کے لیے اللہ تعالی کی عطاء شدہ نعمتوں میں ایک بڑی نعمت تھی، آج وہ دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن ہم ان کی علمی و تحقیقی تحریروں سے مستفید ہو رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان کی خدمات ان کی نجات کا ذریعہ بن جائیں گی ان شاءاللہ۔ چار دن قربانی کی مشروعیت پہ ہمارے محدود علم کے مطابق اس قدر علمی مواد اس مجموعہ کے علاوہ کسی اور کتاب میں پڑھنے کو نہیں ملے گا البتہ اس کتاب پہ دو چار باتوں کا اضافہ تو سکتا ہے لیکن اس موضوع پہ کوئی نیا لکھنے والا اس مجموعہ سے مستغنی نہیں ہوسکتا، یہ مجموعہ ضرور اپنے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچائے گا اور اس سے جماعت اہل حدیث کا اس مسئلہ میں نقطہ نظر کن دلائل پہ مبنی ہے اور کس قدر جاندار ہے وہ خوب نکھر کر سامنے آئے گا۔ ہمارے پیش نظر غاية التحقيق۔۔۔ کا طبع دوم تھا جسے ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ نبارس نے ۱۹۹۹ء شائع کیا تھا، اس میں عرض ناشر برائے طبع اول وثانی از مقتدی حسن ازہری رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے جنہیں اس طبع جدید میں بھی برقرار رکھا ہے اور قصہ ایام قربانی کا طبع اول جسے دار الکتب الاسلامیۃ دھلی نے ۲۰۰۰ء میں شائع کیا تھا اس کے عرض ناشر کو بھی اس طبع جدید میں برقرار رکھا ہے۔ اس مجموعہ میں فضیلۃ الشیخ عبد الستار حماد حفظہ اللہ کا حرف چند اور فضیلۃ الشیخ محمد حسین ظاہری حفظہ اللہ کی تقریظ بھی ان کے شکریہ کے ساتھ زیب قرطاس ہے۔ فضیلۃ الشیخ سلیم اختر حفظہ اللہ نے اس مجموعہ کی نظر ثانی فرمائی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غاية التحقيق کی تخریج فرمائی، اللہ تعالیٰ ان تمام احباب سے راضی ہو (آمین)، اس مجموعہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے اس دعا کے ساتھ کہ اس کوشش کو اللہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور یہ ہمارے لیے نجات کا باعث بنے۔ آمین

ابو الفارق شجاع الدین، کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعھم اجمعین و بعد! اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی تربیت کا جزو رہی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے ہر اُمت کے لیے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کر رکھا ہے تا کہ جو جانور ہم نے انھیں عطا کیے ہیں ان پر وہ اللہ کا نام لیا کریں۔" (الحج:۳۴)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حج کے متعلق فرمایا:

"تا کہ لوگ ان فائدوں کا مشاہدہ کریں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اور جو جانور ہم نے انھیں عطا کیے ہیں ان پر مقرر دنوں میں اللہ کا نام لیں۔" (الحج:۲۸)

اس آیت کریمہ میں "ایام معلومات" یعنی مقررہ دنوں سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین اور علماء اُمت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ قربانی کے چار دن ہیں، یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد تین دن، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عباس، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، سلیمان بن موسیٰ اسدی، امام مکحول، امام شافعی اور جمہور اہل حدیث اس کے قائل اور فاعل ہیں۔

☆ قربانی کے تین دن ہیں یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد دو دن، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام ثوری، امام احمد بن حنبل اور کچھ اہل حدیث اس کے قائل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ قربانی صرف دسویں ذی الحجہ کو ہے امام ابن سیرین نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے لیکن یہ موقف قرآنی آیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔

☆ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ شہریوں کے لیے قربانی کا ایک دن ہی ہے یعنی دسویں ذی الحجہ اور اہل دیہات کے لیے ۱۱، ۱۲، ۱۳ ہیں، کتاب و سنت سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی۔

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عطاء بن سیار کہتے ہیں کہ قربانی کا وقت ذوالحجہ کا سارا مہینہ ہے، اس مہینے میں کسی وقت بھی قربانی کی جاسکتی ہے، یہ موقف شاذ اور مردود ہے۔

اس سلسلہ میں ہمیں ایک سوال موصول ہوا تھا کتاب و سنت کی روشنی میں ہم نے پہلا موقف اختیار کرتے ہوئے حسب ذیل فتویٰ دیا جو پہلے ہفت روزہ اہل حدیث مجریہ ۲۷ اپریل ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا پھر وہ فتاویٰ اصحاب الحدیث کی زینت بنا۔

"قربانی" عید کے بعد تین دن تک کی جاسکتی ہے، عید ذی الحجہ کو ہوتی ہے اس کے بعد تین دنوں ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔" (بیہقی ص ۲۹۷، ۹۷)

لیکن یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا قول ہے اس لیے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا یہ قابل حجت نہیں ہے۔

علامہ شوکانی نے اس کے متعلق پانچ مذاہب بیان کیے ہیں پھر اپنا فیصلہ بایں الفاظ لکھا ہے: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں۔ (نیل الاوطار، جلد ۵، ص ۱۲۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ پہلے دن قربانی کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام زندگی اسی پر عمل پیرا رہے لہٰذا بلاوجہ قربانی ذبح کرنے میں دیر نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء ومساکین کو فائدہ پہنچانے کے لیے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں، نیز اگر کسی نے تیرہ ذی الحجہ کو قربانی کرنی ہو تو وہ غروب آفتاب سے پہلے قربانی ذبح کردے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد اگلا دن شروع ہوجاتا ہے۔ (فتاوی اصحاب الحدیث، جلد ۳، ص ۴۰۷)

اس فتویٰ کی اشاعت کے بعد میرے انتہائی قابل قدر عزیز حافظ زبیر علی زئی مرحوم باذن اللہ نے اس کا جواب لکھتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ قربانی کے تین دن ہیں یعنی یوم النحر کے بعد دو دن، ان کا یہ فتویٰ ماہنامہ الحدیث مجریہ مئی ۲۰۰۷ شمارہ نمبر ۴۴ میں شائع ہوا۔ انھوں نے جواب میں لکھا:

☆ مسند امام احمد والی روایت جو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے واقعی منقطع ہے۔

☆ امام ابن حبان اور امام بیہقی کی موصول روایت میں ابن ابی حسین کی ملاقات حضرت جبیر بن مطعم سے نہیں ہوئی، نیز اس کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی نے نہیں کی ہے لہٰذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

☆ اس کی تائید میں پیش کی جانے والی روایت میں سوید بن عبدالعزیز نامی راوی کمزور ہے۔

☆ ایک دوسری روایت جس میں عمرو بن دینار حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اس کا ایک راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب سخت مجروح ہے۔

آخر میں خلاصہ التحقیق بایں الفاظ نقل کیا:

"ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فتویٰ کی اشاعت کے بعد بہت سے دوست و احباب نے مجھے فون پر اس کا جواب لکھنے کے متعلق کہا لیکن میں احباب کے اصرار کے باوجود اس کا جواب لکھنے پر آمادہ نہ ہوسکا جس کی حسب ذیل وجوہات تھیں۔

☆ مسائل میں اختلاف سے علم و تحقیق کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں بشرطیکہ حسن نیت پر مبنی ہو اس قسم کے اختلاف سے حق تک رسائی آسان ہوجاتی ہے، ہر صاحب علم کو یہ حق ہے کہ جس چیز کو وہ صحیح اور درست خیال کرے اسے بیان کرے لیکن اسے دوسروں پر تھوپنے سے اجتناب کرے جیسا کہ کہا جاتا ہے: "ولکل وجھۃ ھو مولیھا" یعنی ہر ایک کا ایک وجہ النظر ہے جسے وہ اختیار کرتا ہے۔

میں نے ایک بات کو کتاب و سنت کے مطابق خیال کیا اسے علی وجہ البصیرت بیان کردیا، اب اگر کوئی میرے اختیار کردہ موقف سے اختلاف کرتا ہے تو مجھے برداشت کرنا چاہیے، قارئین کرام کو اختیار دیا جائے کہ وہ جسے حق کے قریب خیال کریں اسے اختیار کرلیں۔

☆ پھر حافظ زبیر علی زئی صاحب کی تحقیق کوئی نئی دریافت نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک یہ ایک ایسا نوالہ ہے جسے کئی کئی مرتبہ چبایا گیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ انڈیا کے شہر بمبئی سے اہل جماعت نے جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ حدیث جناب مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک مراسلہ ارسال کیا جس میں اسی قسم کے مسئلہ کے متعلق استفسار کیا گیا تھا انھوں نے احادیث و آثار کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ قربانی کے چار دن ہیں پھر اس موقف پر اٹھنے والے ایک ایک اعتراض و اشکال کا مسکت اور دندان شکن جواب دیا۔ حافظ زبیر علی زئی صاحب کے اعتراضات بھی اسی نوعیت کے تھے جن کا جواب مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی تحریر میں موجود تھا اس لیے ان کا جواب دینا تحصیل حاصل ہے۔ اتفاق سے ان دنوں میرے انتہائی قریبی دوست عزیزم شجاع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین آف کراچی نے وہ رسالہ ارسال کیا جس کا نام غاية التحقيق فی تضحية ايام التشريق ہے اس کے ہمراہ دو رسالے مزید ارسال کیے جو اس موضوع سے متعلق تھے، ان میں سے ایک قصہ ایام قربانی کا جو مولانا محمد رئیس ندوی مرحوم کا تالیف کردہ اور دوسرا رسالہ چار دن قربانی کی مشروعیت جو ابوالفوزان کفایت اللہ سنابلی کا رقم کردہ ہے یہ تینوں رسائل اپنے موضوع پر بڑے جامع اور علمی دلائل پر مبنی ہیں۔ ان میں متلاشیان حق کے لیے بہت سامان ہے، عزیزم شجاع الدین ان میں سے دو رسالوں کو طبع کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں اور مجھ سے انھوں نے ان پر "حرفِ چند" لکھنے پر اصرار کیا لہٰذا جلدی میں جو کچھ ہو سکا وہ نذر قارئین کر دیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین

اس مقام پر یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ عزیزم مولانا زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ علم جرح و تعدیل اور رجال کے متعلق کافی دسترس رکھتے تھے وہ حق کی اشاعت میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں گھبراتے تھے، حرف لب و لہجہ میں کچھ شدت تھی وہ بھی حق کی حمایت کی وجہ سے تھی اگرچہ ایسے حالات میں ہمیں نرم لہجہ اختیار کرنے کی شریعت نے تلقین کی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ فرمایا تھا:

> "اے عائشہ! نرمی کرو، سختی اور ترش گوئی سے اجتناب کرو۔" (بخاری، الادب ۶۰۳۰)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> "اے عائشہ! صبر و تحمل سے کام لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔" (بخاری، الادب ۶۲۵۶)

بہر حال مولانا محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں رسالے غاية التحقيق اور قصہ ایام قربانی کا قارئین کرام کے پیش خدمت ہیں۔ مولانا محمد رئیس ندوی اور حافظ زبیر علی زئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں حضرات اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں جبکہ ہم انتظار میں ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان میں کچھ ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں اور کچھ اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔" (الاحزاب ۲۳)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کو اپنی رحمت سے نوازے اور ان کی خطاؤں کو حسنات میں بدل دے، نیز انھیں اپنے ہاں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی نبیہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

طالب دعا

ابو محمد عبد الستار الحماد

مرکز الدراسات الاسلامیہ

میاں چنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۹۸۳ء میں محقق العصر، محدث زمان، فقیہ دوراں، امام اسماء الرجال شیخ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اللمحات الی ما فی انوار الباری من الظلمات کی پہلی جلد جب پاکستان (بغیر وضاحت کیے کہ پہلی جلد ہے) میں انڈیا کی طباعت کی کاپی کر کے شائع کی گئی تو راقم نے اس کا نسخہ خرید کر مطالعہ کیا، یہ میرا زمانہ طالب علمی تھا جب کتاب پڑھی تو میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا دل وجان سے عقیدت مند اور علم وفضل کا معترف ہو گیا چونکہ میرے شیخ، شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی مکی سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور موصوف شیخ ندوی کے درمیان اس کتاب کو پڑھ کر قدر مشترک نظر آئی لہٰذا میں نے اس کا ایک نسخہ خرید کر اپنے شیخ محترم کی خدمت میں پیش کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس پر نوٹس لکھے تو فرمایا: یہ پہلا ندوی (ندوۃ العلماء لکھنؤ کا فاضل) ہے جس میں جرأت وبے باکی اور حق گوئی موجود ہے۔

ہمارے شیخ سید بدیع الدین شاہ راشدی جب انڈیا کے تبلیغی دورے پر (یکم فروری تا ۱۸ فروری ۱۹۹۰ء) گئے تو پاکستان سے بطور خاص شیخ موصوف کے لیے اپنی مطبوعہ تصانیف بطور ''ہدیہ'' ساتھ لے کر گئے، اس سے ان کے دل میں موصوف کی ملاقات کا اشتیاق بھی معلوم ہوا۔ میں تو شیخ موصوف کی کتب کا بطور خاص متلاشی بن گیا اور ان کے حصول کے لیے بے چین ہو گیا۔ شیخ مصوف کی کتب میں سے جو کتاب میسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی خرید کر مطالعہ کیا اور ان سے محبت میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کویت اقامت کے دوران انڈیا کے بعض احباب کے ذریعہ ان کی کتب حاصل کیں۔ ہر کتاب اپنے موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ ضمیر کا بحران ہو یا تنویر الآفاق، اللمحات ہو یا غاية التحقيق في تضحية ايام التشريق، قصہ ایام قربانی کا ہو یا اسلام میں نماز جمعہ کا حکم جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا ور حوالہ جات کے انبار لگا دیئے اگر کسی حدیث کی تخریج کی تو ان کتب سے بھی اس کے شواہد و متابعات ذکر کیے جن کی طرف اکثر اہل علم رجوع نہیں کرتے۔ جن موضوعات پر شیخ موصوف کی تصانیف راقم کے پاس موجود ہیں ان موضوعات پر دوسرے اہلِ علم کی کتب یا حوالہ جات تلاش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ شیخ موصوف کا شمار تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھنے والے علماء میں ہوتا ہے۔ جس فن پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اس کی خوب وضاحت کرتے ہیں ایک جگہ رقم طراز ہیں: ”تمثیل میں لفظ تمثیل بسا اوقات حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ غازی پوری کسی اہلِ حدیث سے بلاغت ومعانی وادب عربی والی کتاب پڑھ لیں۔“ (قصہ ایام قربانی کا، ص ۳۸) مدمقابل کو علم معانی کا مسئلہ بھی ایک سطر میں سمجھا دیا اور دعوتِ تعلیم بھی دے دی تا کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا اعتراض انتہائی جہالت پر مبنی ہے چونکہ وہ ان فنون سے نا آشنا ہے اس لیے اسے اہل حدیث سے ہر فن سیکھنا چاہیے۔

جملے اور الفاظ ایسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے ہیں کہ بعض اوقات لغت دیکھے بغیر معانی اور مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، اس سے ان کی زبان دانی کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور اس پر عبور رکھنے کا بھی، جب سمجھ لیتا ہوں تو ایک خاص قسم کا لطف وسرور حاصل ہوتا ہے جو نا قابل بیان ہے۔ ان کی تصانیف ”ایک سے بڑھ کر ایک“ کی مصداق ہیں۔ ان میں سے دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ان کے نام غاية التحقيق فی تضحية ایام التشریق اور قصہ ایام قربانی کا سے ہی یہ حقیقت ظاہر و باہر ہے۔

جس قدر اس موضوع پر روایات موجود تھیں انھیں صرف جمع ہی نہیں کیا بلکہ ان پر جو کلام تھا اس کی خوب وضاحت کر کے تمام اشکال رفع کر دیئے، شیخ موصوف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ اہل حق ہمیشہ حق کے متلاشی رہتے ہیں جونہی ان پر حق واضح ہوتا ہے تو اسے قبول کر لیتے ہیں جیسا کہ آج وہ لوگ بھی اس حقیقت کے معترف ہو چکے ہیں جو پہلے منکر تھے لیکن بعض لوگ ہمیشہ اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں۔ان کے متعلق قرآن مجید نے خوب وضاحت کر دی ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ﴾

”بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور جانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا“ (سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۲۳)

غاية التحقيق.... میں شیخ موصوف نے جن روایات پر کلام کیا یا جن رواۃ پر جرح تھی ان کی حقیقت طشت از بام کر دی محدثین کے اسلوب، قواعد وضوابط کے مطابق ان کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا۔

اب بھی بعض الناس یا معدودے چند اس حقیقت کو نہ سمجھیں یا تسلیم نہ کریں تو ان کے لیے توفیق ہدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محدثین کرام نے جو اصول وضوابط وضع کیے وہ عقل ونقل کے عین مطابق ہیں، راقم اس پر کام کر رہا ہے اللہ تعالیٰ جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے (آمین ثم آمین)، جس میں عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے اصول وضوابط بالکل صحیح اور درست ہیں اور فطرت سلیم کے عین مطابق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے ایک حسن لغیرہ کا مسئلہ ہے جسے بعض لوگ نے بازیچۂ اطفال بنا دیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ان ضعیف روایات یا ان رواۃ کی روایات جو متابعات اور شواہد بن سکتی ہیں محدثین نے جمع نہیں کیں جس راوی کے متعلق کیا جاتا ہے: یعتبر به یا لیس بالقوی یکتب عنه اس کی تفصیل امام ابن الملقن کی کتاب (المقنع فی علوم الحدیث ۸۹/۱) میں دیکھ سکتے ہیں یقول الدارقطنی وغیرہ فی الضعفاء: فلان یعتبر به وفلان لایعتبر به۔ اور اسی طرح دیگر الفاظ یا صرف ابن حبان کی توثیق موجود ہے اس کے علاوہ متقدین میں سے کسی کی توثیق نہیں ملتی لیکن متاخرین نے اس کی توثیق کی ہو تو وہ قابل قبول نہیں؟ حالانکہ یہی لوگ بذات خود متساہلین کی توثیق بھی قبول کرتے ہیں اور متاخرین کی توثیق کو بھی اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ بن ہلال الصدفی کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے اور امام یعقوب بن سفیان الفسوی المتوفی سنہ ۲۷۷ھ نے ثقات تابعین میں شمار کیا ہے، نیز امام ذہبی اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کی توثیق کی ہے لہٰذا اس کی روایت صحیح ہے گو شیخ البانی نے ضعیف قرار دی ہے۔

جو لوگ شیخ البانی کی صحیح قرار دی ہوئی روایات کو ضعیف ثابت کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے، علمی طور پر اہل علم ہمیشہ ایک دوسرے سے علم اور دلائل کی بنیاد پر اختلاف کرتے رہتے ہیں لیکن بطور طعن یا حسد ایسا کرنا درست نہیں کون سا عالم ہے جس سے غلطی نہیں ہوئی۔

شیخ البانی کے متعلق بعض لوگوں کا رویہ انتہائی قابل افسوس ہے خصوصاً تکفیری حضرات ان پر مرجئہ کا الزام دیتے ہیں جبکہ بذات خود راہ راست سے بھٹکے ہوئے اور علم سے بے بہرہ ہیں کوئی عالم ان کے مؤقف کا حامی نہیں ان لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد برطانیہ میں مقیم ہے، ملکہ الزبتھ کی گود میں بیٹھ کر اور بیروزگاری الاؤنس کھا کر فتویٰ بازی کا شغل کرتے ہیں اور اُمت مسلمہ کے اکابرین کی تکفیر کرتے ہیں، اہل علم کا مذاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑاتے ہیں اور انہیں حکومتوں کا پروردہ قرار دیتے ہیں جبکہ اپنے فعل پر نادم ہونے کے بجائے ڈھٹائی سے کار بند ہیں۔

میں کہتا ہوں اس دور میں جو شخص بھی احادیث کی تحقیق اور چھان بین کرتا ہے اور صحیح وضعیف کا حکم لگاتا ہے وہ شیخ البانی کی کتب کا محتاج اور خوشہ چیں ہے وہ اس بات کا اعتراف کرے یا نہ کرے، ان کی تحقیق کا اعتراف کرے یا نہ کرے، تدلیس کرے یا نہ کرے لیکن وہ ان کی کتب سے مستغنی نہیں۔ اس دور میں جو شخص بھی احادیث کی تحقیق کا کام کرتا ہے اس کا سہرا شیخ البانی کے سر ہے کیونکہ ایک طویل عرصہ جو صدیوں پر محیط ہے ایسا کام کرنے والا شخص نظر نہیں آتا۔ آج ہر طرف احادیث کی تصحیح وتضعیف پر کام ہو رہا ہے۔ وہ شیخ موصوف کی خدمات جلیلہ کا رھین منت ہے۔

میرے نزدیک شیخ البانی پر طعن کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں، ایک حاسدین اور دوسرے اہل بدعت۔ شیخ البانی نے بعض احادیث کو ضعیف قرار دیا اس کی صحت کا علم ہونے پر رجوع کرلیا۔ اسی طرح بعض احادیث کو صحیح قرار دیا اس کے ضعف کا علم ہونے پر بھی رجوع الی الحق کرلیا۔ کیا یہ اہل علم کی شان نہیں؟

وہ لوگ جو ان پر حسد کرتے ہیں انھوں نے ایسا نہیں کیا؟ بعض روایات کو پہلے صحیح کیا بعد میں ضعیف قرار دیا، بعض کو ضعیف کیا پھر اس سے رجوع کرکے صحیح تسلیم کرلیا۔ اب تو وہ شخص بھی اس فن میں گفتگو اور تحریر لکھتا ہوا نظر آتا ہے جو بذات خود کم از کم متروک ہے۔

اہل علم اور طلباء متروک کی تعریف خوب اچھی طرح جانتے ہیں، وہ شخص بذات خود کسی عالم کا نام اپنی کتاب پر منع کرنے کے باوجود شائع کرتا ہے حالانکہ اس عالم نے نظر ثانی نہیں کی ہوتی صرف اپنی ثقاہت منوانے اور وزن بڑھانے کے لیے نام لکھتا ہے، تو ایسا شخص جس پر اس عالم کی جرح کذاب کے لفظ سے منقول ہے تو کم از کم اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کو کیا قرار دیا جائے گا؟

ایسے شخص کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ متساہل + متساہل کا قاعدہ ذکر کر کے اپنی علمیت ظاہر کرے اور صحیح و حسن روایات کو ضعیف قرار دے۔

ضعیف + ضعیف = ضعیف- 0=0+0

متساہل + متسائل = کا قاعدہ اور اس کی حقیقت

نمبر ا۔ اس سے جو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مطلق طور پر کوئی محدث بھی اس بات کا قائل نہیں ہے تو وہ روایت درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔

نمبر ۲۔ اگر ضعف منجبر نہیں ہو سکتا تو روایت تقویت حاصل نہیں کرتی۔

نمبر ۳۔ بعض اوقات ضعف شدید ہوتا ہے ایسی صورت میں مختلف روایات مل کر ضعف کو مزید بڑھا دیتی ہیں۔

نمبر ۴۔ یہ صورتیں فطری ہیں اور ہمیشہ معاشرہ میں مقبول رہی ہیں مثلاً: ایک ہی درجہ کے مختلف لوگ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک اکیلے کی بات تسلیم نہیں کی جاتی البتہ اس درجہ کے کئی لوگ اسے بیان کریں تو ہم کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی حقیقت اور اصل ثابت ہے۔ اگر ان سے زیادہ مجروح اور نچلے درجہ کے لوگ کسی واقعہ کو بیان کریں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی درجہ کے لوگ ہیں معلوم ہوتا ہے یہ ان کی اپنی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے نوسربازوں کا گروہ وغیرہ۔

کویت اقامت کے دوران اگر کوئی خبر ملتی تو پوچھا جاتا کہاں سے سنی؟ لوگ کہتے کہ فلاں لوگوں سے سنی، تو کہا جاتا ہے کہ یہ دھاگہ خبر ہے یعنی (خیاطین) درزی لوگوں کی گھڑی ہوئی خبر ہے، یہ بات زبان زدعام ہے اسی کو الضعف المتحمل والضعف الشدید سے تعبیر کیا گیا ہے تفصیل کے لیے دیکھیں (تیسیر دراسة الاسانیه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للمبتدئین للشیخ عمرو عبد المنعم سلیم ص ۷۵)

چونکہ یہ فطری اصول ہمیشہ لوگوں میں مقبول رہا ہے اور رہے گا اسی فطری اصول پر محدثین نے یہ بنیاد رکھی۔

امام زرکشی نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن حزم کا قول:

"لوبلغت طرق الحدیث ألفا لایقوی"۔ اگر ایک روایت کی ہزار سندیں بھی ہوں تو اس سے روایت قوی نہیں ہوتی (النکت علی مقدمۃ الصلاح ۱/ ۳۲۲) کو شاذ اور جمہور کے اصول کے خلاف قرار دیا چونکہ یہ بات ان لوگوں کو قطعاً قابل قبول نہیں جو اپنی کم فہمی کی بنیاد پر 0+0=0 کا قاعدہ ذکر کرتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ محدثین کا قاعدہ ہے یا ریاضی کا؟ "سبحان تیری قدرت" جو مزاج یار میں آئے کوئی منصف آدمی نہیں جو سمجھائے کہ حضرت یہ قاعدہ یہاں منطبق ہی نہیں ہوتا۔

دوسری بات جو امام زرکشی نے ذکر کی ہے: وھذا مردود لأن الھیئة الاجتماعیة لھا أثر۔ یہ قول مردود ہے اس لیے کہ ھیئت اجتماعی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات اتنی قوت ہوتی ہے کہ کوئی شخص بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا (النکت ۱/ ۳۲۲)

نمبر ۵۔ جن احادیث کو بعض متقدین نے منکر یا باطل حتیٰ کہ موضوع کا حکم لگایا متاخرین نے انھیں دلائل کی بنیاد پر اور طرق مختلفۃ، متابعات وشواہد کی بنیاد پر حسن تسلیم کیا ہے مثال کے طور پر۔

نمبر ۱۔ حدیث صلاۃ التسبیح شیخ البانی کا حاشیہ مشکاۃ جلد ۱ ص ۴۱۹ نیز "أجوبة الحافظ ابن حجر العسقلانی عن احادیث المصابیح جلد ۳ ص ۱۷۷۹ تا ۱۷۸۱"

یہ روایت ان کے نزدیک ضعیف میں شامل نہیں جو مذکورہ بالا قاعدہ ذکر کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۲۔ لاصلوۃ لمن لاوضوٗ لہ لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (مسند احمد ۲ / ۴۱۸، ابن ماجہ رقم ۳۹۹، دارقطنی ۱ / ۲۹، حاکم ۱ / ۱۴۶، بیہقی ۱ / ۴۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں (مجمع الزوائد للھیثمی ۱ / ۲۲۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: والظاھر أن مجموع الأحادیث یحدث منھا قوۃ تدل علی ان لہ اصلا (التلخیص الخبیر ۱ / ۷۵)

حدیث کے طرق مجموعہ سے اسے قوت حاصل ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی اصل موجود ہے۔ اس کی مکمل تحقیق کے لیے دیکھیں (۱ / ۷۲)

امام احمد بن حنبل اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: لاأعلم فی ھذا الباب حدیث لہ اسناد جید (ترمذی طبع دارالسلام ص ۸ رقم ۲۵، شرح السنۃ بغوی ۱ / ۴۰۹) اس مسئلہ میں جید سند سے کسی حدیث کا مجھے علم نہیں۔

یہ روایت بھی ان لوگوں کے نزدیک ضعیف نہیں۔

نمبر ۳۔ عن أبی سعید الخدری قال: خرج رجلان فی سفر حضرت الصلاۃ ولیس معھما ماء فتیمما صعیدا طیبا ثم وجدا الماء فی الوقت، فأعاد أحدھما الصلاۃ والوضوٗ، ولم یعد الآخر ثم أتیا رسول اللہ ﷺ فذکرا ذلک لہ فقال للذی لم یعد: أصبت السنۃ وأجزأتک صلاتک وقال للذی توضأ وعاد: لک الأجر مرتین۔

وقال ابوداؤد وغیرہ: ابن نافع یرویہ عن اللیث عن عمیرۃ بن أبی ناجیۃ عن بکر بن سوادۃ عن عطاء بن یسار عن النبی ﷺ قال ابوداود ذکر أبی سعید فی ھذا الحدیث لیس بمحفوظ وھو مرسل

(ابوداؤد رقم ۳۳۸، نسائی ۱ / ۲۱۳، طبرانی فی المعجم الاوسط ۱۸۴۲ و ۷۹۲۲، بیہقی ۱ / ۲۱۳ دارقطنی ۱ / ۱۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا ان کے پاس پانی نہیں تھا انھوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرالی اور دوسرے نے نہ دہرائی، پھر دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنا واقعہ بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جس نے نماز نہیں دہرائی: تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہوگئی اور اس سے فرمایا جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی: تمہارے لیے دوہرا اجر ہے۔

امام ابوداوٗد کہتے ہیں کہ ابن نافع کے علاوہ ایک دوسرے صاحب نے اسے لیث سے روایت کیا ہے، انھوں نے عمیرہ بن اَبی ناجیہ سے، انھوں نے بکر بن سوادہ سے، انھوں نے عطاء بن یسار سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، امام ابوداوٗد فرماتے ہیں: اس حدیث میں ابوسعید خدری کا ذکر محفوظ نہیں ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

پھر اس روایت کو امام ابوداوٗد نے ابن لهيعة عن بكر بن سوادة عن أبي عبد الله مولى اسماعيل ابن عبيد عن عطاء بن يسار...... مرسلاً بیان کیا ہے (رقم ۳۳۹)

ابن لهيعة کی ابن مبارک نے نسائی کی روایت میں الليث حدثني عميرة وغيره عن بكر بن سوادة عن عطاء بن يسار مرسل طور پر متابعت کی ہے

اس علت کی بناء پر کئی ایک ناقدین حدیث نے اسے معلول قرار دیا ہے ان میں سے طبرانی، موسیٰ بن ہارون اور دارقطنی ہیں۔ (التلخيص الحبير لابن حجر ۱/ ۱۶۳) لیکن حافظ ابن حجر نے اس علت پر اعتراض کیا ہے کہ ابن السکن نے اسے اپنی صحیح میں اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابوالوليد الطيالسي عن الليث عن عمرو بن الحارث وعميرة بن أبي ناجية جميعاً عن بكر موصولا به۔ (التلخيص الحبير ۱/ ۱۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں اگرچہ ابوالیدا الطیالسی کی سند محفوظ ہے لیکن اس میں عبداللہ بن مبارک نے مخالفت کی ہے وہ ثقہ، حافظ، جلیل القدر، کبیر امام ہیں۔

پھر مجھے ابن مبارک کی متابعت سنن کبریٰ بیہقی ۱/۲۳۱ میں ملی اور وہ یحیٰ بن بکر نے کی ہے گو اس میں کلام ہے لیکن یہ لیث بن سعد سے روایت کرنے میں ثقہ ہے۔ تو اس حدیث میں راجح بات یہی ہے کہ یہ مرسل ہے اور عبداللہ بن نافع نے اس روایت کو ابوسعید سے موصولا بیان کیا ہے اور وہ ضعیف الحدیث ہے۔

یہ روایت بھی ان لوگوں کے نزدیک صحیح ہے اور ضعیف نہیں ہے۔

نمبر ۴۔ حدثنا محمد بن كثير أخبرنا اسرائيل حدثنا عثمان بن المغيرة عن اياس بن أبي رملة الشامي قال: شهدت معاوية بن أبي سفيان وهو يسئل زيد بن أرقم قال: أشهدت مع رسول الله ﷺ عيدين اجتمعا في يوم؟ قال: نعم قال: فكيف صنع؟ قال: صلى العيد ثم رخص في الجمعة فقال: من شاء أن يصلي فليصل (ابوداؤد ۱۰۷۰، نسائی ۳/۱۹۴، ابن حزیمة ۱۴۶۴) ایاس بن اُبی رملہ شامی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر تھا اور وہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمہارے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئیں؟ انھوں نے کہا: ہاں پوچھا کہ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔

یہ روایت اس سند کے ساتھ منکر قرار پاتی ہے کیونکہ ایاس بن اُبی رملۃ الشامی مجہول ہے جیسا کہ تقریب میں ہے اور معاویہ بن اُبی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے میں منفرد ہے، اس باب میں دیگر روایات بھی ہیں وہ تمام واہی (کمزور) ہیں اور جمہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل علم اس پر عمل نہیں کرتے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ عذر شرعی کے بغیر نماز جمعہ نہیں چھوڑ سکتے۔(کتاب الأم ۱/۲۳۹)

امام ابن منذر نے أوسط میں ابوحنفیہ سے نقل کیا ہے کہ عید اور جمعہ دونوں میں سے کوئی ترک نہیں کر سکتے۔(۲۹۱/۴)

امام ابن حزم کا بھی یہی قول ہے فرماتے ہیں کہ جمعہ فرض ہے اور نماز عید نفلی عبادت ہے، نفل فرض کو ساقط نہیں کر سکتا۔(المحلی ۳۰۴/۲)

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جمعہ کی فرضیت کو ساقط قرار دے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

''اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے جلدی کرو۔''(سورۃ الجمعہ آیت ۹)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن کو اس سے خاص نہیں کیا اس بنا پر اس کا واجب ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ پس کیسے اس شخص کا موقف درست ہو سکتا ہے جو جمعہ اور ظہر دونوں کے ساقط ہونے کا قائل ہے جبکہ کتاب وسنت اور اجماع میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، اگر کوئی دلیل تسلیم کر لی جائے تو اس کی وجہ سے تمام اہل علم پر طعن وارد ہوتا ہے۔(التمہید لابن عبدالبر ۲۷۷/۱۰)

امام ابن المنذر فرماتے ہیں: تمام اہل علم کا نماز جمعہ کے وجوب پر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث ثابت ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فرض نمازیں پانچ ہیں اور عیدین کی نماز ان پانچ نمازوں میں سے نہیں ہے اور جب کتاب وسنت اور اجماع سے نماز جمعہ کے وجوب پر دلیل ملتی ہے اور احادیث اس بات پر دلالت کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ نماز عید نفلی ہے تو نفل کی وجہ سے فرض کو چھوڑنا جائز نہیں۔ (الاوسط لابن المنذر ۴؍۳۳۴) تمام ائمہ اس روایت کو کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف قرار دے رہے ہیں جس بناء پر یہ روایت منکر ہے جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا لیکن متساہل + متساہل اور ضعیف + ضعیف کا قاعدہ پیش کر کے اس پر شوروغوغا کر کے بعض الناس اہل علم پر طعن کرتے ہیں، ان کے نزدیک یہ روایت ضعیف نہیں۔

نمبر ۵۔ امام ابوداؤد نے (السنن ۲۳۵۷) امام نسائی نے (عمل الیوم واللیلة ۳۰۱) اور امام ابن السنی نے (عمل الیوم واللیلة ۴۷۹) میں اس روایت کو الحسنین بن واقد حدثنا مروان یعنی ابن سالم المقفع قال: رأیت ابن عمر یقبض علی لحیته فیقطع ما ذادت علی الکف وقال: کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا أفطر قال: ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الأجران شاء اللہ۔

مروان بن سالم المقفع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور اس سے جو بڑھی ہوتی اسے کاٹ ڈالتے اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الأجران شاء اللہ۔

ترجمہ: ”پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا“

اس روایت میں مروان بن سالم مقفع کو صرف ابن حبان نے (کتاب الثقات ۵؍۲۲۴) میں ذکر کیا اور کسی دوسرے محدث جوان لوگوں کے نزدیک معتبر ہے، نے اس کی توثیق نہیں کی ہے اور یہ ان لوگوں کے قاعدہ کے مطابق مجہول الحال ہونے کے قریب ہے، یہ حدیث ان لوگوں کے نزدیک صحیح ہے اسے ضعیف قرار نہیں دیتے۔

نمبر ۶۔ امام احمد بن حنبل نے (مسند ۳؍۳۸) امام ابوداؤد نے (السنن ۴۸۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی نے (السنن ۲۳۹۵) اور امام ابن حبان نے (موارد ۲۰۴۹) میں اس روایت کو سالم بن غیلان عن الولید بن قیس أبی سعید أوعن أبی الهیثم عن أبی سعید عن النبی صلی اللہ عیہ وسلم قال: لاتصاحب إلا مؤمنا ولایأکل طعامك إلاتقی۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صرف مؤمن آدمی کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی ہی کھائے۔''

امام ترمذی فرماتے ہیں: حسن انما نعرفه من هذا الوجه۔ یہ روایت حسن ہے ہم صرف اسی سند سے اسے جانتے ہیں۔

اس روایت میں ولید بن قیس کو ان لوگوں کے اصول کے مطابق کسی بھی غیر متساہل نے ثقہ نہیں کہا البتہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور امام عجلی نے کہا: مصری تابعی ثقہ ہے اور ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل میں اس کے متعلق کوئی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی، اسی بنا پر حافظ ابن حجر عقلانی نے تقریب میں اسے مقبول کہا ہے کہ جب اس کی متابعت کی جائے گی تو اس کی روایت قبول ہوگی وگرنہ یہ لین الحدیث ہے اور یہ معلوم ہے کہ کسی نے اس کی متابعت نہیں کی اور امام ترمذی کی تحسین بھی ان لوگوں کے قاعدہ کے مطابق قابل قبول نہیں۔

یہ تمام متساہل ہیں لہٰذا قاعدہ متساہل + متساہل سے روایت کو تقویت نہیں ملتی اور نہ راوی کی توثیق ثابت ہوتی ہے البتہ یہ روایت ان کے قاعدہ کے مطابق ضعیف ہے لیکن یہ اس روایت کو ضعیف قرار نہیں دیتے۔

وقت کی قلت اور طوالت کے خوف سے ہم نے اختصار سے کام لیا ہے وگرنہ اس طرح کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں یہ چھ (آدھی درجن) مثالیں دے کر ان لوگوں کے اصول کے مطابق عرض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف قرار پاتی ہیں لیکن یہ حضرات ان روایات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ لوگ تو ابن حزم کے شاذ اور جمہور مخالف قول پر عمل پیرا ہیں اور کسی بھی ضعیف الاسناد روایت خواہ اس کے ہزاروں طرق ہوں اسے حسن لغیرہ ماننے کے لیے تیار نہیں، تو یہ روایات کیسے صحیح قرار پا گئیں!!

عدل وانصاف سے کام لے کر خالص لوجہ اللہ اور علمی جواب ہونا چاہیے، نہ کہ ادھر ادھر کی بے مقصد باتیں اور الزام تراشی کا سلسلہ۔

اہل علم کے درمیان ہمیشہ سے علمی اختلاف چلا آرہا ہے لہٰذا آپ کو اگر علمی طور پر اختلاف کرنے کا حق ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی آپ سے علمی طور پر اختلاف کرنے کا حق حاصل ہے لیکن بعض لوگ اپنے لیے یہ اصول رکھتے ہیں اور دوسروں کو اپنے ساتھ اختلاف کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے حالانکہ صحیحین کی حدیث ہے، انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لایؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ (صحیح بخاری ۱۳)(صحیح مسلم ۱۷۰)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔"

یہ اصول ضعیف + ضعیف = ضعیف، 0+0=0 اور متساہل + متساہل = متساہل بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں کے اپنے تناقضات کی روشنی میں باطل قرار پا گیا۔

"ایک علمی لطیفہ"

حدیث اربعین بالاتفاق ضعیف ہے اس کے باوجود فضائل کی بنیاد پر اکثر اہل علم اس پر عمل کرتے ہوئے "ألاربعین" کے نام سے کتابیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور ومعروف اربعین نووی ہے، اسی طرح دیگر محدثین کرام نے اربعین احادیث جمع کی ہیں لیکن انھیں وہ شہرت اور مرتبہ ومقام حاصل نہیں ہوسکا جو اربعین نووی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حاصل ہوا۔ ہمارے استاذ مکرم، شیخ العرب والعجم، محدث الدھر، مفسر القرآن، فقیہ زمان علامہ سید ابو محمد بدیع الدین راشدی مکی محمدی سندھی زبان میں چالیس حدیثوں پر مشتمل ایک الگ سے رسالہ لکھا جوان کی آخری عمر کی تصنیف ہے۔ یہ دونوں کتابیں مقالات راشدیہ میں اردو ترجمہ کے ساتھ مطبوع ہیں۔ شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بعنوان القول اللطیف فی الاحتجاج بالحدیث الضعیف عربی زبان میں جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر و باہر ہے تصنیف کی ہے۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں "اربعین" کے مؤلفین کے نام لکھے ہیں جن کی تعداد ۷۰ تک پہنچتی ہے، دیکھیں (۵۲ تا ۶۱) امام نووی کے بقول "اربعین نویسی" میں اولیت کا شرف امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔

اہم اربعین کے چند مصنّفین کے نام درج ہیں:

(۱) عبداللہ بن مبارک (۲) محمد بن اسلم طوسی (۳) حسن بن سفیان الفسوی (۴) ابوبکر الآجری (۵) ابوبکر بن ابراہیم الاصفہانی (۶) امام دارقطنی (۷) امام حاکم وغیرھم۔

جو لوگ متساہل + متساہل اور ضعیف + ضعیف کا قاعدہ ذکر کرتے ہیں انھوں نے بھی اربعین پہ کام کر ڈالا۔ سبحان تیری قدرت۔ جمہور کے موقف کو عملی طور پر تسلیم کر لیا عرض ہے۔

دوست دشمن سب تیرے میر قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زبان سے کوئی قائل دل سے ہے

اگر شیخ البانی، شیخ محمد رئیس ندوی، شیخ بدیع الدین راشدی، شیخ ارشاد الحق اثری اور دیگر اہل علم یہ موقف اپنائیں اور روایات کو اس بنیاد پر جس کا یہ لوگ انکار و تردید کرتے ہیں تو غلط، بذات خود بغیر اقرار کیے عملی طور پر روایات کو صحیح اور حسن قرار دیں تو درست، ایسے انداز پر بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے کیونکہ ان کے ہاں یہی تحقیق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف روایات کے متابعات اور شواہد کی بناء پر کون شخص حکم لگا سکتا ہے کہ یہ درجہ حسن تک پہنچتی ہیں یہ صرف ماہر فن کا کام ہے جو تمام اصول وضوابط کی معرفت رکھتا ہو۔ اس دور میں اکثر وبیشتر لوگ شیخ البانی کی تحقیق کو سامنے رکھ کر یہ کام کر رہے ہیں، جو شیخ سے اختلاف کرتے ہیں وہ بھی ان کا نام لیے بغیر استفادہ کرتے ہیں نہ جانے اسے وہ کیا نام دیتے ہوں گے؟

بعض لوگ اگر صرف تصحیح وتضعیف میں کچھ مہارت حاصل کرلیں تو کیا ان کو وہ درجہ حاصل ہوسکتا ہے جو دیگر علوم وفنون میں ماہر علماء کو حاصل ہے؟ بالکل نہیں ہے، اس پر طرہ یہ کہ ایسا شخص بھی شیخ البانی کی صحیح قرار دی ہوئی روایات کو ضعیف ثابت کر رہا ہے جو اہل علم میں کسی طرح بھی شامل نہیں، اس کا اقرار ان لوگوں کو بھی ہے جو اس کی حوصلہ افزائی میں رطب اللسان ہیں۔ اگر کسی شخص کو کسی روایت کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ ضعیف ہے اور شیخ البانی سے اس روایت کو صحیح قرار دینے میں سہو ہوجائے تو کیا وہ شخص شیخ کے مرتبہ ومقام کو پہنچا جائے گا!

یہ بات یاد رہے کہ انسان جس سے علمی فائدہ اٹھائے اس کا برملا اعتراف کرے، اس کا خوشہ چیں رہے، محدثین کا یہی طریقہ رہا ہے۔

امام بخاری اپنے تمام اساتذہ وشیوخ میں سے صرف ...... امام علی بن مدینی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے تھے۔

قال الامام البخاری : ما استصغرت نفسی عند الله الا عند علی بن المدینی (سیر اعلام النبلاء ۱۱/۴۶)

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام علی بن مدینی ''علل حدیث'' کے سب سے بڑے امام، نقاد اور ماہر ہیں، جس طرح سب سے مشکل ترین علل کا فن ہے اسی طرح سب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل ترین کام اس بات کا تعین کرنا ہے کہ ضعیف روایات کب متابعات وشواہد کی بناء پر ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور کب شدید ضعف کا باعث بنتی ہیں؟ یہ کسی عام تو کیا ہر خاص کا بھی کام نہیں کیونکہ یہ سب سے مشکل ترین مرحلہ ہے جب تک اس کے تمام طرق اور رجال ورواۃ کی مکمل معرفت نہیں ہوگی اس پر حکم لگانا انتہائی مشکل ترین مرحلہ ہوگا اور یہ کام وہ لوگ تو کر ہی نہیں سکتے جن کے نزدیک 0+0=0 ریاضی کا قاعدہ معروف ہے۔

یہ انتہائی مشکل کام ہے بعض اوقات ایک راوی ثقہ ہوتا ہے لیکن اپنے کسی ایک شیخ میں ضعیف ہوتا ہے اور بعض اوقات کوئی متکلم فیہ راوی کسی ایک شیخ میں ثقہ راوی سے زیادہ اُضبط واُحفظ تسلیم کیا جاتا ہے، محدثین نے اس کی خوب نشاندہی کی ہے اس پر الگ سے مستقل کتابیں بھی چھپ چکی ہیں، اسی طرح صحیحین کا راوی اس کی صحیحین کے علاوہ کی روایت کا وہ مقام نہیں ہوتا جو صحیحین میں موجود روایت کا ہے العاقل تکفیہ الاشارہ!!!

سب سے آسان کام کسی روایت کو ضعیف بنانا ہے جو کہ اکثر جہلاء کر رہے ہیں۔ ایک صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ تو حدیث کو ضعیف بنا کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمانے لگے ''الحمدللہ حدیث ضعیف ہوگئی''

برصغیر میں بعض الناس نے صحیح بخاری کے راویوں پر لایعنی اعتراضات کر کے اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی جس کا جواب شیخ الاسلام مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ نے الأمرالمبرم کے نام سے دیا۔ اسی طرح الجرح علی البخاری کا جواب موصوف نے حل مشکلات البخاری کے نام سے دیا۔ جزاہ اللہ خیرالجزاء۔

ان لوگوں کی زندگی کا مقصد وحید صرف مخالف مذہب احادیث کی تردید، انکار یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی جواب نہ بن پڑے تو تضعیف کرنا ہے۔ اب ذرا ابوجعفر طحاوی کا قول ملاحظہ فرمائیں: قال: ابوجعفر: فما اوردت بشئی من ذلك تضعیف أحد من اهل العلم وما هكذا مذهبی ولكنی أردت بیان ظلم الخصم لنا۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۱۳۴)

امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ میری غرض اس طویل کلام سے کسی اہل علم کی تضعیف کرنی نہیں ہے اور نہ ہی میرا مذہب ومسلک ہے بلکہ میرا مقصود مخالف کی ہٹ دھرمی بیان کرنا ہے۔

یہ ترجمہ حنفی حضرات نے کیا ہے، اس عبارت کا تعلق مسئلہ رفع الیدین سے ہے، خود اندازہ کریں کہ ثقات کی تضعیف کر کے اور اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لیے محدثین عظام کو ہٹ دھرمی دوسرے لفظوں میں باطل پر اڑے رہنے والے قرار دیا جا رہا ہے، مقصود کیا ہے؟ اسے ملا علی قاری صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ کی زبانی سنیے، اپنی تالیف کا سبب بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فأحببت أن أذكر أدلة وأبين مسائله وأدفع عنهم مخالفتهم لئلا یتوهم العوام الذین لیس لهم معرفة بالأدلة الفقهیة أن المسائل الحنفیة تخالف الدلائل الحنفیة (مرقاۃ شرح مشکاۃ ج ۱/ ۳)

میں نے پسند کیا کہ احناف کے دلائل ذکر کروں ان کے مسائل کی وضاحت کروں اور مخالفت کرنے والوں سے ان کا دفاع کروں تاکہ عوام جو فقہی دلائل سے بے خبر ہے اس وہم کا شکار نہ ہو جائیں کہ حنفی مسائل شرعی دلائل کے خلاف ہیں۔

خدمت حدیث کے نام پر حنفیت کا دفاع اور لوگوں کی ذہنی تربیت تاکہ لوگ حنفیت پر قائم رہیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنفی بنانے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ رشید رضا مصر کے معروف عالم اور تفسیر المنار کے مصنف علامہ جمال الدین افغانی کے تلمیذ خاص ۱۹۱۲ء میں جب ہندوستان تشریف لائے تو دار العلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے، انھوں نے وہاں کے طرز تدریس کے بارے میں بعض اساتذہ سے سوال کیا تو ادھر سے جواب ملا کہ یہاں درس خصوصیت یہ ہے کہ جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر حنفی مذہب کے خلاف ہوتی ہے کوشش کی جاتی ہے کہ حنفی مذہب کو حدیث کے موافق بنایا جائے اور دونوں کے مابین تطبیق کی کوشش کی جائے۔

علامہ رشید رضا نے حیران ہوکر فرمایا: ''ھل ذلك فی كل حديث'' کیا ہر حدیث سے یہی معاملہ ہوتا ہے تو انھوں نے جواباً کہا کہ نعم جی ہاں، اس پر علامہ رشید رضا خاموش نہ رہ سکے برجستہ فرمایا: ''ھل الحديث حنفی'' کیا حدیث بھی حنفی ہوگئی ہے، یہ محض عصبیت ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔(تحفة العنبر فی حياة الامام العصر الشيخ انور، مصنف محمد یوسف بنوری، ص ۱۷، مطبوعہ کراچی پاکستان)

یہ حنفی حضرات کی خدمت حدیث ہے اس کا ایک نمونہ ''حنفی بلوغ المرام'' بھی ہے۔ دوسرا نمونہ ملاحظہ فرمائیں تعارف زجاجة المصابیح مؤلف حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب حیدرآبادی حنفی جو مشكاة المصابيح کے اسلوب پر حنفی حضرات کے لیے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جامع اور مستند ذخیرہ ہے، الحمدللہ کہ آج اس کتاب کی جلد اول شائع ہو رہی ہے کتاب کی اصلی قدر و قیمت تو مطالعہ سے ہی ظاہر ہوسکے گی تاہم بطور تعارف چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔

واقع یہ ہے کہ مؤلف نے مشكاة شریف کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت محسوس فرمائی کہ جس طرح مشکاۃ شریف مسائل کے لحاظ سے شافعی حضرات کے لیے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بہترین مجموعہ ہے بالکل اسی طرح ان احادیث کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یکجا کیا جائے جن پر فقہ حنفی کی بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ ان اہل علم حضرات کی سعی مشکور فرمائے جنھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہترین انداز سے حنفی احادیث جمع فرمائیں لیکن مشکاۃ جیسی جامعیت میسر نہ ہو سکی۔ (جلد اول صفحہ نمبر الف)

ان لوگوں کی عصبیت، سوچ وفکر کا اندازہ لگائیں خود محمدی بننے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی توفیق ہوئی البتہ احادیث کو حنفی بنانے کی بھرپور کوشش کر کے اپنے زعم باطل میں حنفی بنا دیا جیسا کہ شیخ رشید رضا نے کہا تھا۔

بعض لوگ اپنی ہی ضعیف قرار دی ہوئی روایات سے رجوع کر کے ان کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور صحیح قرار دی ہوئی روایات کو ضعیف بھی قرار دے چکے ہیں، اس سے ثابت ہوا ان سے بھی ایسی غلطیاں ہوئیں جو شیخ البانی سے ہوئیں، اگر یہ لوگ تحقیق مزید کرتے رہیں گے بشرطیکہ اپنے بنائے ہوئے قواعد کی پابندی کرتے رہے تو یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا اور آخر کار کافی بڑے ذخیرۂ حدیث کو ضعیف قرار دے کر لوگوں کا بوجھ ہلکا کر دیں گے۔

بہر صورت یہ ایک طویل بحث ہے متابعات وشواہد کب قابل قبول ہیں اور کب نہیں؟ یہ کام صرف ماہر نقاد اس فن میں مکمل عبور رکھنے والا ہی کر سکتا ہے، عام اہل علم کا تو ہرگز یہ کام نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس فن میں مہارت تامہ عطا کی، ہمارے موصوف شیخ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ بھی ان لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو اہل علم نے معلمی دوراں کا لقب دیا، یہ معلمی کون تھے؟ جنھیں محدث العصر علامہ شیخ البانی نے بھی اسماء الرجال کا امام تسلیم کیا جن کی کتاب "التنکیل" اسم بامسمی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا اس فن پر علمی شاہکار ہے جس میں اہل بدعت، معتزلی، جہمی، ماتریدی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعری حضرات کے ڈھول کا پول کھولا گیا اور یہ سب آج تک اس کا جواب دینے سے عاجز وقاصر ہیں اور رہیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی حدیث ''کل ایام التشریق ذبح'' کے تمام طرق جمع کر کے اس کی اسناد اور راویوں پر سیر حاصل کلام کیا ہے، اس کے متابعات وشواہد، نیز عقلی اور نقلی طور پر محدثین عظام کے اصول وضوابط کے مطابق مفصل کلام کر کے شکوک وشبہات کا بھی خوب ازالہ کیا ہے۔ان جیسا دلائل سے بھرپور شاہکار کوئی دوسری شخصیت اگر پیش کر سکی ہے تو وہ شیخ العرب والعجم کی اس موضوع پر عربی تصنیف ہے لیکن اس میں بھی اس قدر تفصیل نہیں ہے۔امام شوکانی نے نیل الأوطار میں اسی روایت کل أیام التشریق ذبح کو صحیح بشواھدہ کہا ہے۔ نیز نیل الأوطار کے محقق، مخرج، معلق، محمد صبحی بن حسن حلاق نے بھی اس روایت کو صحیح بشواھدہ قرار دیا ہے۔(۹/ ۴۹۳)اسی طرح امام ابن القیم نے بھی اسے صحیح تسلیم کیا ہے جیسا کہ شیخ البانی نے ذکر کیا ہے۔

اور خود شیخ البانی نے بھی اس حدیث کو حسن بالشواھد قرار دیا ہے (الصحیحہ ۵/ ۶۱۷ تا ۶۲۲، رقم ۲۴۷۶) میرا خیال ہے کہ منصف مزاج آدمی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ قربانی چار دن ہی ہے۔

علامہ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے امام ابراہیم بن أبی علیۃ کا قول ذکر کیا ہے:''من حمل شاذ العلماء حمل شرا کثیرا'':

''جس شخص نے علماء کے شاذ اقوال کو اپنایا اس نے بہت زیادہ شر (برائی) کو اپنالیا'' (الکفایۃ فی معرفۃ اصول علم الروایۃ ۱/ ۳۳۸ تحقیق ماہر یاسین الفحل، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ۶/ ۳۵۹ تہذیب الکمال للمزی ۱/ ۱۲۳ سیر أعلام النبلاء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للذہبی ۶/ ۳۲۴)

حسن لغیرہ کی بابت کتب مصطلح میں سے مندرج کتب بطور خاص قابل دید ہیں:

۱۔ نزھۃ النظر لابن حجر (ص ۱۰۳) طبع العشرۃ الجدیدۃ

۲۔ المعتبر للزرکشی (ص ۲۵۳ تا ۲۳۸)

۳۔ المقنع فی علوم الحدیث لابن الملقن (۱/ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

۴۔ تدریب الراوی للسیوطی (۱/ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

۵۔ الیواقیت والدرر شرح شرح نخبۃ الفکر لعبد الرؤف المناوی (۱/ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

۶۔ توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار للشیخ محمد بن اسماعیل الأمیر الحسن الصنعانی المتوفی صاحب سبل السلام (۱/ ۱۸۶ تا ۱۸۷)

۷۔ تیسیر دراسۃ الأسانید للمبتدئین لعمرو عبد المنعم سلیم (ص ۷۵)

۸۔ تحریر علوم الحدیث لعمرو عبد المنعم سلیم (ص ۳۷)

۹۔ تیسیر علوم الحدیث " " " (ص ۴۲ تا ۴۳)

۱۰۔ جامع العلوم والحکم لابن رجب (ص ۳۳۰)

۱۱۔ نصب الرایۃ للزیلعی (۴/ ۳۸۴ تا ۳۸۶)

۱۲۔ اربعین للنووی بشرح ابن دقیق العید (ص ۷۹)

۱۳۔ امام علائی کا موقف فیض القدیر (۶/ ۴۳۲)

۱۴۔ مختصر المقاصد الحسنۃ للزرقانی (ص ۲۰۴)

۱۵۔ دلیل أرباب الفلاح لتحقیق فن الاصطلاح للحافظ حکمی (ص ۷۴ تا ۷۵)

۱۶۔ حافظ ابن حجر عسقلانی

۱۷۔ امام نووی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔امام بیہقی

۱۹۔امام ابوالحسن بن القطان

۲۰۔امام شافعی

۲۱۔جمہور محدثین یہ نام علامہ جمال الدین قاسمی نے اپنی کتاب قواعد التحدیثم میں "بحث الضعیف اذا تعددت طرقه" میں ذکر کیے ہیں (ص ۱۰۹ تا ۱۱۰)

۲۲۔الفرع الأثیث فی اصول الحدیث للامام ابن الحنبلی (ص ۸۷ تا ۸۹)

۲۳۔توجیه النظر الی أصول الاثر للامام طاهر الجزائری (۵۰۶/۱)

ہم ان مذکورہ بالا اور جمہور محدثین کے منہج پر ہیں الحمدللہ علی ذلک اور یہی صحیح منہج ہے۔سب سے پہلے امام ترمذی نے ہی حسن سے متعارف کروایا اور اس کی تعریف کتب مصطلح میں مذکور ہے، امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو صرف دو ہی قسمیں تھیں لہٰذا تیسری قسم تسلیم کی تو اس کی دو قسمیں خود بخود تسلیم کرنا پڑیں گی۔

ان لوگوں کے لیے علامہ خطیب بغدادی کا قول پیش خدمت ہے فرماتے ہیں: من صنف فقد جعل عقله فی طبق یعرضه علی الناس (تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۱۴۱/۳)

جس نے کتاب لکھی یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنی عقل ایک تھال میں رکھ کر لوگوں کے سامنے پیش کردی ہے۔شیخ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے لیے دیکھیں اللمحات الی مافی أنوار الباری من الظلمات (طبع جدید)

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

ابوخزیمہ محمد حسین ظاہری تلمیذ رشید شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین راشدی مکی سندھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر (برائے اشاعت ثانی)

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ غایۃ التحقیق نامی کتاب عوام میں مقبول ہوئی، اور اس کے نسخے بہت جلد ختم ہوگئے، مذہبی لٹریچر کے سلسلہ میں عام طور پر یہ شکوہ سنا جاتا ہے کہ قارئین کتابوں کی خرید پر کم توجہ دیتے ہیں، یعنی مذہبی کتابیں کم پڑھی جاتی ہیں، یا بغیر خرید پڑھی جاتی ہیں۔ یہ تاثر کسی نہ کسی حد تک صحیح ہے، پھر بھی کتابوں کو خرید کر پڑھنے والے موجود ہیں اور ایسے قارئین کا ہمیشہ یہ مطالبہ رہتا ہے کہ ناشرین انہیں عمدہ مذہبی کتابیں فراہم کریں۔ موجودہ دور میں مذہبی حلقوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ شرعی مسائل کے جو دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں ان سے واقفیت حاصل کی جائے اور قلبی اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

کتاب وسنت میں مذکورہ دلائل کو سمجھنے کے لیے پیدا ہونے والے احساس کو بعض لوگ اندیشہ کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسائل کے فہم واستنباط میں متوسط یا کم پڑھے لکھے لوگوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا! یہ علی الاطلاق صحیح نہیں، بہت سی باتیں یقیناً ماہرین شریعت علماء ہی کے غور وفکر کی ہوتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ قرآن و حدیث کی واضح باتوں کے خلاف واقعات پر بھی لب کشائی نہ کی جائے، کم علم والے کو حق ہے کہ زیادہ علم والے سے پوچھ کر اطمینان کرے، اتخذوا احبارھم و رھبانھم الخ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت اور دوسرے شرعی احکام سے ثابت ہے کہ قرآن وحدیث کے علاوہ کسی بات کو آنکھ بند کر کے تسلیم نہ کیا جائے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں کہ انہوں نے زیادہ علم رکھنے والے حضرات کے ساتھ گفتگو کی اور مسائل کے سلسلہ میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا، ضرورت ہے کہ آج کے مسلمان بھی شرعی مسائل میں استفسار اور تبادلہ خیال سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

محترم مولانا محمد رئیس صاحب نے غاية التحقيق نامی رسالہ میں جو عمدہ تحقیق پیش کی ہے اور جس طرح ایام تشریق میں قربانی ثابت کی ہے ہمیں یقین ہے کہ حق پرست اسے قبول کریں گے اور قرآن وحدیث کے خلاف کوئی دوسرا راستہ اختیار نہ کریں گے، والتوفیق من اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مفید تحقیقی رسالہ سے تمام قارئین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے اور ہر شخص کو قرآن وحدیث پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین والحمد للہ رب العالمین۔

مقتدی حسن ازہری

جامعہ سلفیہ، مرکزی دار العلوم، بنارس

۵/جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر (برائے طبع اوّل)

فروعی مسائل میں ائمہ دین اور فقہاء کے مابین اختلاف معروف ہے اور اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں اور دونوں میں سے کسی ایک سے جب کوئی رہنمائی مل جائے تو اس پر عمل کریں اور پھر کسی دوسرے کے قول یا رائے کی پرواہ نہ کریں، امت میں فقہی مذاہب کی تقلید کے رائج ہونے کے بعد ہر مذہب کے ماننے والوں میں ایک طرح کا جمود وتعصب پیدا ہوگیا، جس کے نتیجہ میں مذاہب کے مقلدین کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کی جگہ ان مذاہب کے اقوال وفتاویٰ پر اکتفا کرنے لگے، اس صورتِ حال میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی امام کا قول یا فتویٰ حدیث کے خلاف ہوگیا کیونکہ وہ حدیث امام کے علم میں نہ آسکی، امام کے متبعین کا فرض تھا کہ صحیح حدیث ملنے کے بعد امام کے اس قول وفتویٰ کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کریں لیکن مسلکی تعصب نے انھیں اس راہ سے باز رکھا جس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب رفع الملام میں اسی مسئلہ پر بہت اچھی روشنی ڈالی ہے، ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

امت میں جن ائمہ کو قبول واعتماد حاصل ہے ان میں سے کسی کے متعلق یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی سنت کی قصداً مخالفت کرے گا، اب اگر کسی صحیح حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف کسی امام کا کوئی قول ملے تو اس کی توجیہ یا عذر کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ امام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کے صدور کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔

دوم: یہ کہ امام اس حدیث سے متعلقہ فیصلہ مراد لینے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔

سوم: یہ کہ امام حدیث کے حکم کو منسوخ مانتا ہو۔

عذر کی ان تینوں قسموں کے ابنِ تیمیہ نے متعدد اسباب ذکر کیے ہیں جن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ وہ حدیث اس امام کو مل نہ سکی ہو، اور اس نے کسی آیت، یا حدیث، یا قیاس کی بنیاد پر اپنی بات کہی ہو، سلف کے جو اقوال بعض احادیث کے خلاف ملتے ہیں ان میں سے اکثر کا سبب یہی ہوتا ہے کیونکہ کسی امام کے متعلق یہ تصور بالکل غلط ہے کہ اسے تمام احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تھا۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۰/ ۲۳۲)

علامہ ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) نے اعلام الموقعین میں امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ نے میزان کبریٰ میں، امام فلانی نے ایقاظ الھمم میں، محمد معین نے دراسات اللبیب میں اور شیخ جمال الدین قاسمی نے قواعد التحدیث میں اور اسی طرح متعدد دوسرے مصنّفین نے اپنی تصانیف میں اس امر پر مفصل روشنی ڈالی ہے کہ صحیح حدیث کا کیا مقام ہے اور صحیح حدیث کے معلوم ہو جانے کے بعد امت کے ہر فرد پر اس کی پیروی کس طرح ضروری ہو جاتی ہے؟ مگر بے حد افسوس کا مقام ہے کہ فقہی مسالک کی تقلید کی وجہ سے صحیح حدیث پر عمل کرنے میں آج بھی تردد محسوس ہو رہا ہے اور حدیث کی تاویل و تردید کی جاتی ہے۔

ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک قربانی کا جواز صحیح حدیث سے ثابت ہے لیکن فقہاء حنفیہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، وہ صرف ۱۲ ذی الحجہ تک قربانی جائز مانتے ہیں اور لوگوں کو تیرہ تاریخ کی قربانی سے روکتے ہیں، اس مسئلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کتاب وسنت کا حکم معلوم کرنے کے لیے بمبئی کے اخوانِ جماعت نے جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ جناب مولانا محمد رئیس ندوی صاحب حفظہ اللہ کے نام ایک استفتاء ارسال کیا تھا جس کا متن ان سطور کے اختتام پر درج کیا جارہا ہے۔

محترم مولانا محمد رئیس صاحب نے احادیث و آثار کی روشنی میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے اور علمی انداز میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ تیرہ ذی الحجہ کو قربانی کا ثبوت حدیث شریف میں موجود ہے اور اس کے خلاف جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان کی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی قیمت نہیں، مولانا موصوف کی اس تحریر میں دقت نظر اور وسعتِ معلومات نمایاں ہیں، حدیث کی صحت وسقم اور رجال کی تعدیل وتجریح کے سلسلے میں ان کا فیصلہ واضح اور نکھرا ہوا ہے، اس لیے ہمیں امید ہے کہ اس جواب کو پڑھ کر ہر منصف مزاج انسان یہ تسلیم کرلے گا کہ تیرہ ذی الحجہ کی قربانی ثابت ہے اور اس پر عمل سے گریز سچے مومن کی شان کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا موصوف کو اس خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے، اور تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت کے احکام پر عمل کی توفیق بخشے، وصلی اللہ علی النبی و سلم

مقتدی حسن ازہری،

۴ صفر ۱۴۱۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالنامہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس معاملہ میں کہ شہر بمبئی میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قربانی صرف ایک دن دسویں ذی الحجہ کو جائز ہے، اس سے زیادہ تین دنوں تک قربانی کرنی جائز اور درست نہیں، جو شخص دسویں ذی الحجہ کے بعد تین دنوں میں سے کسی دن قربانی کرے اس کی قربانی قربانی ہی نہیں ہوگی۔ ان لوگوں کی اس بات سے بڑا اختلاف ونزاع رونما ہوا ہے، اس مسئلہ میں کتاب وسنت سے جو بات ثابت ہو مدلل اور مفصل طور پر بیان کیجیے۔

(مولانا) محمد امین اثری
ناظم جمعیت اہل حدیث بمبئی عظمیٰ
۹ نومبر ۱۹۸۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب و هوالموفق بالصواب

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد و آله و أصحابه أجمعين، واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له وأشهد أن محمدًا عبده و رسوله أرسله بالحق بشيراً و نذيراً و داعيا الى الله و سراجا منيرا

تمہید

استفتاء کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ شہر بمبئی میں کچھ لوگ صرف دسویں ذی الحجہ کو قربانی کا دن مانتے ہیں اور اس سے زیادہ ایام میں قربانی کو ناجائز و غیر مشروع قرار دیتے ہیں اور دسویں ذی الحجہ کے بعد مزید تین دن یعنی ایام تشریق میں جو لوگ قربانی کرتے ہیں ان کی یہ حضرات تغلیط و تردید کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک ازروئے تحقیق شریعتِ مطہرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ قربانی چار دن تک مشروع ہے یعنی دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد ایامِ تشریق کے تین دن تک لیکن یہ بھی ایک ثابت شدہ اور معروف حقیقت ہے کہ مختلف اسباب و وجوہ کی بناء پر ایام قدیم سے بہت سارے مسائل میں صحیح موقف و مسلک سے اختلاف کرنے والے لوگ موجود ہیں، یہی حال زیرِ نظر مسئلے کا بھی ہے کہ ایامِ قدیم سے بعض لوگ نہ جانے کن وجوہ سے ثابت شدہ صحیح موقف کے خلاف یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ قربانی کے لیے صرف دسویں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی الحجہ کا دن متعین ومخصوص ہے، لیکن اصولی طور پر تمام مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ نصوص کتاب وسنت سے ثابت شدہ صحیح موقف کے خلاف اختیار کیا ہوا ہر شخص کا موقف ونظریہ مردود ہے خواہ وہ شخص کوئی ہو۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم زیر بحث مسئلہ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

ایک سے زیادہ دنوں میں قربانی کی مشروعیت پر قرآن مجید سے ثبوت

قرآن مجید کی مختلف ومتعدد آیات میں صراحۃً واشارۃً قربانی کا ذکر موجود ہے، قربانی کے سلسلے میں ایک قرآنی ارشاد یہ ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾﴾ (سورۂ حج آیت نمبر ۲۸)

یعنی: لوگ "ایام معلومات" میں قربانی کے لیے مخصوص شدہ ان چوپایہ جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں، جن جانوروں کو انھیں اللہ نے میسر وفراہم کر رکھا ہے اور ان قربانی شدہ جانوروں کے گوشت میں سے تم خود کھاؤ اور پریشان حال فقیر کو بھی کھلاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں واضح طور پر حکم دیا ہے کہ لوگوں کو قربانی کے جو جانور میسر اور حاصل ہوں ان پر وہ "ایامِ معلومات" میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں یعنی بسم اللہ پڑھ کر ان جانوروں کو ایامِ معلومات میں ذبح کریں اردو میں ایامِ معلومات کا مطلب ہے معلوم اور مقرر شدہ کئی دن، ایام اور معلومات دونوں جمع کے صیغے ہیں اور صفت و موصوف ہیں۔

"ایام" یوم کی جمع ہے جس کا معنیٰ دن ہے، ایام اور یوم کے الفاظ اردو داں طبقے میں بھی دن کے معنی میں مستعمل ہیں، اسی طرح "معلومات" معلومۃ کی جمع ہے جو معلوم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونث ہے اور لفظ معلوم ہندوستان میں عام طور پر تمام لوگوں کے مابین بولا جاتا ہے، اس مختصر سی تشریح سے یہ بات بہ آسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ نصِ قرآنی کے مطابق قربانی کے ایام معلوم ومعروف اور مقرر ومتعین ہیں کیونکہ جو ایام یعنی دن معلوم ومعروف ہوں گے وہ لازمی طور پر متعین ومقرر شدہ بھی ہوں گے اور جب قرآن مجید نے قربانی کے لیے مقرر ومعلوم شدہ کئی دن متعین کر رکھے ہیں، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید نے قربانی کے لیے ایک سے زیادہ ایام مقرر کردیے ہیں کیونکہ جمع کا اطلاق ایک سے زیادہ پر ہوتا ہے۔ خود بخود یہ بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ قربانی کے لیے صرف دسویں ذی الحجہ کی تعیین وتحدید کرنے والوں کا موقف نصِ قرآنی کے خلاف ہونے کے سبب مردود ہے۔

ایک سے زیادہ دنوں میں قربانی کی مشروعیت پر اجماع امت

چونکہ مذکورہ بالا نص قرآنی کا یہ معنی بہت ظاہر ہے کہ قربانی کے لیے ایک سے زیادہ کئی دن مقرر ومتعین ہیں اس لیے اس کی توضیح کے لیے نیز اس سے اختلاف رکھنے والوں کی تغلیط کے لیے ہم کو کچھ زیادہ کہنے یا لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، خصوصاً اس لیے کہ امام قرطبی محمد بن احمد انصاری متوفی ۶۷۱ھ نے آیت مذکورہ کے سلسلے میں فرمایا کہ:

"لا خلاف ان المراد به النحر" (تفسیر قرطبی سورہ بقرہ ص ۲ ج ۳)

یعنی: "اس بات میں اہلِ علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ آیت مذکورہ میں قربانی کا ذکر ہے اور "ایام معلومات" سے مراد ایام قربانی ہیں۔

امام قرطبی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کچھ اہلِ علم نے سورہ بقرہ کی آیت:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی ایامِ معدودات میں اللہ کو یاد کرو'' میں واقع شدہ لفظ ''ایامِ معدودات'' کے جو معنٰی بتلایا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ ''ایامِ معدودات'' اور ''ایامِ معلومات'' معنوی طور پر ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔ (تفسیر قرطبی ص ۳ ج ۳)

اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید میں کم از کم دو جگہ کہا گیا ہے کہ قربانی کے لیے ایک سے زیادہ ایام مقرر ہیں۔ اس تفصیل سے بہرحال اس موقف کی تغلیط ہوتی ہے کہ قربانی صرف دسویں ذی الحجہ کو ہے اس کے علاوہ دوسرے ایام میں نہیں ہے۔ [1]

جب ایک سے زیادہ دنوں میں قربانی کی مشروعیت پر بتصریح امام قرطبی اجماع ہے تو یہ اجماع بذاتِ خود اس بات کی شرعی دلیل ہے کہ قربانی ایک سے زیادہ دنوں میں مشروع ہے، اگر اس طرح کے اجماع سے بالفرض ایک آدھ آدمی نے عملاً یا قولاً اختلاف کیا ہو تو وہ شذوذ کے حکم میں ہے جو شاذ ہونے کے سبب کالعدم ہے۔ خصوصاً جبکہ اس اجماع کی تائید میں قرآنی آیت بھی موجود ہے اور احادیثِ معتبرہ بھی۔

کتنے دنوں تک قربانی مشروع ہے

جب نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ قربانی کے لیے متعدد ایام مقرر ہیں تو فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایام کتنے اور کون کون سے ہیں؟

اس معاملہ میں بھی ایامِ قدیم سے مختلف اقوال و مذاہب پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک قول حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونے کے سبب مقبول اور باقی اقوال خلافِ حدیث ہونے کے سبب مردود ہیں، جو قول حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہے وہ یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ تک یعنی کل چار ایامِ قربانی کے لیے متعین ہیں اس اجمال کی تفصیل ذیل میں پیش کی گئی ہے۔

---

[1] عربی زبان میں دو سے زائد کو خواہ وہ تین ہو یا اس سے زیادہ، پر جمع کا اطلاق ہوتا ہے، پھر اس میں تعداد کے اعتبار سے جمع قلت و جمع کثرت کی تقسیم ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی پہلی حدیث

حافظ عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عمرو ابو سعید عثمانی، دحیم دمشقی مولود ۱۷۰ھ ومتوفی ۲۴۵ھ نے کہا ہے کہ:

حدثنا محمد بن شعیب، اخبرنی معاویة بن یحییٰ الصدفی عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة وابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال: "ایام التشریق کلها ذبح"۔

یعنی: حضرت ابوہریرہ و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: "تمام ایامِ تشریق قربانی کے جانور ذبح کیے جانے کے ایام ہیں۔" (کتاب العلل لابی حاتم الرازی ج۲ ص۳۸، سنن بیہقی ج۹ ص۲۹۶ والکامل لابن عدی، ج۶ ص۲۳۹۶ و نصب الرایہ ج۴ ص۲۱۳ و میزان الاعتدال للذہبی ج۲ ص۴۸۶)[1]

مذکورہ بالا حدیث کا واضح مفاد یہ ہے کہ ایامِ تشریق میں یعنی دسویں ذی الحجہ کے علاوہ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ میں کل چار دن قربانی کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں۔

حدیث مذکور کی تصحیح

ہمارے نزدیک یہ حدیث ازروئے تحقیق معتبر و قابلِ عمل ہے، اگرچہ بعض لوگوں کا اس پر کلام ہے، اس کی سند متصل ہونے پر کسی کو کوئی کلام نہیں البتہ اس کی سند کے معتبر ہونے پر کلام ہے اور وہ کلام اس کے صرف ایک راوی معاویہ بن یحییٰ صدفی دمشقی

---

[1] کتاب العلل ۳۸/۲ ط، دارالسلام حلب، نسخہ اخری ۲۶۵/۳، سنن بیہقی، کتاب الضحایا، باب من قال الاضحی جائز یوم النحر و ایام منی کلها لانها ایام النسک ۲۹۲/۲، نسخہ اخری ۵۵۱/۹ (۱۹۲۴۴) ط۔ دارالحدیث القاہرہ، الکامل لابن عدی نسخہ اخری (۱۶۴۰۱-۱۶۴۰۲)، نصب الرایہ نسخہ اخری ۵۰۵/۴ ط۔ قدیمی کتب خانہ کراچی، میزان الاعتدال ۱۳۹/۴ (۸۶۳۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہے جس کی تحقیق آگے آرہی ہے۔

اس حدیث کی سند سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے روایت کرنے والے دو مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ وابو سعید خدری رضی اللہ عنہما ہیں اور ان حضرات سے روایت کرنے والے ان کے مشہور شاگرد امام سعید بن مسیب مولود ۱۴-۱۵ھ ومتوفی ۹۳ھ میں جو بہت معروف ثقہ تابعی ہیں اور اہلِ علم کے مابین سید التابعین کے لقب سے مشہور ہیں، امام ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے کہا کہ:

"وهو أثبتهم في أبي هريرة"

یعنی: حضرت ابو ہریرہ کی حدیث نقل کرنے میں امام سعید بن مسیب سب سے زیادہ پختہ کار ثقہ رواۃ میں سے ہیں۔ (عام کتب رجال)[1]

اس اعتبار سے زیرِ نظر حدیث کی خاص اہمیت ہے، حضرت سعید بن المسیب سے اس حدیث کے راوی امام زہری (محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری) متوفی ۱۲۵ھ بھی پختہ کار ثقہ تابعی ہیں، ان کی امامت وجلالت اور ثقاہت پر اتفاق ہے۔ (عام کتب رجال)[2]

معاویہ بن یحییٰ صدفی کی توثیق پر بحث

امام زہری سے اس حدیث کے راوی معاویہ بن یحییٰ ابو روح صدفی دمشقی کی ثقاہت مختلف فیہ ہے مگر ہمارا حاصلِ تحقیق یہ ہے کہ معاویہ صدفی کی تحدیث کے دو زمانے ہیں پہلا اپنے وطن شام کی تحدیث کا زمانہ۔ دوسرا (۱۵۸ھ) کے بعد خلیفہ مہدی کی طرف سے "رے" کے بیت المال کا حاکم بن کر شام سے جا کر "رے" میں تحدیث کا

---

[1] تہذیب الکمال للمزی، ۳/۲۰۰، تہذیب التہذیب، ۴/۸۶

[2] تقریب التہذیب، رقم الترجمۃ (۶۲۹۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ، جب تک موصوف معاویہ شام میں تحدیث کرتے رہے تب تک ان کا حفظ وضبط درست تھا مگر جب ''رے'' گئے تو ان کا حفظ وضبط خراب ہو گیا۔"رے" جانے سے پہلے موصوف معاویہ نے اپنے ملک شام میں اپنے شامی تلامذہ کے سامنے ایک طویل زمانہ تک تحدیث کی تھی اس لیے موصوف سے موصوف کے ثقہ شامی تلامذہ جو احادیث روایت کریں وہ صحیح ومعتبر ہیں اور جو احادیث موصوف کے رازی تلامذہ نقل کریں وہ غیر معتبر وغیر صحیح ہیں۔معاویہ صدفی کو ''رے'' کے بیت المال کا حاکم بنانے والا خلیفہ مہدی ۱۵۹ھ کے بالکل اواخر میں یعنی ٦، ٧ ذی الحجہ کو خلیفہ ہوا تھا (عام کتب تاریخ) اس لیے ظاہر ہے کہ ۱۵۹ھ اور اس کے بعد کے زمانہ کی بیان کردہ روایات معاویہ پر ہی کلام ہو سکتا ہے۔

صحیحین کے متفق علیہ رواۃ میں سے متعدد رواۃ ایسے ہیں جو ایک زمانہ تک صحیح الحفظ والضبط تھے پھر سیئ الحفظ ومختلط ہو گئے اور خرابی حفظ وضبط کے بعد ساقط الاعتبار قرار پائے حالانکہ وہ پہلے متفق علیہ طور پر ثقہ مانے گئے ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث بالاتفاق صحیح وحجت ہیں۔

امام ابو حاتم محمد بن حبان بستی نے فرمایا:

"كان يشترى الكتب ويحدث بها، ثم تغير حفظه، فكان يحدث بالوهم فيما سمع من الزهرى وغيره فجاء رواية الرازيين عنه اسحاق بن سليمان وذويه كانها مقلوبة، و فى رواية الشاميين عنه الهقل بن زياد وغيره اشياء مستقيمة يشبه حديث الثقات"۔

یعنی: معاویہ کتابیں خرید کر ان کی تحدیث کرتے تھے مگر بعد میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تو موصوف امام زہری وغیرہ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرنے میں وہم کا شکار ہو جاتے تھے، چنانچہ ان کی روایت کردہ احادیث دو طرح کی ہیں ایک ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رازی تلامذہ اسحاق بن سلیمان وغیرہ کی جو خرابی حفظ کے بعد بیان کردہ ہیں اس لیے وہ مقلوب معلوم ہوتی ہیں لیکن دوسری قسم موصوف کی روایت کردہ ان احادیث کی ہے جن کو ان کے شامی تلامذہ ھقل بن زیاد وغیرہ نے نقل کی ہیں ان کے شامی تلامذہ کی نقل کردہ احادیث مستقیم یعنی معتبر وصحیح ہیں اور ثقہ رواۃ کی احادیث کے مشابہ ہیں۔

(المجروحین لابن حبان، ج ۳، ص ۳۰۷)[1]

امام ابن حبان کے مذکورہ بالا بیان کا واضح مفادیہ ہے کہ اپنے وطن شام میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث صحیح ومعتبر ہیں اور اس کے بعد کی بیان کردہ معتبر نہیں ہیں کیونکہ بعد میں موصوف سوء حفظ کا شکار ہو گئے تھے، ظاہر ہے کہ صحیح ومعتبر حدیث کا دارومدار جن رواۃ پر ہوتا ہے وہ ثقہ ومعتبر ہوتے ہیں اس لیے امام ابن حبان کی بات کا لازمی مطلب ہے کہ انھوں نے "رے" جانے کے پہلے کی تحدیث میں معاویہ صدفی کو ثقہ قرار دیا ہے۔

خرابی حفظ لاحق ہونے کے بعد "رے" میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث میں سے دو کا ذکر بطور نمونہ کرتے ہوئے امام ابن حبان نے کہا کہ:

"حدثنا بالحديثين جميعاً ابن قتيبه حدثنا حسين بن ابی السری، حدثنا اسحاق بن سليمان، حدثنا معاوية بن يحيیٰ عن الزهری فی نسخة كتبنا عنه بهٰذا الاسناد اكثرها مقلوبة علی الزهری" (المجروحين ج ۳ ص ۳۰۹)[2]

یعنی یہ دونوں حدیثیں ہم سے ابن قتیبہ نے اپنے نسخہ سے بیان کی ہیں جس نسخہ کو ہم نے ابن قتیبہ سے لے کر نقل کر لیا تھا۔

مذکورہ بالا عبارت میں منقول شدہ معاویہ کی بیان کردہ دونوں حدیثیں اسحاق بن

---

[1] نسخہ اخریٰ، ۳/۳
[2] نسخہ اخریٰ، ۳/۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان کی روایت کردہ ہیں جو معاویہ کے رازی تلامذہ میں سے ہیں اور اپنے استاد ابن قتیبہ سے جو نسخہ امام ابن حبان نے نقل کیا تھا اس میں اکثر روایات اسحاق بن سلیمان ہی سے مروی تھیں اور وہ مقلوبہ تھیں۔

حافظ ابن خراش عبدالرحمٰن بن یوسف ابو محمد مروزی بغدادی متوفی ۲۸۲ھ نے کہا کہ:

"رواية الهقل عنه صحيحة نسخة شعيب و رواية اسحاق الراوی عنه مقلوبة"

یعنی: معاویہ سے ھقل کی روایت کردہ احادیث زہری صحیح ہیں کیونکہ ھقل کی روایت کردہ یہ احادیث زہری کاتب زہری شعیب بن ابی حمزہ حمصی شامی کی تحریر کردہ کتاب سے نقل کی گئی ہیں مگر معاویہ سے اسحاق بن سلیمان کی روایت کردہ احادیث مقلوبہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ج ۹ ص ۲۲)[1]

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں حافظ ابن خراش کی جو بات منقول ہے وہی بات معنوی طور پر امام ابن حبان نے بھی کہہ رکھی ہے۔

امام بخاری نے کہا کہ:

"معاوية بن يحيىٰ يروی عن الزهری رَوی عنه هقل بن زياد احاديث مستقيمة كأنها من كتاب، و روی عنه عيسى بن يونس و اسحاق بن سليمان احاديث مناكير كانها من حفظه"

یعنی: معاویہ صدفی امام زہری سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ھقل نے احادیث مستقیمہ روایت کی ہیں گویا یہ احادیث معاویہ نے کتاب دیکھ کر بیان کی ہیں اور عیسیٰ بن یونس و اسحاق بن سلیمان نے ان سے جو احادیث بیان کی ہیں وہ مناکیر معلوم ہوتی ہیں گویا وہ کتاب دیکھے بغیر زبانی بیان کی گئی ہیں۔ (تاریخ کبیر للبخاری ج ۷

---

[1] تہذیب التہذیب، نسخہ اخریٰ، ۱۰/ ۱۹۸ ط- دار الفکر، بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۳۳۶، کتاب الضعفاء للبخاری ص ۳۳، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۹، حاشیہ تہذیب الکمال ج ۳ ص ۴۲)[1]

امام بخاری کی مذکورہ بالا بات بھی امام ابن حبان و ابن خراش کے ہم معنیٰ ہے اور اسی طرح کی بات امام بخاری کے معاصر امام ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے بھی کہی ہے (الجرح والتعدیل لا بن ابی حاتم ج ۴ ق ۲ ص ۳۸۴ تہذیب التہذیب ترجمہ معاویہ)[2] اور یہ بات واضح ہے کہ احادیث صحیحہ و مستقیمہ کا مدار علیہ راوی ثقہ ہوتا ہے۔

امام ابوزرعہ جیسے ناقدِ فن کا ارشاد ہے کہ:

"احاديثة كأنها مناكير (وفى نسخة مقلوبة) ماحدث بالرى، والذى حدث بالشام احسن حالاً"

یعنی "رے" میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث مناکیر (اور ایک نسخہ کے مطابق مقلوب) معلوم ہوتی ہیں مگر جو احادیث موصوف نے شام میں بیان کی ہیں ان کا بہت اچھا حال ہے۔ (الجرح والتعدیل لا بن ابی حاتم ج ۴ ص ۳۸۴ ق ۲، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۱۹ وغیرہ)[3]

یعنی کہ امام ابوزرعہ نے بھی عام محدثین کی طرح شام میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث کی تحسین و تصحیح کی ہے۔ اوپر کی نقول میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ شام میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث کے معتبر ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ موصوف شام میں

---

[1] التاريخ الكبير للبخاری، ۷ / ۲۱۳ ط۔ دار الكتب العلمية بيروت، كتاب الضعفاء، ص ۲۲۳۔ ۲۲۴ رقم الترجمہ (۳۵۰) ط۔ عالم الكتب بيروت، ميزان الاعتدال، ۴ / ۱۳۸، تہذیب الکمال، ۷ / ۱۶۳، ط۔ موسسۃ الرسالۃ، بیروت

[2] الجرح و التعدیل، ۸ / ۳۸۴ (۱۷۵۳) ط۔ دار الكتب العلمية، بيروت، تہذیب الکمال، ۷ / ۱۶۳، تہذیب التہذیب، ۱۰ / ۱۹۸

[3] الجرح والتعدیل، ۸ / ۳۸۴، تہذیب الکمال، ۷ / ۱۶۳، تہذیب التہذیب، ۱۰ / ۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب دیکھ کر تحدیث کرتے تھے اور بتصریح ابن حبان جن کتابوں کو دیکھ کر معاویہ تحدیث کرتے تھے انھیں وہ خرید کر حاصل کیے ہوئے تھے اور بتصریح ابن خراش معاویہ کی حاصل کردہ کتابیں امام شعیب بن ابی حمزہ حمصی شامی کاتب زہری کی لکھی ہوئی تھیں، امام زہری کے کاتب مذکور یعنی امام شعیب بن ابی حمزہ حمصی شامی متوفی ۱۶۲-۱۶۳ھ پختہ کار ثقہ راوی و کاتب ہیں اور بقول ابن معین "من أثبت الناس فی الزھری" ہیں (تقریب التہذیب و عام کتب رجال)[۱] یعنی امام زہری کی احادیث نقل کرنے میں پختہ ترین ثقہ رواۃ میں سے ہیں۔

امام محمد بن عیسیٰ بن سمیع متوفی ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ نے کہا کہ:

"رأیت معاویۃ بن یحییٰ الصدفی عند سعید بن عبدالعزیز وھو یقول: ابتعت دفترا من جلود فیہ احادیث الزھری بہ من الحسن وجودۃ الکتاب، یعلم أنہ صحیح"

یعنی: میں نے معاویہ کو امام سعید بن عبدالعزیز کے پاس یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک چرمی کتاب خریدی جس میں احادیث زہری لکھی تھیں۔ اس کتاب کے حسن اور خوشخطی سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کتاب صحیح ہے۔ (المجروحین لابن حبان ج ۸ ص ۳۰۸)[۲]

امام زکریا بن یحییٰ ساجی نے کہا کہ:

"وکان اشتری کتابا للزھری من السوق فروی عن الزھری"

یعنی: معاویہ بازار سے امام زہری کی کتاب خرید کر اس کی روایت کرتے تھے (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۲۰)[۳]

---

[۱] تقریب التہذیب، (۲۷۹۸)

[۲] نسخۃ اخری، ۳/۴

[۳] تہذیب التہذیب، ۱۰/ ۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امام زہری کی جو کتاب معاویہ نے خریدی تھی اور اس کی موصوف تحدیث کرتے تھے، وہ کاتب زہری امام شعیب بن ابی حمزہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ:

"رأيت كتب شعيب فرأيت كتبا مضبوطة مفيدة"

یعنی: میں نے شعیب کی لکھی ہوئی کتابیں دیکھی ہیں یہ کتابیں بہت نظم و ضبط کے ساتھ اچھے طریقہ پر لکھی ہوئی تھیں۔(تاریخ دمشق لابی زرعہ ج ا ص ۴۳۳، تذکرۃ الحفاظ، تہذیب التہذیب)[1]

حاکم بن نافع نے کہا کہ:

"قال شعيب حين وفاته هٰذه كتبي قد صححتها فمن أراد أن يأخذ ها فليأخذها، ومن اراد ان يعرض فليعرض، ومن اراد ان يسمعها من ابني فليسمعها، فقد سمعها مني"

یعنی: شعیب نے بوقت وفات کہا کہ میں نے اپنی لکھی ہوئی کتابوں کی تصحیح و اصلاح کر دی ہے جس کا جی چاہے انھیں حاصل کرے اور جس کا جی چاہے ان کا تقابل کرے اور جس کا جی چاہے وہ میرے بیٹے سے ان کا سماع کرے کیونکہ میرے بیٹے نے انھیں مجھ سے سن رکھا ہے (تاریخ دمشق لابی زرعہ ج ا ص ۴۳۴ وتہذیب التہذیب ج ا ص ۳۵۳)[2]

اس کا حاصل یہ ہے کہ امام شعیب کی لکھی ہوئی کتابیں بہت قابلِ اعتماد تھیں ان پر انھوں نے نظر ثانی کر کے ان کی اصلاح و تصحیح بھی کر دی تھی اور اجازت عامہ دے رکھی تھی

---

[1] تاریخ ابی زرعہ، ص۲۰۱ (۱۰۵۲)، ط۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت، تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۱/ ۲۲۱، تہذیب التہذیب، ۴/ ۳۰۷

[2] تاریخ ابی زرعہ ص۲۰۱ (۱۰۵۵) تہذیب التہذیب، ۴/ ۳۰۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس کا جی چاہے انھیں حاصل کر کے استفادہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اس ثقہ ترین کاتبِ زہری کی تحریر کردہ احادیثِ زہری کے معتبر ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ امام شعیب کی مرتب کردہ جن احادیثِ زہری کو معاویہ صدفی کتاب مذکور دیکھ کر روایت کرتے تھے، ان احادیثِ زہری کو معاویہ نے امامِ زہری سے خود بھی سن رکھا تھا اس کی تصریح حافظ ابن حبان کے بیان میں موجود ہے۔

نیز کتاب میں لکھی ہوئی جن احادیث کو آدمی اپنے استاذ سے سنے بغیر روایت کرے وہ کتاب مصطلح حدیث کے مطابق منقطع السند ہوتی ہے،[1] ان پر مستقیم و معتبر ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور ہم دیکھتے ہیں کہ امام زہری نیز دوسرے اساتذہ سے کتاب دیکھ کر معاویہ کی نقل کردہ احادیث پر ائمہ وفن نے مستقیم و معتبر ہونے کا حکم لگایا ہے، جو اس بات کی دلیلِ صریح ہے کہ کتاب میں لکھی ہوئی ان احادیث کو موصوف معاویہ نے اپنے اساتذہ سے سن رکھا تھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شام میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث خصوصاً احادیث زہری معتبر ہیں۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ حدیثِ مذکور معاویہ نے شام میں بیان کی تھی یا شام سے جانے کے بعد "رے" میں؟

ہم دیکھتے ہیں کہ معاویہ سے حدیث مذکور ان کے شاگرد محمد بن شعیب بن شابور مولود ۱۱۶ھ ومتوفی ۲۰۰ھ شام کے باشندے تھے، ان کا وطن شام کا دارالسلطنت دمشق تھا اور بعد میں موصوف بیروت رہنے لگے تھے جو اس زمانہ میں شام کا ہی جزو تھا۔ موصوف محمد بن شعیب ثقہ ترین رواۃ میں سے ہیں، صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں

---

[1] اسے مطلع الحدیث میں "وجادۃ" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کتاب میں موجود حدیث یا دیگر کلام کو بیان کرنے کے الفاظ "وجدت فی کتاب فلان" یا "وجدت بخط فلان" یا "قرات بخط فلان" وادا پھر آگے کتاب میں موجود سند اور متن کو بیان یا نقل کردے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی احادیث ہیں موصوف کتب حدیث کے مصنف بھی ہیں۔(تہذیب التہذیب اور عام کتب رجال)[1]

لٰہذا امام زہری سے معاویہ کی نقل کردہ زیرِ نظر حدیث کو معتبر وصحیح ماننا چاہیے۔اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاویہ پر علماء جرح وتعدیل کے جو کلمات تجریح وارد ہوئے ہیں انھیں موصوف کی اس زندگی سے متعلق ماننا چاہیے جب کہ موصوف کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اس طرح موصوف کی بابت واردشدہ کلمات تجریح کے صحیح موقع ومحل کی تعیین بھی ہو جاتی ہے یعنی کہ ان کلمات تجریح کا تعلق موصوف کی ان احادیث سے نہیں جن کو انھوں نے شام میں ''رے'' جانے سے پہلے بیان کیا تھا اس طرح موصوف معاویہ کی بابت ثابت شدہ توثیق اور واردشدہ کلمات تجریح کے مابین تطبیق کی بہترین صورت بھی نکل آتی ہے۔معاویہ پر واردشدہ بعض کلمات تجریح بہت سخت ہیں جن کا محل ہماری پیش کردہ تفصیل کے مطابق موصوف کی رازی زندگی سے ہے مگر اس زندگی سے متعلق تجریح میں بھی امام بخاری اور ان جیسے ائمہ جرح وتعدیل نے سخت کلمات استعمال نہیں کیے ہیں۔امام بخاری کا یہ قول موصوف معاویہ کے بارے میں گزرا کہ:

''روی عنه عیسی بن یونس و اسحاق بن سلیمان احادیث مناکیر کأنها من حفظه''

جس کا حاصل یہ ہے کہ ''رے'' میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث منکر معلوم ہوتی ہیں اور کتب مصطلح حدیث میں تصریح ہے کہ جس راوی کی بابت اس طرح کا کلمۂ تجریح استعمال کیا گیا ہو وہ کلی طور پر ساقط الاعتبار نہیں بلکہ متابع وشاھد بننے کے لائق ہوتا ہے، ہم نقل کر آئے ہیں کہ ''رے'' میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث کے متعلق امام بخاری ہی

---

[1] تہذیب التہذیب، ۹/ ۱۹۷-۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسی بات امام ابو حاتم محمد بن ادریس نے بھی کہی ہے نیز، اس پر ابو حاتم نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ:

"وهو ضعيف الحديث فی حديثه انكار" (الجرح و التعديل ج ۴ ص ۳۸۴ ق ۱)[۱]

اور اس طرح کا کلمۂ تجریح بھی جس راوی کی بابت وارد ہو وہ کلی طور پر ساقط الاعتبار نہیں ہوتا بلکہ متابع اور شاھد بن سکتا ہے، اسی طرح امام ابو زرعہ رازی نے معاویہ کی بابت کہا ہے کہ:

"ليس بقوی احاديثه كانها منكرة"

اور یہ کلمہ بھی کلی طور پر ساقط الاعتبار قرار دینے کے لیے نہیں استعمال ہوتا۔ امام ابوبکر البزار نے موصوف کی بابت "لين الحديث" کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب)[۲] ظاہر ہے کہ یہ کلمہ موصوف کی رازی زندگی سے متعلق ہے، شامی سے نہیں ہے اور یہ کلمہ بھی کلی طور پر ساقط قرار دینے کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ تقریباً اس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جس معنیٰ میں "روی مناكير"، "ضعيف الحديث"، "فی حديثه انكار"، "ليس بقوی"، "احاديثه كانها مناكير" کے کلمات مستعمل ہوتے ہیں۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ماہرین فن میں سے متعدد اہل علم نے "رے" میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث کی بابت بھی جرح خفیف ہی کی ہے، پھر تو "رے" سے پہلے شام میں موصوف کی روایت کردہ احادیث پر ان حضرات کو اور بھی کسی قسم کا کلام نہیں ہو سکتا لیکن ان حضرات کے بالمقابل معاویہ پر بعض اہلِ علم نے سخت تجریح کی ہے، مثلاً:

"ابن معین نے "هالك ليس بشئ" کہا، جوزجانی نے "ذاهب الحديث" کہا، امام نسائی

---

[۱] الجرح والتعدیل ۸/۳۸۴ (۱۸۵۳)، تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۸

[۲] تہذیب التہذیب، ۱۰/۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے "لیس بثقة لیس بشی" کہا، ساجی نے "ضعیف الحدیث جداً" کہا (میزان الاعتدال و تہذیب التہذیب)[1]۔ یہ سارے کلمات سخت تجریح والے کلمات ہیں جن کا محل ہماری پیش کردہ تفصیل کے مطابق رے میں معاویہ کی تحدیث ہے لیکن چونکہ یہ کلمات جرح قادح ہیں اور جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے اس لیے ہم بھی "رے" میں معاویہ کی بیان کردہ احادیث کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں۔ لیکن شام میں موصوف کی بیان کردہ احادیث خصوصاً امام زہری سے روایت کردہ احادیث معتبر و صحیح ہیں لہٰذا زیرِ نظر حدیث معتبر و صحیح ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث کے لیے دوسری اسانید بھی ہیں جو اس کی تائید کرتی ہیں اور اس کی قوت و استحکام کو بڑھاتی ہیں۔ اس کے باوجود تعجب ہے کہ امام ابو حاتم رازی نے کیوں اس حدیث کو موضوع کہہ دیا ہے؟ اور بعض دوسروں نے اس پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے!!

پھر جن لوگوں نے معاویہ والی حدیث پر موضوع یا معلول ہونے کا حکم لگایا ہے وہ حکم اسی سند کی بابت ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسری اسانید سے مروی شدہ یہ حدیث ساقط ہے۔ امام زہری سے مروی شدہ اس حدیث کے معتبر ہونے کا ایک واضح قرینہ یہ بھی ہے کہ امام زہری اس حدیث کے مطابق یہ فتوی بھی دیتے تھے "لاباس ان یضحی ایام التشریق" امام زہری کا فتوی بھی ہے: یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایامِ تشریق میں قربانی کی جائے۔ (المحلی لابن حزم ج ۸ ص ۴۵)

مندرجہ بالا تفصیل کے ساتھ حدیث مذکور کے مطابق امام زہری کا فتویٰ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ امام زہری کے نزدیک یہ حدیث مرفوع معتبر تھی اور ان سے مروی شدہ یہ حدیث مرفوع موصوف سے صحیح طور پر مروی ہے جس کو امام زہری سے ان کے

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۸، میزان الاعتدال ۴/۱۳۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد معاویہ صدفی نے سن کر اور ان کی کتاب میں دیکھ کر روایت کیا ہے۔

ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ طریق معاویہ کے علاوہ اس حدیث کے دوسرے طرق و اسانید بھی ہیں، اب ہم ان کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کو زیادہ سے زیادہ اطمینان ہوسکے۔ معاویہ سے بہت پہلے فوت ہونے والے ایک تابعی سلیمان بن موسیٰ دمشقی اشدقی متوفی ۱۱۵ھ یا ۱۱۹ھ امام زہری سے بھی بہت پہلے فوت ہوئے تھے اور امام زہری سے پہلے فوت ہونے کے باوجود موصوف سلیمان امام زہری کے تلامذہ حدیث میں سے تھے اور بقول ابن معین "ثقة فی الزهری" تھے یعنی کہ امام زہری سے نقل روایت میں سلیمان بن موسیٰ ثقہ تھے، انھیں سلیمان نے حدیث مذکور ایک دوسرے صحابی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، سلیمان اگرچہ تابعی تھے مگر حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے ان کا لقاء وسماع نہیں ہے اس لیے حضرت جبیر و سلیمان کے مابین کم از کم ایک واسطہ سے دونوں کے مابین والی سند متصل ہوگی ورنہ مرسل رہے گی، چنانچہ سلیمان نے حدیث مذکور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے دونوں طریقے پر روایت کی ہے، یعنی مرسلاً بھی اور متصلاً بھی۔

بلفظ دیگر موصوف سلیمان حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور روایت کرتے وقت کبھی کبھی اپنے اور جبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان والے واسطے کے راوی کا ذکر نہیں کرتے تھے دریں صورت یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر بعض دوسرے اوقات اِسے بیان کرتے وقت درمیانی راوی کا ذکر کر دیتے تھے جس کے سبب سند متصل ہو جاتی تھی۔ یہ طرزِ عمل متعدد تابعین نے اختیار کر رکھا تھا، ایسی صورت میں حدیث کی سند متصل مانی جاتی ہے اور درمیانی راوی اگر ثقہ ہے تو یہ سند صحیح اور معتبر بھی مانی جاتی ہے۔

صحیح البخاری کتاب الحج "باب قول الله تعالیٰ و تزودوا فان خیر الزاد التقویٰ" میں منقول ہے کہ مشہور تابعی عمرو بن دینار نے ایک حدیث حضرت ابن عباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سے بواسطہ عکرمہ متصلاً روایت کی ہے مگر کبھی کبھی موصوف اس کو مرسلاً روایت کر ڈالتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ ترک کر دیتے تھے، یعنی کہ حدیث مذکور مرسل اور متصل دونوں طرح کی سندوں سے مروی ہے مگر تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ اس حدیث کا متصل ہونا صحیح ہے۔ موصوف سلیمان نے حدیثِ مذکور کو متصل طور پر اپنے ایک سے زیادہ اساتذہ سے بیان کیا ہے جس کی تفصیل آ رہی ہے۔

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی دوسری حدیث

ہم پہلے سلیمان کی روایت کردہ مرسل سند والی حدیث کا ذکر کر رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ:

"حدثنا ابو المغيرة وابو اليمان، حدثنا سعيد بن عبد العزيز، حدثني سليمان بن ابی موسیٰ عن جبير بن مطعم عن النبی ﷺ قال: كل عرفات موقف، وارفعوا عن عرفة و كل مزدلفة موقف، وارفعوا عن محسر و كل فجاج منى منحر، كل ايام التشريق ذبح"

اس کا حاصل معنیٰ یہ ہے کہ قربانی کے جانور تمام ایامِ تشریق میں یعنی دسویں ذی الحجہ کے ساتھ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ کو بھی ذبح کیے جا سکتے ہیں۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۸۲، مسند احمد مع فتح الربانی ج ۱۳ ص ۹۴-۹۵ و ج ۱۱ ص ۱۲۲، سنن بیہقی ج ۹ ص ۹۶-۲۲۹۵، معجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۱)[1]

---

[1] امام ہیثمی نے مجمع الزوائد، كتاب الاضاحی، باب متی يخرج وقت الذبح فی الاضحی ۴/۲۴-۲۵۔ دار الفکر بیروت، ۴/۱۶ ط۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت میں اس حدیث کو امام طبرانی کی الاوسط کی طرف منسوب کیا ہے۔ جبکہ "ج ۳ ص ۲۵۱" پر علامہ ہیثمی نے "جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ" کی اس روایت کو "طبرانی اوسط" کی طرف منسوب نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا حدیث جس سند سے مروی ہے اس کے تمام رواۃ کو علماء جرح وتعدیل نے ثقہ اور معتبر کہا ہے، نیز علامہ ناصر الدین البانی نے بھی صحیح قرار دیا ہے (صحیح الجامع الصغیر للالبانی ج ۴ ص ۱۷۶ (۴۴۱۳)، نیز ملاحظہ ہو: صحیح ابن حبان ج ۶ ص ۶۲ (۳۸۴۳) و معجم کبیر للطبرانی (۱۵۸۳) و مسند احمد ج ۴ ص ۸۲ وقال فی مجمع الزوائد ج ۳/ ۲۵۱) رجالہ موثقون

مگر جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ یہ سند مرسل ہے، یہ معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہ اور عام احناف و مالکیہ کے نزدیک حدیث مرسل حجت وقابل عمل ہے اور امام شافعی کے نزدیک اور محدثین کے یہاں بعض شرائط کی موجودگی میں مرسل حجت ہوتی ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ قبول مرسل کے لیے اُن حضرات کے یہاں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے وہ اس حدیث کے لیے موجود ہیں جیسا کہ تفصیل آرہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حدیث مذکور دوسری معتبر متصل سندوں کے ساتھ مروی ہے، جن میں سے سلیمان بن موسیٰ کے استاذ امام زہری سے مروی شدہ متصل سند والی اس معتبر حدیث کا ذکر ہم کر چکے ہیں جس کو امام زہری سے ان کے دوسرے شاگرد معاویہ بن یحییٰ صدفی نے روایت کیا ہے۔

سلیمان بن موسیٰ کی روایت کردہ مندرجہ بالا حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرنے والے صحابی حضرت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی مشاہیر صحابہ میں سے ہیں جو امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں ۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔ بقول طبرانی و ابن حبان وغیرہ موصوف جبیر ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۱۲، ثقات لابن حبان ج ۳ ص ۵۰ وغیرہ)

بعض اقوال میں ۵۷-۵۸ھ یا ۵۴-۵۶ھ کو بھی موصوف کا سالِ وفات کہا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (اصابہ ص ۲۲۶ ج ۱ واستیعاب ج ۱ ص ۲۳۱ اور اسد الغابہ وغیرہ)①

حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں اپنی تحقیق کے مطابق اعدل الاقوال لکھنے کا التزام کیا ہے (مقدمہ تقریب التہذیب) اس میں حافظ موصوف نے حضرت جبیر کا سالِ وفات ۵۸-۵۹ لکھا ہے،② ہم بھی اسی کو راجح جانتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ حضرت جبیر سے حدیث مذکور کے ناقل سلیمان بن موسیٰ اشدق متوفی ۱۱۵ھ یا ۱۱۹ھ کا لقاء وسماع حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے نہ ہونے کے سبب زیرِ نظر حدیث کی سند مرسل ہے۔

سلیمان بن موسیٰ اَشدق کی توثیق

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ علماء جرح وتعدیل نے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق کی ہے، اپنی صحیح کے مقدمہ میں امام مسلم نے سلیمان کی روایت نقل کی ہے اور اسے حجت بنایا ہے (مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱) اور یہ معلوم ہے کہ جس راوی کی روایت کو امام مسلم صحیح کہہ کر حجت بنائیں وہ ثقہ ہے، سنن اربعہ اور دوسری کتب حدیث میں سلیمان بن موسیٰ کی بہت ساری روایات موجود ہیں۔ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ:

"ھو من الثقات، اثنی علیہ عطاء والزھری"

یعنی: موصوف سلیمان ثقہ ہیں ان کے اساتذہ امام عطاء بن ابی رباح اور امام زہری نے ان کی تعریف اور توصیف کی ہے۔ (تہذیب التہذیب)③

---

① الصابہ ۱/۲۳۶ ط۔ دارالکتب العلمیہ بیروت، الاستیعاب ۱/۲۳۲ ط۔ دارنھضۃ مصر، اسد الغابہ ۱/۲۷۲ ط۔ دار إحیاء التراث العربی بیروت)

② تقریب التہذیب (۹۵۳)

③ علل الدارقطنی ج ۱۵، ص ۱۴ ط۔ دار ابن جوزی، موسوعۃ اقوال الدارقطنی ۱/۳۰۳ بحوالہ العلل ۵/ ابورقۃ ۱۱۰، ۱۱۱، تہذیب التہذیب ۴/۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

"وكان ثقة، أثنیٰ عليه ابن جريج قال: وقال معتمر بن سليمان عن برد قال: كانوا يجتمعون على عطاء فی المواسم و كان سليمان هو الذی يسأل لهم"

یعنی: سلیمان ثقہ تھے امام ابن جریج (عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج متوفی ۱۵۰ھ) ان کی مدح وتعریف کرتے تھے اور موسم حج میں عطاء سے وہی سوالات کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۶۳، وعام کتب رجال)[1]

امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ:

"سليمان ثقة و حديثه صحيح عندنا" یعنی سلیمان ثقہ ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ج ۴ ص ۲۲۷ نیز ملاحظہ ہو، ثقات لابن حبان ج ۶ ص ۳۸۰)

امام دحیم عبدالرحمان بن ابراہیم دمشقی اور دوسرے عام اہل علم نے موصوف کی مطلقاً توثیق کی ہے۔ حافظ ابن عدی نے کہا:

"سليمان بن موسیٰ فقيه راو، حدث عنه الثقات من الناس وهو أحد علماء الشام و قد روی احاديث ينفرد بها لا يرويها غيره، وهو عندی ثبت صدوق" (عام کتب رجال)[2]

یعنی: سلیمان فقیہ وراوی حدیث اور علماء شام میں سے ہیں، ان سے ثقہ رواۃ نے روایت کیا ہے، موصوف کچھ احادیث کی روایت میں منفرد ہیں جن کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا، البتہ موصوف کو "ثبت وصدوق" (کہا ہے جو بلند درجے کے کلمات توثیق سے ہے)۔

---

[1] طبقات ابن سعد ۷/۴۵۷ ط۔ دار صادر بیروت، نسخہ اخری ۷/۳۱۸ ط۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت

[2] الکامل فی ضعفاء الرجال (۳/۱۱۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ حافظ ابن عدی کی اس بات کو تجریح سمجھ بیٹھیں کہ سلیمان کچھ احادیث کی روایت میں منفرد تھے، حالانکہ کچھ احادیث کی روایت میں منفرد ہونا کوئی تجریح نہیں ہے، بشرطیکہ راوی میں دوسرے وجوہ تجریح نہ ہوں، کتنے صحابہ وثقہ کبار تابعین کچھ احادیث کی روایت میں منفرد ہیں؛ صحیح بخاری میں مروی شدہ سب سے پہلی حدیث کی نقل میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابی منفرد ہیں اور ان سے اس حدیث کے راوی بھی منفرد ہیں مگر اس کے رواۃ کو کوئی مجروح نہیں کہتا۔

علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں سلیمان کی روایت کردہ حدیث کے جملہ رواۃ کو متعدد مقامات پر ثقات کہا ہے جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ علامہ ہیثمی سلیمان کو مطلقاً ثقہ کہتے تھے،[1] اسی طرح حافظ ابن حجر نے فتح الباری باب الاضاحی ج ۱۰ ص ۸ میں سلیمان کی روایت کردہ زیرِ نظر حدیث کے تمام رواۃ کو ثقہ کہا ہے۔

تقریب التہذیب میں بھی موصوف سلیمان کو حافظ نے "صدوق" کہا ہے، البتہ یہ کہا ہے کہ موت سے کچھ پہلے موصوف ذرا سا مخلوط ہو گئے تھے؛[2] لیکن یہ بات دراصل اختلاط سے پہلے کی حدیث کے لیے کوئی اثر نہیں رکھتی اور ذرا اختلاط جرح قادح نہیں۔

موصوف حافظ ابن حجر کی کتاب درایہ دراصل نصب الرایہ کی تلخیص ہے، اس میں حدیث مذکور پر جو کلام موجود ہے وہ حافظ ابن حجر کا نہیں بلکہ کلام نصب الرایہ کی تلخیص ہے۔ سلیمان کی ثابت شدہ توثیق کے بالمقابل بعض کلمات جرح وارد ہوئے ہیں جو مبہم یا غیر ثابت وغیر قادح ہونے کے سبب کالعدم ہیں، اس سلسلے میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

امام ابو حاتم نے کہا کہ:

---

[1] دیکھیے: مجمع الزوائد، ۳/۲۵۱

[2] تقریب التہذیب (۲۶۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محله الصدق و فی حديثه بعض الاضطراب ولا اعلم احد امن اصحاب مكحول افقه منه ولا اثبت منه"

یعنی: سلیمان صدوق ہیں ان کی حدیث میں بعض اضطراب ہے اور اصحاب مکحول میں مجھے ان سے زیادہ فقیہ اور ثبت رواۃ معلوم نہیں (الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم ترجمہ سلیمان وتہذیب)[1]

امام ابو حاتم نے سلیمان کو ثبت کہا ہے جو بلند ترین کلماتِ توثیق سے ہے البتہ یہ کہا کہ ان کی حدیث میں بعض اضطراب ہے تو بعض اضطراب کا پایا جانا جرح قادح نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب مصطلح حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے کہ:

"احد الفقهاء وليس بالقوی فی الحديث فی حديثه شیٔ"

یعنی: موصوف سلیمان ایک فقیہ تھے اور حدیث میں قوی نہیں ان کی حدیث میں شیٔ ہے۔ (کتاب الضعفاء للنسائی ص ۱۴ و عام کتب رجال)

امام نسائی کا مندرجہ بالا قول سلیمان کی ثابت شدہ توثیق کے بالمقابل جرح مبہم و مجمل کی حیثیت رکھتا ہے اور ایسی صورت میں جرح مبہم و مجمل کالعدم، غیر قادح و غیر موثر ہوتی ہے۔ امام بخاری نے فرمایا:

"قال ابن جريج: كان سليمان يثنی عليه، قال البخاری: عنده مناكير"

یعنی: ابن جریج نے کہا کہ موصوف سلیمان کی مدح و ثناء کی جاتی ہے، البتہ امام بخاری کہتے ہیں کہ موصوف کی روایت کردہ کچھ احادیث منکر ہیں۔ (کتاب الضعفاء للبخاری ص ۱۶ نیز تاریخ صغیر للبخاری ص ۱۳۹)[2]

---

[1] الجرح والتعدیل ۴/ ۱۴۲/۲، تہذیب التہذیب ۴/ ۱۹۸

[2] الضعفاء الصغیر (۱۴۶) ط۔ عالم الکتب بیروت، تاریخ صغیر ۱/ ۳۴۰ دار المعرفۃ بیروت، شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے ضعفاء صغیر کی تحقیق تحفۃ الاقویاء ص ۴۹ (۱۴۸) میں سلیمان کو "صحیح الحدیث" قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قال ابن جريج: كان سليمان يفتي في العضل وعنده مناكير"

یعنی: ابن جریج نے کہا کہ سلیمان موصوف مسائل مشکلہ اور پیچیدہ کوحل کرکے فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کی روایات کردہ کچھ منکر احادیث بھی ہیں۔ (تاریخ کبیر للبخاری ج۴ ص۳۸ (۳۹۹) ق ۲) (۱)

کچھ منکر روایات تو بڑے پایہ کے بعض ان ثقہ محدثین کی بھی ہیں جو صحیحین کے متفق علیہ رواۃ ہیں، صرف اتنی سی بات جبکہ راوی کی توثیق ثابت ہو جرح قادح نہیں، نیز بعض اوقات ان روایات کو منکر کہہ دیا جاتا ہے جن کی روایت میں ثقہ راوی منفرد ہو اور ہم بتلا چکے ہیں کہ یہ چیز سرے سے کوئی جرح ہی نہیں ہے۔

امام بخاری کے استاذ امام ابن المدینی نے کہا کہ:

"وكان خولط قبل موته بيسير"

یعنی: موصوف اپنی وفات سے ذرا پہلے اختلاط کے شکار ہو گئے تھے۔

(عام کتب رجال) (۲)

یہ معلوم ہے کہ صحیحین کے متعدد متفق علیہ رواۃ موت سے پہلے ذرا سا نہیں بلکہ زیادہ اختلاط کے شکار ہو گئے تھے اور تھوڑے سے اختلاط کا تو معاملہ اور بھی خفیف ہے، یہ درحقیقت کوئی جرح قادح نہیں، البتہ اختلاط کے شکار رواۃ کی بعد اختلاط روایات معتبر نہیں جبکہ وہ پوری طرح مختلط ہوں اور خفیف اختلاط کی صورت میں اختلاط کے بعد والی ان کی روایت بھی متابع وشاہد ملنے پر مقبول ومعتبر ہوا کرتی ہیں، جیسا کہ اصول کی

---

(۱) التاریخ الکبیر ۴/۳۸-۳۹ (۱۸۸۸)، نسخہ اخری ۴/۵۲ ط۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت، التاریخ الصغیر ۱/۳۴۰)

(۲) تہذیب التہذیب ۴/۱۹۸، لیکن امام عقیلی کی ضعفاء کبیر میں امام علی بن مدینی کے یہ الفاظ ہیں: "سليمان بن موسىٰ مطعون فيه" (۲/۱۴۰ (۶۳۲))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔حافظ ذہبی نے فرمایا کہ:

"وھذہ الغرائب التی تستنکر لہ یجوز ان یکون حفظھا"

یعنی: جن غریب احادیث (یعنی جن کی روایت میں موصوف منفرد ہیں) کو منکر سمجھا جاتا ہے، ان کو ممکن و جائز ہے کہ موصوف نے اچھی طرح محفوظ رکھا ہو۔

(میزان الاعتدال ج۱ ص۳۸۱)[1]

ہمارے نزدیک حافظ ذہبی کا مذکورہ قول قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے اور موصوف کی جن روایت کو منکر سمجھا جاتا ہے وہ دراصل ایسی غریب روایات ہیں جن کی روایت میں موصوف منفرد ہیں اور یہ بالکل ممکن ہے کہ موصوف انھیں اچھی طرح محفوظ رکھے ہوئے ہوں دوسروں کو یہ روایات یاد نہیں اس لیے وہ انھیں بیان نہیں کرتے تھے، مثلاً موصوف کی روایت کردہ حدیث "لا نکاح الا بولی" کو کچھ لوگوں میں منکر سمجھا جاتا ہے لیکن فن حدیث کے مشہور ماہر ناقد ابن معین فرماتے ہیں کہ:

"لا یصح فی ھذا شیٔ الاحدیث سلیمان بن موسیٰ" یعنی اس سلسلے کی صرف وہ حدیث صحیح ہے جس کو سلیمان موصوف نے روایت کر رکھا ہے (میزان الاعتدال ج۱ ص۳۸۰)[2] اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ موصوف کی جن بعض احادیث کو لوگ منکر سمجھتے ہیں وہ ماہرین فن کے نزدیک صحیح و معتبر ہیں وقس علی ھذا۔

حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں اعدل الاقوال لکھنے کا التزام کیا ہے وہ موصوف سلیمان کی بابت تقریب میں لکھتے ہیں:

"صدوق فقیہ فی حدیثہ بعض لین و خولط قبل موتہ بقلیل"

یعنی: موصوف صدوق وفقیہ ہیں ان کی روایت کردہ حدیث میں ذرا سی نرمی ہے،

---

[1] میزان الاعتدال ۲/۲۲۶ (۳۵۱۸)

[2] میزان الاعتدال ۲/۲۲۶ التاریخ لابن معین ۲/۲۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی موت سے ذرا پہلے مختلط ہو گئے تھے۔ (۱)

امام ابوحنیفہ پر بہت سے ائمہ جرح وتعدیل نے صرف جرح مبہم ہی نہیں بلکہ جرح مفسر و مفصل بھی کی ہے جس کی تفصیل ہماری کتاب "اللمحات" میں موجود ہے، اس کا جواب عام احناف کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ فقیہ وقت اور امام متبوع ہیں اس لیے ان پر کوئی جرح اثر انداز نہیں ہو سکتی مگر سلیمان موصوف کی کسی نے تجریح مفسر نہیں کی ہے اور طبقات الفقہاء للشیرازی میں انھیں فقیہ شام اور مکحول کا جانشین کہا گیا ہے، پھر ان پر جرح مبہم کیوں اثر انداز ہو سکتی ہے؟

حافظ البزار نے کہا کہ ہم نے سلیمان کی روایت کردہ حدیث مذکور کی علت بیان کر دی ہے مگر موصوف نے سلیمان پر کوئی کلام نہیں کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حافظ البزار کے نزدیک سلیمان کا ثقہ ہونا مسلم و معروف ہے حافظ البزار کے بیان پر آگے بحث آ رہی ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کا حاصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ موصوف سلیمان مطلقاً ثقہ و معتبر ہیں البتہ چونکہ موصوف پر ذرا سا اختلاط و اضطراب کا کلام ہے اس لیے مظان خطاء میں موصوف کی جن روایات میں وقوع خطاء کا ثبوت موجود ہے وہ صرف شاہد و متابع ملنے کی صورت میں حجت و صحیح مانی جائیں گی، ورنہ موصوف کی روایت کردہ عام احادیث پر صحیح یا کم از کم حسن و معتبر ہونے کا حکم لگایا جائے گا جو قابلِ قبول اور لائق عمل ہوا کرتی ہیں، اس سے قطعِ نظر سلیمان موصوف کی معنوی متابعت موجود ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

ابن الترکمانی نے کہا کہ: سلیمان متکلم فیہ ہیں اور اس حدیث میں موصوف زیادہ اضطراب کے شکار ہوئے ہیں جس کو صاحب الاستذکار اور بعض کو بیہقی نے بیان کیا

---

(۱) تقریب التہذیب (۲۶۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(الجوہر النقی مع سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶)

ہم کہتے ہیں کہ جہاں تک سلیمان کے متکلم فیہ ہونے کی بات ہے یعنی کہ ان پر کلام کیا گیا ہے، اس کی حقیقت مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہے اور دعویٰ اضطراب ساقط ہے، سلیمان کے بیان میں کوئی اضطراب اس روایت کے اندر نظر نہیں آتا البتہ سلیمان موصوف نے حدیث مذکور کو مسند احمد والی زیرِ نظر سند کے مطابق اگر چہ مرسلاً بیان کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سلیمان موصوف نے حدیث مذکور کو کم از کم اپنے تین اساتذہ حدیث سے روایت کیا ہے: عبدالرحمٰن بن ابی حسین، نافع بن جبیر بن مطعم، اور عمرو بن دینار، سلیمان کے یہ تینوں اساتذہ معتبر اور ثقہ رواۃِ حدیث ہیں اور تینوں کے تینوں کبار یا اوساط طبقہ کے تابعین ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ایک راوی ایک ہی حدیث کو بسا اوقات اپنے متعدد اساتذہ سے سنتا، سیکھتا اور پڑھتا ہے پھر ان اساتذہ کے حوالے سے اسے دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے، بیان حدیث کے وقت کبھی کسی استاذ کا نام لیتا ہے کبھی کسی دوسرے کا کبھی تیسرے کا، یہ چیز دراصل اضطراب نہیں ہے، چند اشخاص سے سماع کردہ حدیث کو کبھی کسی کے حوالے سے بیان کرنا اور کبھی دوسرے، تیسرے کے حوالے سے ہرگز اضطراب نہیں کہلاتا۔ یہ طریق تحدیث بہت سارے متفق علیہ ثقہ محدثین کے یہاں پایا جاتا ہے اسی طرح بہت سارے محدثین بعض اوقات کسی حدیث کو روایت کے وقت اپنے ان اساتذہ کا نام حذف کر دیتے ہیں جن سے وہ حدیث مذکور کو سنے ہوتے ہیں اس صورت میں روایت کو مرسل یا منقطع کہا جاتا ہے اور اس طرح کی مروی شدہ حدیث مرسل یا منقطع ہوتی ہے۔

مسند احمد میں مروی شدہ سلیمان والی زیرِ نظر حدیث کا یہی حال ہے کہ انھوں نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے یعنی کہ انھوں نے اپنے جس استاذ یا ایک سے زیادہ اساتذہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سنا ہے ان کے نام حذف کر دیئے ہیں۔ ایک ثقہ راوی اگر اپنی کسی حدیث کو کبھی ارسال و انقطاع کے ساتھ اور کبھی اتصال و اسناد کے ساتھ بیان کرتا۔ نیز کبھی اس حدیث کو بیان کرتے وقت اپنے اساتذہ میں سے ایک کا نام لیتا ہے کبھی دوسرے، تیسرے کا اور اس کو اس طرزِ عمل میں شک، تردد و تضاد نہیں لاحق ہوتا ہے تو اس طرزِ عمل کو اضطراب نہیں کہا جاتا، اس بات کی تفصیل عام کتب مصطلح حدیث میں دیکھی جاسکتی ہے۔ پھر ایک ثقہ راوی اگر کسی حدیث کو ایک مرتبہ مرسلاً بیان کرتا ہے اور دوسری مرتبہ اسی حدیث کو متصلاً بیان کرتا ہے تو اصولِ حدیث کے مطابق اسے متصل مانا جاتا ہے اور متصل سند کے رواۃ اگر ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے تو وہ حدیث معتبر و حجت ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ سلیمان کی متصلاً بیان کردہ اس حدیث کے رواۃ بھی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے اس لیے حجت ہے۔ (کما سیأتی)

ہم اس حدیث کے خلاف موقف رکھنے والوں کے مزید اطمینان کے لیے سلیمان موصوف کے متابع اور اس حدیث کی متصل سند کا ذکر عنقریب کرنے والے ہیں۔

اس وقت ہم ناظرینِ کرام پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مسند احمد کی زیرِ نظر حدیث کو سلیمان سے روایت کرنے والے امام سعید بن عبدالعزیز بن ابی یحییٰ ابو محمد تنوخی دمشقی مولود ۹۰ھ و متوفی ۱۶۷ھ بھی معروف و مسلم ثقہ ہیں اور صحیح مسلم و سنن اربعہ وغیرہ کے رواۃ میں سے ہیں (رجال الصحیحین ج ۱ ص ۱۷۵، تہذیب التہذیب و عام کتب رجال)[1] اس لیے موصوف کے سلسلے میں زیادہ تفصیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

امام سعید بن عبدالعزیز سے حدیث مذکور کو نقل کرنے والے مسند احمد کی سند کے مطابق دو حضرات ابو المغیرہ عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی الحمصی المتوفی ۲۱۲ھ اور

---

[1] تہذیب التہذیب ۴ / ۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالیمان الحکم بن نافع الحمصی البصری المتوفی ۲۲۳ھ ہیں۔ دونوں کے دونوں صحیحین کے رواۃ ہیں۔ (رجال الصحیحین و تہذیب التہذیب و عام کتب رجال)[1] اس لیے ان کے سلسلے میں بھی زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حدیثِ مذکور کی سند کے سبھی رواۃ ثقہ ہیں مگر اس کے باوجود یہ سند مرسل ہے۔ مرسل حدیث اگرچہ احناف و مالکیہ کے نزدیک حجت ہے اور دوسروں کے یہاں بعض شرائط کے ساتھ حجت ہے لیکن اہل علم نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث متصل سند کے ساتھ بھی مروی ہے، چنانچہ مسند احمد کی شرح الفتح الربانی میں صراحت کی گئی ہے کہ:

"ویجاب عنه بأن ابن حبان وصله وذکره فی صحیحه کما سلف وأورده الهیثمی عن جبیر بن مطعم مرفوعاً: کل أیام التشریق ذبح، وقال: رواه أحمد وروی الطبرانی فی الأوسط عنه: ایام التشریق کلها ذبح، قال: رجال أحمد وغیره ثقات قلت: لوکان فی هذا الحدیث انقطاع لأشار الیه الهیثمی"

یعنی: امام ابن حبان نے حدیثِ مذکور کو اپنی صحیح میں متصل سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور امام ہیثمی نے اسے جبیر بن مطعم سے نقل کر کے کہا ہے کہ اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا ہے اور امام احمد وطبرانی کی سند کے رجال ثقہ ہیں؛ یہ حدیث اگر منقطع ہوتی تو امام ہیثمی اس کی طرف ضرور اشارہ کرتے۔ (الفتح الربانی مختصراً ج ۱۳ ص ۹۵-۹۴، نیل الاوطار کتاب الاضاحی)[2]

---

(1) عبدالقدوس کتب ستہ کے راوی ہیں (تہذیب التہذیب ۶/ ۳۲۹) اور ابوالیمان الحکم بھی کتب ستہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ۲/ ۳۷۹)

(2) نیل الاوطار، باب بیان وقت الذبح ۳/ ۴۹۰ (۲۱۳۰) ط۔ دارالکتاب العربی بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کا حاصل یہ ہے کہ امام ابن حبان اور طبرانی نے معجم اوسط میں اسے متصل سند سے نقل کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ بھی ہیں، پھر تو یہ حدیث صحیح ہوئی۔

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی تیسری حدیث

امام طبرانی کی معجم اوسط تک ہماری رسائی نہیں ہوسکی مگر صحیح ابن حبان میں یہ حدیث اس طرح حافظ ابن حبان نے نقل کی ہے:

"أخبرنا أحمد بن الحسين بن عبد الجبار الصوفی ببغداد، حدثنا أبو نصر التمار عبد الملك بن عبد العزيز القشيری فی شوال سنه ۲۲۷ھ، حدثنا سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسىٰ، عن عبد الرحمٰن بن أبی حسين عن جبير بن مطعم قال: قال رسول الله ﷺ: كل عرفات موقف وارفعوا عن عرنة وكل مزدلفة موقف، وارفعوا عن محسر، كل فجاج منى منحر، وكل ايام التشريق ذبح"۔

یعنی: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ صحابی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تمام ایامِ تشریق میں قربانی کے جانور ذبح کیے جائیں۔

(ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے موردالظمآن کتاب الحج، باب ماجاء فی الوقوف بعرفة والمزدلفة ص ۲۴۹، السنن للبیہقی ج ۹ ص ۲۹۵-۲۹۶، کشف الاستار عن زوائد مسند البزار ج ۲ ص ۲۷، مسند البزار کما فی نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱ وکتاب الحج ج ۴ ص ۲۱۳-۲۱۲، وکتاب الاضحیہ وغیرہ)[1]

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب ذکر وقوف الحاج بعرفات والمزدلفة ۹ / ۱۶۶ (۳۸۵۴)
البحر الزخار المعروف بمسند البزار ۸ / ۳۶۳-۳۶۴ (۳۴۴۴) معرفة السنن والاثار،
کتاب الضحایا، باب ایام النحر ۷ / ۲۳۶ (۵۶۹۰) المعجم الاوسط مطبوع میں یہ حدیث نہیں
ملی۔ البتہ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ۴ / ۲۵ میں لکھا ہے، وروی الطبرانی فی الاوسط عنه
ایام التشریق کلها ذبح ورجال احمد وغیرہ ثقات یعنی طبرانی نے معجم اوسط میں ایام تشریق
قربانی کے دن ہیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور مسند احمد اور دیگر یعنی طبرانی کے
راوی "ثقہ" ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ سلیمان موصوف نے مذکورہ بالا روایت کے مطابق اپنے اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان واسطہ والے ایک راوی عبدالرحمان بن ابی حسین کا ذکر کر رکھا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی توثیق

موصوف عبدالرحمٰن بن ابی حسین الرجراج بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نوفلی مکی کو حافظ ابن حبان نے ثقہ تابعین میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ:

"عبدالرحمٰن بن ابی حسین والد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین یروی عن جبیر بن مطعم وروی عنه سلیمان بن موسی" (ثقات ابن حبان ج ۵ ص ۱۰۹)

یعنی: عبدالرحمٰن بن ابی حسین مشہور راوی و تابعی عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے والد ہیں، حضرت جبیر رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سلیمان بن موسیٰ روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن الجوزی نے عبدالرحمٰن موصوف کے باپ ابو حسین کا نام رجراج بتلایا ہے۔ (تلقیح فہوم اہل الاثر ص ۲۷۴)

الغرض حافظ ابن حبان نے عبدالرحمان بن ابی حسین کو ثقہ کہا اور حافظ ابن حبان کی اس توثیق کے خلاف موصوف عبدالرحمٰن پر کسی قسم کی تجریح منقول نہیں، اس لیے موصوف کی حدیث کو حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث مذکور کی سند متصل اور صحیح ہے یعنی عبدالرحمان کا لقا و سماع حضرت جبیر سے ثابت ہے۔ صحیح ابن حبان کی بابت یہ صراحت ہے کہ:

"فإنه يخرج في الصحيح ما كان راويه ثقة غير مدلس، سمع من شيخه وسمع منه الآخذ منه ولا يكون هناك إرسال ولا إنقطاع"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی: امام ابن حبان اپنی صحیح میں وہ حدیث نقل کرتے ہیں جس کا راوی ثقہ ہو اور اس حدیث کی نقل میں اس نے تدلیس سے کام نہ لیا ہو بلکہ اپنے جس استاذ سے اس حدیث کو وہ روایت کر رہا ہو اس سے راوی مذکور نے وہ حدیث سنی ہو اور اس سے اس حدیث کے روایت کنندہ نے بھی وہ حدیث سنی ہو، اس کی سند میں کسی قسم کا ارسال و انقطاع نہ ہو (مقدمہ موارد الظمآن ص ۱۴)[1]

اس کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ صحابی سے حدیث مذکور کو عبدالرحمان بن ابی حسین نے سن کر روایت کی ہے اور موصوف عبدالرحمان ثقہ بھی ہیں نیز اس حدیث کی سند میں کہیں کوئی انقطاع وارسال نہیں ہے علامہ نورالدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے روایت مذکورہ کی بابت فرمایا کہ: جاله موثوقون اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۱)

اس کا مطلب یہ کہ علامہ ہیثمی کے نزدیک بھی عبدالرحمٰن بن ابی حسین ثقہ ہیں اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کے رواۃ کو ثقہ کہا ہے (فتح الباری، کتاب الاضاحی)[2] اور اس توثیق کے خلاف موصوف عبدالرحمٰن پر کوئی تجریح نہیں کی گئی ہے۔ الغرض عبدالرحمٰن کا ثقہ ہونا ثابت شدہ امر ہے اور ان کی بیان کردہ اس حدیث کا متصل السند ہونا بھی ثابت

---

[1] اس حدیث کو امام ابن الملقن نے اپنی کتاب تحفة المحتاج ۲/۵۳۴۵ (۱۶۹۶) ط۔ دار حراء، اور ابن الملقن نے اپنی اس کتاب میں "صحیح یا حسن" روایت نقل کرنے کی شرط لگائی ہے، دیکھیے (ج ۱ ص ۱۳۰-۱۲۹) اس کے علاوہ اسی حدیث کو امام ابن حزم نے بھی حجة الوداع ص ۳۲۴ (۱۶۹) ط۔ دار ابن حزم، نسخہ اخری ص ۲۰۷ میں ذکر کی ہے مگر اس میں "ایام التشریق" کے الفاظ نہیں ہیں، مگر سند یہی ہے۔ اور ابن حزم نے بھی اس کتاب میں "صحیح یا حسن" روایات کا اہتمام کیا ہے دیکھیے (ص ۱۳۷) ط۔ دار ابن جزم نسخہ اخری ص ۱۱۲ط۔ بیت الافکار الریاض، معلوم ہوا کہ "عبدالرحمٰن بن ابی حسین" ان دونوں ائمہ کے نزدیک کم از کم "حسن الحدیث" ہے۔

[2] فتح الباری ۱۰/۸ ط۔ دار الفکر بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدہ امر ہے لیکن اس ثابت شدہ معاملے کے برعکس بعض لوگوں نے جبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن کے مابین سند میں انقطاع وارسال کا دعویٰ کر رکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱، ج ۴ ص ۲۱۳-۲۱۲ والجوہر النقی مع سنن الکبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶-۲۹۵ اور التعلیق المغنی مع سنن دار قطنی ج ۲ ص ۵۴۴ وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے، مگر از روئے تحقیق بعض لوگوں کا یہ دعویٰ انقطاع وارسال قادح نہیں کیونکہ بہت سارے لوگ ثابت شدہ حقائق اور معتبر وقائع سے اختلاف کرنے والے ہمیشہ رہتے ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ مگر دفع شک اور ناظرین کو اطمینان دلانے کے لیے ہم حدیث مذکور کی مندرجہ بالا سند کو غیر متصل کہنے والوں کی باتوں پر نظر ثانی کرنا چاہتے ہیں۔

روایت ابن ابی حسین میں دعویٰ انقطاع کی تغلیط

حافظ ابوبکر احمد بن عمر البزار البصری المتوفی ۲۹۲ھ نے کہا کہ:

”ابن أبی حسین لم یلق جبیر بن مطعم، و انما ذکرنا هٰذا الحدیث الأنا لا نحفظ عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: فی کل أیام التشریق ذبح إلا فی هٰذا الحدیث، فکذلك ذکرناه، وبینا العلة فیه“

یعنی: عبدالرحمٰن بن ابی حسین کا لقاء جبیر سے نہیں ہوا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے مابین سند منقطع ہے اور یہ حدیث ہم نے محض اس لیے ذکر کردی کہ صرف اسی میں ایامِ تشریق کو ایامِ قربانی کہا گیا ہے ہم نے اسے جوں کا توں نقل کردیا اور اس میں پائی جانے والی علت بیان کردی۔ (نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱ وج ۴ ص ۲۱۳-۲۱۲)[1]

حافظ البزار کے مذکورہ بالا کلام سے ظاہر ہے کہ اس حدیث کی سند میں ان کے علم کی حد تک صرف یہ علت ہے کہ جبیر رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن کا لقاء نہ ہونے کے سبب انقطاع ہے یعنی کہ حافظ البزار کے نزدیک عبدالرحمٰن کا ثقہ ہونا تسلیم شدہ امر ہے، اس کا حاصل یہ

---

[1] البحر الزخار المعروف بمسند البزار، ۸/ ۳۶۴-۳۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ حافظ البزار جبیر رضی اللہ عنہ سے لقاء عبدالرحمٰن نہیں مانتے مگر ان کے برعکس امام ابن حبان اور دوسرے بہت سارے اہلِ علم دونوں کا لقاء بلکہ دونوں کے مابین سماع مانتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ اس طرح کے معاملات میں اہلِ تحقیق واہلِ اصول کے یہاں مثبت منفی پر مقدم ہے۔

حافظ البزار کے قول کی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نصب الرایہ کے حنفی مصنف علامہ زیلعی نے کہا کہ:

"ورواه البيهقي في المعرفة ولم يذكر فيه انقطاعا"

یعنی: امام بیہقی نے بھی یہ حدیث اس سند سے اپنی کتاب معرفۃ السنن والآثار میں روایت کی ہے مگر انھوں نے اس کے منقطع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۳ وتعلیق المغنی)[1]

مصنف نصب الرایہ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ حدیث مذکور کی جس سند کو حافظ البزار منقطع کہہ رہے ہیں اسے امام بیہقی منقطع نہیں کہتے حالانکہ اگر امام بیہقی کی نظر میں یہ سند منقطع ہوتی تو وہ اس کا ذکر ضرور کرتے جیسا کہ انھوں نے مسند احمد والی سند سے اسے نقل کر کے یہ وضاحت کردی کہ:

"هذا هو الصحيح وهو مرسل" (سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵)

یعنی: اس حدیث کا اس طرح مروی ہونا صحیح ہے اور اس کی سند مرسل ہے۔

سند مذکور سے مروی شدہ اس حدیث کو مرسل قرار دینے کے بعد امام بیہقی نے اسے صحیح ابن حبان والبزار والی سند سے نقل کیا ہے اور کہا کہ اسے سوید بن عبدالعزیز نے بھی روایت کیا جو بعض اہلِ نقل کے نزدیک ضعیف ہیں۔ (سنن بیہقی، ج ۹ ص ۲۹۶)

یہاں بھی امام بیہقی نے صحیح ابن حبان والبزار والی سند کو مرسل نہیں کہا، نہ اس کے کسی راوی پر کوئی کلام کیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بیہقی صحیح ابن حبان والی سند کو متصل مانتے

---

[1] دیکھیے: معرفة السنن والآثار ۷/۲۳۶ ط۔ دار الکتب العلمیة بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے سبھی رواۃ کو ثقہ تسلیم کرتے ہیں بلکہ آگے چل کر امام بیہقی نے ایسی بات کہی ہے جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ صحیح ابن حبان والی روایت کو وہ متصل مانتے اور اس کے رواۃ کو ثقہ قرار دیتے ہیں چنانچہ امام بیہقی نے فرمایا کہ:

"قال أبو الإسحاق المروزی فی الشرح: روی فی بعض الأخبار الأضحية إلى رأس المحرم فإن صح ذالك فالأمر يتسع فيه الى غرة المحرم وإن لم يصح فالخبر الصحيح: ايام منى أيام نحر وعلى هٰذا بنى الشافعی قال الشيخ (البيهقی) فی كليهما نظر لهٰذا لارساله وما مضى لإختلافِ الرواة فيه على سليمان بن موسى وحديث سليمان أولهما أن يقال به"

یعنی ابو اسحاق مروزی (امام ابراہیم بن احمد المتوفی ۳۴۰ھ نے "شرح المختصر" میں کہا کہ بعض احادیث میں مروی ہے کہ قربانی ختم ذی الحجہ تک ہوسکتی ہے لہٰذا اگر یہ حدیث صحیح ہے تو قربانی کا معاملہ ہلال محرم نظر آنے تک وسیع ہے یعنی قربانی محرم کا چاند نظر آنے سے پہلے تک کی جاسکتی ہے، لیکن اگر یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ حدیث بہرحال صحیح ہے کہ ایامِ تشریق قربانی کے ایام ہیں اور اسی پر امام شافعی کا عمل ہے۔ امام بیہقی نے کہا کہ امام ابواسحاق مروزی کی دونوں پر نظر ہے ہلال محرم نظر آنے تک قربانی کے جواز والی حدیث مرسل ہے اس لیے اس پر نظر ہے اور "ایامِ تشریق قربانی کے ایام ہیں" والی حدیث میں اس لیے نظر ہے کہ سلیمان کی روایت کی نقل سلیمان سے اختلاف مروی ہے، جس کا ذکر گزر چکا ہے لیکن سلیمان والی حدیث پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۸)

امام بیہقی کے مذکورہ بالا بیان سے ایک بات معلوم ہوئی کہ امام ابواسحاق ابراہیم بن احمد مروزی متوفی ۳۴۰ھ زیرِ بحث حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ امام بیہقی ہلال محرم نظر آنے تک قربانی کی مشروعیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر دلالت کرنے والی مروی شدہ حدیث کو مرسل ہونے کی بناء پر صحیح نہیں مانتے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زیرِ بحث حدیث جبیر رضی اللہ عنہ کو صحیح قرار دینے میں امام بیہقی کو اس لیے تامل ہے کہ اس کے راوی سلیمان سے اس کو روایت کرنے والے رواۃ نے سلیمان سے اس کی روایت میں مختلف باتیں نقل کی ہیں یعنی کہ سلیمان موصوف اس حدیث کو کبھی مرسلاً نقل کرتے ہیں، کبھی متصلاً نقل کرتے ہیں۔ متصلاً نقل کرتے ہیں تو اپنے اور جبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کبھی کسی راوی کا نام لیتے ہیں اور کبھی کسی کا، جس کا حاصل یہ ہے کہ امام بیہقی ابن حبان والی سند سے مروی شدہ اس حدیث کو متصل مانتے ہیں۔ البتہ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کرنے میں سلیمان جو مختلف طرق اختیار کیے ہیں اس کے سبب انھیں اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں تامل ہے، پھر بھی موصوف امام بیہقی اس حدیث کو قابلِ عمل مانتے ہیں، یعنی کہ اگرچہ یہ حدیث اصطلاح محدثین کے مطابق صحیح نہیں لیکن اس درجہ کی معتبر اور قوی ہے کہ اسے عمل کے لیے حجت بنایا جاسکتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اپنے شواہد و متابع سے مل کر حدیث مذکور امام بیہقی کے نزدیک کم از کم درجہ حسن تک پہنچتی ہے، جو اصطلاح میں اگرچہ صحیح کے درجہ میں نہیں ہے لیکن قابلِ عمل ہونے میں صحیح کے برابر ہوتی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ موصوف امام بیہقی ابن حبان والی سند کے متصل ہونے کے معترف ہیں اور سلیمان کے معتبر ہونے کے معترف ہیں، جہاں تک سلیمان سے اس کی روایت میں اختلاف کا ذکر امام بیہقی نے کیا ہے وہ اختلاف قادح نہیں ہے۔ ہم بتلا آئے ہیں کہ ایک ثقہ راوی بسا اوقات ایسا کرتا ہے کہ اپنے کئی اساتذہ سے سنی ہوئی حدیث کو اپنے تلامذہ کے سامنے کبھی صرف ایک استاذ کے حوالے سے بیان کرتا ہے کبھی دوسرے اور کبھی تیسرے اسی طرح کبھی وہ حدیث کو مرسلاً بیان کرتا ہے اور کبھی متصلاً یہ مضر نہیں ہے۔

سنن بیہقی پر رد لکھنے والے علامہ ابن الترکمانی حنفی نے حدیث مذکور پر بزعم خویش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت کچھ کلام کیا ہے مگر موصوف اس کی سند کے متصل ہونے اور اس کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی حسین وسلیمان پر کلام کی ہمت نہ کر سکے حالانکہ اگر موصوف کچھ بھی گنجائش پاتے تو اسے منقطع قرار دیتے اور اس کے رواۃ پر کلام کرتے۔

کوثری [1] کی ایک تحریف کا ذکر

ان سارے امور کے باوجود کوثری نے حاشیہ نصب الرایہ میں کہا کہ:

"الصواب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کما فی تھذیب التھذیب" (حاشیۃ نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۹۰، ج ۳ ص ۶۱، ج ۴ ص ۲۱۳)

یعنی: صحیح بات یہ ہے کہ جبیر رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور کے راوی کا نام اس سند میں جو عبدالرحمان بن ابی حسین واقع ہے وہ عبدالرحمان نہیں بلکہ ان کے لڑکے عبداللہ ہیں جیسا کہ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۹۰ میں لکھا۔

مذکورہ بالا بات کو کوثری نے اپنی طرف سے ایجاد وتحریف کر کے لکھا ہے اور دھاندلی کی انتہا یہ ہے کہ اپنی اختراعی بات کو موصوف کوثری نے تہذیب التہذیب کی طرف منسوب کر دیا ہے جو محض جھوٹ ہے۔ حدیث کی جس کتاب میں بھی یہ حدیث اس سند کے ساتھ ہے اس میں عبدالرحمٰن ابن ابی حسین ہی واقع ہوئے ہیں اس کو بدل کر عبدالرحمٰن کے لڑکے کا نام لکھ دینا سراسر تحریف ہے، افسوس یہ ہے کہ تحقیق کے نام پر محشی زادالمعاد شعیب ارناوط نے بھی کوثری کی تقلید میں لکھ مارا کہ اس میں واقع شدہ راوی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین ہیں اور ابن حبان ومسند البزار میں ایسا ہی موجود ہے۔

---

[1] ان کے بارے میں جاننے کے لیے دیکھیں: بیان تلبیس المفتری محمد زاہد الکوثری اور دالکوثری علی الکوثری تألیف احمد بن الصدیق الغماری المتوفی (۱۳۸۰ھ) تحقیق وتعلیق علی بن حسن الحبی الاثری (ص ۴۴ تا ۸۱) نیز التنکیل لما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل للشیخ علامہ عبدالرحمان المعلمی، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للشیخ الالبانی (۱/ ۳۱۔۳۳) مزید تفصیل کے لیے شیخ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی کتاب اللمحات جلد اول ص ۵۵ تا ۵۷ کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تعلیق شعیب ارنؤوط بر زاد المعاد ج ۲ ص ۳۱۸)

حالانکہ صحیح ابن حبان و مسند البزار میں عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین کے بجائے عبدالرحمٰن بن ابی حسین کا نام واقع ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی تحقیقی و علمی خدمت انجام دی جارہی ہے؟[1]

زیرِ نظر سند کے مطابق عبدالرحمٰن بن ابی حسین سے اس حدیث کے ناقل سلیمان بن موسیٰ ہیں جن کا تعارف ہو چکا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور ان پر وارد شدہ کلام مدفوع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ سے روایت مذکورہ کے ناقل امام سعید بن عبدالعزیز ہیں جن کا تعارف ہو چکا ہے۔

امام سعید بن عبدالعزیز سے روایت مذکورہ کے ناقل امام عبدالملک بن عبدالعزیز ابونصر التمار القشیری النسوی مولود ۱۳۷ھ متوفی ۲۲۸ھ بھی معروف و مسلم اور مشہور ثقہ محدث ہیں، صحیح مسلم اور سنن نسائی وغیرہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ (تہذیب التہذیب اور عام کتب رجال)[2]

---

[1] زاد المعاد ۲/ ۲۹۰ ط۔ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، تحقیق شعیب الارناوط وغیرہ۔
لیکن شعیب الارنؤوط کی تحقیق سے ہی طبع ہونے والی کتاب صحیح ابن حبان ۹/ ۱۷۷'' میں ''عبدالرحمٰن بن أبی حسین'' لکھا اور اس کے حاشیہ میں شعیب صاحب نے اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ یہ ''عبدالرحمٰن'' نہیں بلکہ اس کا بیٹا ''عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین'' ہے۔ اسی طرح ''شعیب صاحب'' کے تحت اشراف تحقیق و طبع ہونے والی مسند احمد الموسوعة الحدیثیة ج ۲۱ ص ۳۱۶ (۱۶۷۵۱) کی تخریج میں بھی ''بزار اور ابن حبان وغیرہما کے حوالہ سے ''عبدالرحمٰن بن ابی حسین'' ہی لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۶/ ۶۲ (۳۸۴۳) تحقیق کمال یوسف الحوت ط۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۷ھ میں بھی ''عبدالرحمٰن'' ہی ہے۔ نیز مسند البزار ۸/ ۳۶۳ اور کشف الاستار ۳/ ۲۷ (۱۱۲۶) میں بھی ''عبدالرحمٰن'' ہی ہے۔ پھر بھی یہ طرزِ عمل عجیب ہے!!

[2] تہذیب التہذیب، ۶/ ۳۶۰، تقریب التہذیب، (۴۱۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام عبدالملک بن عبدالعزیز سے روایت مذکورہ کو متعدد و مختلف ثقہ رواۃ نے نقل کر رکھا ہے اس لیے ان کے نیچے کے رواۃ کے تعارف اور اثبات ثقاہت کی ضرورت نہیں۔

مئو اعظم گڑھ کے ایک غالی حنفی صاحب قلم مولانا حبیب الرحمن اعظمی اپنے حلقے میں محدث کبیر اور علامہ شہیر کے خطاب و لقب سے مشتہر کیے جاتے ہیں، انھوں نے عبدالملک بن عبدالعزیز قشیری سے مروی شدہ روایت کی سند میں بزعم خویش حق تحقیق ادا کرتے ہوئے یہ گل افشانی کی ہے کہ اس سند میں واقع شدہ امام عبدالملک بن عبدالعزیز کا نام مسند البزار کے اصل مخطوطہ میں غلط اور خطا ہے اس کی جگہ پر سوید بن عبدالعزیز کا نام ہونا چاہیے تھا (تعلیق مولانا حبیب الرحمن بر کشف الاستار ج ۲ ص ۲۷)

معلوم نہیں کہ محقق موصوف نے کیوں لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے یا پھر محقق موصوف کو یہی نہیں معلوم کہ حدیث مذکور کی جس سند میں سوید بن عبدالعزیز واقع ہیں وہ اس سند کے علاوہ دوسری سند ہے جس میں امام عبدالملک بن عبدالعزیز قشیری واقع ہیں، دراصل سوید بن عبدالعزیز والی روایت عبدالملک بن عبدالعزیز والی سند کی متابع ہے جس سے عبدالملک والی روایت کی قوت بڑھ جاتی ہے (کما سیاتی)۔

مذکورہ بالا تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ زیرِ نظر سند کے ساتھ مروی شدہ حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ متصل السند اور صحیح ہے، اس کے بعض رجال پر ہونے والا کلام اور اس کی مذکور شدہ بعض علتیں کالعدم ہیں، لیکن اگر اس کے بعض رجال پر وارد شدہ مدفوع کلام اور مذکور شدہ بعض علتوں سے کسی تحقیق پسند آدمی کے دل میں کوئی اشتباہ ہوتا ہو تو اس کے دور ہونے کے اسباب بھی موجود ہیں، وہ اس طرح کہ مختلف کتب حدیث میں متعدد ثقہ رواۃ سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ مروی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی چوتھی حدیث

امام طبرانی وغیرہ نے کہا کہ:

"حدثنا سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التنوخی عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ أن رسول الله ﷺ قال أیام التشریق کلہا ذبح"۔

یعنی: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام ایامِ تشریق قربانی کے جانور ذبح کرنے کے دن ہیں۔ (معجم کبیر الطبرانی مطبوعہ بغداد ۱۹۷۹ء ج۲ ص ۱۴۴، سنن دارقطنی ج۲ ص ۵۴۴، سنن بیہقی ج۲ ص ۲۹۶، کتاب المعرفة، السنن للبیہقی، مسند البزار کمافی نصب الرایہ ج۳ ص ۶۱، ج۴ ص ۲۱۳-۲۱۲، کشف الاستار عن زوائد مسند البزار للہیثمی باب متی یخرج وقت الاضحیة ج ۲ ص ۶۱ وانظر کشف الاستار باب عرفة کلہا موقف ج ۲ ص ۲۷)[1]

مذکورہ بالا روایت عبدالرحمٰن بن ابی حسین والی روایت کی شاہد اور متابع کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے مطابق حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کرنے والے عبدالرحمٰن کے بجائے حضرت جبیر کے صاحبزادے نافع بن جبیر ابو محمد مدنی متوفی ۹۹ھ ہیں جو ثقہ کبار تابعین میں سے ہیں، صحیحین اور سنن اربعہ میں موصوف کی روایت کردہ احادیث کبار صحابہ سے موجود ہیں، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جیسے قدیم الموت صحابی سے بھی موصوف کا سماع ثابت ہے، عباس کی وفات ۳۲-۳۳ھ میں ہوئی تھی۔ (رجال

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲/ ۱۳۸ (۱۵۸۳)۔ مسند البزار ۸/ ۳۶۳ (۳۴۴۳) بطریق نافع بن جبیر عن ابیہ، جبکہ معرفة السنن والآثار ۷/ ۲۳۶" میں عبدالرحمٰن بن ابی حسین بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحیحین ج ۲ ص ۵۲۷، ۵۲۸، تہذیب التہذیب اور عام کتب رجال)[1]

اس سند کو حافظ البزار نے بھی متصل تسلیم کیا ہے، اس کے مطابق حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی نقل میں نافع بن جبیر نے عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی متابعت کر رکھی ہے۔ اس طرح جبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمان کے مابین علت انقطاع کا دعویٰ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ نافع سے روایت مذکورہ کے ناقل وہی سلیمان بن موسیٰ ہیں جو عبدالرحمٰن سے اس کو نقل کیے ہوئے ہیں یعنی کہ سلیمان موصوف نے روایت مذکورہ کو، اس تفصیل کے مطابق دو حضرات نافع بن جبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی حسین سے نقل کر رکھا ہے، سلیمان کا تعارف ہو چکا ہے، سلیمان سے روایت مذکورہ کے ناقل اس سند کے مطابق سعید بن عبدالعزیز تنوخی ہیں ان کا تعارف بھی ہو چکا ہے، اس سند کے ان مذکورہ رواۃ یعنی نافع، سلیمان، سعید بن عبدالعزیز میں سے ہر ایک ثقہ ہیں اور اس حدیث کے ناقد امام بزار نے بھی ان رواۃ پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ البتہ سعید بن عبدالعزیز سے روایت مذکورہ کے ناقل سوید بن عبدالعزیز بن نمیر سلمی دمشقی مولود ۱۰۸ھ متوفی ۱۹۴ھ ہیں، ان کی توثیق وتجریح میں اہلِ علم کا بیان مختلف ہے۔

سوید بن عبدالعزیز کی تجریح وتوثیق پر بحث

حافظ البزار نے موصوف کی بابت کہا کہ:

”هو رجل ليس بالحافظ، ولا يحتج به إذا إنفرد بحديث وحديث ابن أبي حسين هو الصواب مع أن ابن أبي حسين لم يلق جبير بن مطعم وإنما ذكرنا هذا الحديث لأنا لا نحفظ عن رسول الله ﷺ في كل ايام التشريق ذبح إلا في هذا الحديث، فكذلك ذكرناه وبيّنا العلة فيه“

یعنی: سوید مذکور حافظ نہیں ہیں جس حدیث کی روایت میں یہ منفرد ہوں وہ حجت

[1] تہذیب التہذیب ۱۰/۳۶۱، تقریب التہذیب (۲۷۰۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بنائی جاسکتی، ابن ابی حسین کی بیان کردہ حدیث جبیر ہی صواب ہے مگر اس میں یہ علت ہے کہ ابن ابی حسین کا جبیر رضی اللہ عنہ سے لقاء نہیں، ہم نے یہ حدیث محض اس لیے ذکر کی ہے کہ اسی میں ایامِ تشریق کے ایامِ قربانی ہونے کا ذکر ہے، جس طرح یہ حدیث مروی ہے ہم نے اسی طرح اس کا ذکر کر دیا ہے اور اس کی علت ہم نے بیان کر دی۔

(نصب الرایہ ج ۲ ص ۶۱ بحوالہ مسند البزار) ①

ہم بتلا چکے ہیں کہ روایت ابن ابی حسین کو حافظ البزار کا منقطع کہہ کے معلول قرار دینا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ صحیح ہے کہ روایت ابن ابی حسین کی سند متصل و معتبر ہے اور روایت ابن ابی حسین جب سنداً معتبر ہے تو سوید کی ذکر کردہ روایت کی بابت حافظ البزار کے کلام کے باوجود روایت ابن ابی حسین کا معتبر ہونا اپنی جگہ پر برقرار رہتا ہے، مگر روایت سوید سے اس میں مزید استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور جب ابن ابی حسین معتبر ہیں اور اسی روایت کو سوید نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے تو موصوف سوید کو اس روایت کی نقل میں منفرد بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کی معنوی متابعت موجود ہے۔

مزید یہ کہ متعدد و مختلف لوگوں نے اگرچہ سوید پر کلام کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اہلِ علم کے مابین موصوف کی توثیق و تجریح مختلف فیہ ہے اور ہمارے نزدیک موصوف کی بابت قولِ فیصل یہ ہے کہ موصوف فی نفسہ صدوق راوی ہیں خفیف جرح سے مجروح ہیں، جس روایت میں منفرد ہوں وہ اگرچہ حجت نہیں لیکن متابع کی موجودگی میں حجت ہے۔

سوید کے مشہور ہم وطن معاصر امام رحیم عبدالرحمن بن ابراہیم بن عمر والدمشقی مولود ۱۷۰ھ و متوفی ۲۴۵ھ جیسے امام جرح و تعدیل نے سوید کی بابت کہا:

"ثقة، وكانت له أحاديث يغلط فيها"

① مسند البزار، ۸/ ۳۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی: موصوف سوید ثقہ ہیں اپنی روایت کردہ کچھ احادیث میں موصوف غلطیاں کرتے تھے۔(تہذیب التہذیب)(۱)

سوید کے دوسرے معاصر ھشیم نے بھی موصوف کی مدح وثناء خوانی کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ترجمہ سوید بن عبدالعزیز)(۲) ہم بتلا چکے ہیں کہ کچھ احادیث کی روایت میں کسی ثقہ راوی کا غلطی کرنا جرح قادح نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان نے موصوف پر سخت تجریح کے بعد اس سے رجوع کرتے ہوئے کہا:

"والذی عندی فی سوید بن عبدالعزیز تنکب ما خالف الثقات من حدیثه والا عتبار بما روی مما لم یخالف الأثبات والاحتجاج بما وافق الثقات، وهو ممن أستخیر الله عزوجل فیه لأنه یقرب من الثقات"

یعنی: موصوف سوید کی بابت ہمارے نزدیک فیصلہ کن بات یہ ہے کہ ان کی بیان کردہ جو حدیث ثقات کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہو اسے حجت نہ بنایا جائے اور ان کی جو حدیث ثقات کی بیان کردہ احادیث کے خلاف نہ ہو اسے بطور متابع قبول کیا جائے اور ان کی جو حدیث ثقات کے موافق ہو اسے حجت بنایا جائے، موصوف چونکہ تقریباً ثقہ رواۃ میں شامل کیے جانے کے لائق ہیں، اس لیے ان کی بابت استخارہ کرنا چاہیے۔(المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۳۴۷-۳۴۸)(۳)

ہم بھی حافظ ابن حبان کے مذکورہ بالا فیصلے کی موافقت کرتے ہیں اور چونکہ موصوف کی بیان کردہ زیرِ نظر حدیث ثقات کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے اس لیے حجت

---

(۱) تہذیب التہذیب، ۴/ ۲۴۳

(۲) تہذیب التہذیب ۴/ ۲۴۳

(۳) المجروحین ۱/ ۳۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔امام دارقطنی نے بھی موصوف کی بابت یہی کہا کہ "یعتبربہ" (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۹۲)[1] یعنی موصوف کا اعتبار کیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ ثقات کے موافق موصوف کی جو حدیث ہوگی وہ حجت ہوگی یعنی کہ متابع و شاھد کی حیثیت سے ان کی حدیث مقبول ہوگی۔ الغرض حافظ ابن حبان اور امام دارقطنی کی باتیں معنوی طور پر ایک ہی ہیں اور حافظ البزار کے کلام کا حاصل بھی یہی ہے کہ منفرد ہونے کی صورت میں تو موصوف سوید کی حدیث حجت نہیں لیکن متابع و شاہد ہونے کی صورت میں اور ثقہ رواۃ کی موافقت کی صورت میں حجت ہوگی۔ دریں صورت موصوف پر امام ابن معین، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام نسائی وغیرہم سے منقول شدہ جرح کو اسی بات پر محمول کیا جائے گا کہ موصوف مطلقاً ثقہ حجت نہیں بلکہ ثقہ وحجت ہونے کے لیے ان کا متابع وشاہد ہونا شرط ہے اور یہ معلوم ہے کہ سعید بن عبدالعزیز سے اس روایت کی نقل میں سوید کی معنوی متابعت وموافقت امام عبدالملک بن عبدلعزیز قشیری نے کر رکھی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ متابعت خفیف الضعف مجروح راوی کی بھی معتبر ہے اور یہ ثابت ہوگیا کہ سعید بن عبدالعزیز اور عبدالملک بن عبدالعزیز دونوں کے دونوں حضرات اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ بیان کرنے میں ایک دوسرے کے متابع ہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح قرار پاتی ہے۔حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں مسند احمد میں مروی حدیث مذکور کو منقطع قرار دے کر یہ صراحت کر رکھی ہے کہ:

"ووصلہ الدارقطنی ورجالہ ثقات"

یعنی: امام دارقطنی نے حدیث کو متصلاً نقل کیا ہے جس کے رجال ثقات ہیں (فتح الباری کتاب الاضاحی، باب من قال الاضحی یوم النحر ج ۱۰ ص ۸)

---

[1] سوالات البرقانی للدارقطنی ص ۳۵ (۲۰۹)، موسوعة اقوال الدارقطنی ۱/ ۳۱۰ (۱۵۸۲)، میزان الاعتدال ۲/ ۲۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر کی نظر میں امام دارقطنی نے حدیثِ مذکور کو ایسی متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے سب ہی رواۃ ثقہ ہیں اور جب اتصال سند کے ساتھ سب ہی رواۃ سند ثقہ ہوں تو وہ حدیث صحیح و معتبر ہوتی ہے۔اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ حافظ ابن حجر حدیثِ مذکور کی اس سند کو متصل صحیح مانتے ہیں جس سے امام دارقطنی نے یہ حدیث نقل کی ہے لہٰذا حافظ ابن حجر کی تلخیص کردہ نصب الرایہ موسوم بہ درایہ میں جو لکھا ہوا ہے کہ امام دارقطنی نے متصل سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے مگر اس متصل سند میں ضعف (کمزوری) ہے۔(درایہ باب الحج والاضاحی)

وہ حافظ ابن حجر کا اپنا قول نہیں بلکہ صاحب نصب الرایہ یعنی علامہ زیلعی کی عبارت کی تلخیص ہے جنھوں نے دارقطنی کی بسند متصل روایت کردہ حدیثِ مذکور کی سند کو ضعیف کہا ہے ورنہ حافظ ابن حجر کا اپنا یہی فیصلہ ہے کہ یہ حدیث متصل اور صحیح سند کے ساتھ سنن دارقطنی میں مروی ہے اور سنن دارقطنی میں جس متصل سند کے ساتھ حدیثِ مذکور مروی ہے وہ سوید بن عبدالعزیز والی وہی سند ہے جس کے متعلق ہماری یہ تحقیقی بحث چل رہی ہے، اس کا نہایت واضح مطلب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ سوید ثقہ ہیں۔

اسی طرح علامہ ہیثمی نے روایتِ مذکورہ کو معجم کبیر للطبرانی کے حوالے سے نقل کر کے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۱۵) اور معجم کبیر للطبرانی میں حدیث مذکور سوید والی سند ہی سے مروی ہے، اس کا مطلب بھی بہت واضح ہے کہ علامہ ہیثمی سوید کو ثقہ قرار دیتے ہیں لہٰذا کشف الاستار عن زوائد مسند البزار میں علامہ ہیثمی نے حافظ البزار کا جو یہ قول نقل کر دیا ہے کہ:

"تفرد به سويد ولا يحتج بما تفرد" (کشف الاستار ج ۲ ص ۲۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ علامہ ہیثمی نے صرف نقل کی حد تک نقل کر دیا ہے ورنہ ان کا اپنا فیصلہ یہی ہے کہ سوید ثقہ ہیں اور ہم بتلا چکے ہیں کہ خود حافظ البزار بھی سوید کو ثقہ مانتے ہیں مگر صرف اس درجہ کا ثقہ مانتے ہیں کہ بطور متابع وشاہد ان کی روایت مقبول ہوگی یا کہ بشرط متابع وشاہد ان کی حدیث معتبر ہوگی اور ہم بتلا چکے ہیں کہ روایت سوید کے متابع وشاہد موجود ہیں۔

نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ:

”ورواه الطبرانی فی معجمه حدثنا أحمد ابن یحییٰ بن خالد الشراق حدثنا زهیر بن عباد الرواسی حدثنا سوید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر عن ابیه بنحوه لیس فیه ایام التشریق“
(نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱)

یعنی: حدیثِ مذکور امام طبرانی نے اپنی معجم میں سوید والی مندرجہ بالا سند کے ساتھ روایت کیا ہے مگر اس میں ایامِ تشریق کے ایامِ قربانی ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ امام طبرانی کی معجم کبیر ج ۲ ص ۱۴۴ کے حوالہ سے ہم سوید والی حدیثِ مذکور نقل کر آئے ہیں جس میں صریح اور واضح طور پر ایامِ تشریق کے ایامِ قربانی ہونے کا ذکر موجود ہے اور ہم کو معجم کبیر کے اندر اس سند کے ساتھ کہیں یہ حدیث اس طرح نظر نہیں آئی کہ جس میں ایامِ تشریق کے ایامِ قربانی ہونے کا ذکر نہ ہو، دریں صورت ممکن ہے کہ جس بات کا ذکر صاحبِ نصب الرایہ نے کیا ہے وہ امام طبرانی کی معجم اوسط میں موجود ہو، ہماری رسائی معجم اوسط تک نہیں ہوسکی [1] اور کسی روایت میں کسی طویل حدیث کے بعض جملوں کا حذف ہوجانا مضر اور قادح نہیں ہے۔ صحیحین کے اندر ایسی بہت ساری احادیث ہیں جن کو کہیں طویل اور کہیں مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

[1] یہ روایت المعجم الاوسط میں نہیں ملی۔ اللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصب الرایہ میں یہ بھی ہے کہ:

"ورواه ايضاً يعنى الطبراني في كتاب "مسند الشاميين" عن حفص بن غيلان عن سليمان بن موسىٰ عن محمد بن المنكدر عن جبير بن مطعم مرفوعاً كذالك"

یعنی: امام طبرانی نے اپنی دوسری کتاب مسند شامیین میں یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ (نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱) ہماری رسائی امام طبرانی کی کتاب مسند شامیین تک نہیں ہوسکی ہم سمجھتے ہیں کہ امام طبرانی کی اس کتاب میں حدیثِ مذکور کے اندر ایامِ تشریق کے ایامِ قربانی ہونے کا ذکر ہے[1] اس میں منقول شدہ سند بھی حدیث مذکور کی شاہد ومتابع ہے، جس کے مطابق حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کرنے میں عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور نافع بن جبیر کی متابعت محمد بن المنکدر نے بھی کر رکھی ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کے سلیمان بن موسیٰ نے حدیثِ مذکور اپنے تین اساتذہ (۱) عبدالرحمٰن (۲) نافع بن جبیر (۳) محمد بن المنکدر سے روایت کر رکھی ہے اور ان تینوں کا لقاء وسماع حضرت جبیر سے ہے لہٰذا یہ روایت متصل ہے، نیز اپنے ان شواہد کے ساتھ مل کر صحیح اور معتبر ہے۔

ہمارے خیال سے صاحب نصب الرایہ کا یہ بیان جس طرح غیر صحیح اور غلط ہے کہ معجم طبرانی میں سوید بن عبدالعزیز سے مروی شدہ حدیث جبیر میں "ایامِ تشریق ذبح" کا لفظ نہیں ہے اسی طرح موصوف کے اس بیان کا حال بھی ہے جو مسند شامیین والی روایت کے متعلق ہے، اگر بالفرض ایسا نہ ہوتو بھی مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق ہمارے مؤقف کے صحیح ہونے پر دلائل معتبرہ قائم ہیں، مسند شامیین للطبرانی والی سند میں

[1] اس روایت میں ایام تشریق کا ذکر نہیں ہے اس میں عرفات کے موقف ہونے کا ذکر ہے (مسند الشامیین ص ۳۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان سے روایت کرنے والے راوی حفص بن غیلان، ابو معبد، مشقی بقول راجح ثقہ ہیں اور ان پر ہونے والی جرح مبہم ہونے کے سبب مرفوع ہے، جیسا کہ آنے والی عبارتوں میں اس کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی پانچویں حدیث

مذکورہ بالا متصل و معتبر سندوں کے علاوہ امام دارقطنی نے حدیث مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بھی نقل کی ہے:

"قال الدارقطنی: حدثنا ابو بكر النيسابوری، نا أحمد بن عيسى الخشاب، نا عمر بن ابی سلمة، نا ابو معبد عن سليمان بن موسى أنّ عمرو بن دينار حدثه عن جبير بن مطعم أن رسول الله ﷺ قال: أيام التشريق كلها ذبح"۔

یعنی: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تمام ایامِ تشریق میں قربانی کے جانور ذبح کیے جائیں۔ (سنن دارقطنی ج۲ ص ۵۴۴، سنن بیہقی ج۹ ص ۲۹۶)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ سند کے مطابق حضرت جبیر سے حدیث مذکور کے ناقل امام عمرو بن دینار مکی اثرم مولود ۴۶ھ و متوفی ۱۲۶ھ ہیں جو مشہور و معروف ثقہ امام اور صحیحین اور عام کتب حدیث کے رواۃ میں سے ہیں۔ (رجال صحیحین ج ۱ ص ۲۶۴، الثقات لابن حبان ج ۵ ص ۱۲۷، تہذیب التہذیب اور عام کتب رجال) ①

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام عمرو کی عمر اگرچہ بارہ تیرہ سال کی تھی مگر کسی امامِ فن نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے عمرو بن دینار کے لقاء و سماع کا ذکر نہیں کیا اور جبیر رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہونے والے بعض صحابہ سے عدم سماع کی صراحت کتب رجال میں

① تہذیب التہذیب ۸/۲۶، تقریب (۵۰۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے، اس لیے جبیر رضی اللہ عنہ و عمرو بن دینار کے مابین اتصال کا ہم کو دعویٰ نہیں، البتہ یہ دعویٰ ضرور ہے کہ عمرو بن دینار کی اس روایت سے عبدالرحمٰن بن ابی حسین والی روایت کی تائید و متابعت ہوتی ہے اور یہ متابعت بلاشک وشبہ قوی اور لائقِ اعتبار ہے کیونکہ عمرو بن دینار سے اس کے ناقل سلیمان بن موسیٰ کا تعارف کرایا جاچکا ہے اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ موصوف ثقہ ہیں اور سلیمان مذکور سے روایت مذکورہ کے ناقل ابومعبد حفص بن غیلان دمشقی بھی ثقہ ہیں، امام ابن معین، دحیم، نسائی، ابوزرعہ اور ابن حبان وغیرھم نے موصوف کو ثقہ کہا ہے اور اس ثابت شدہ توثیق کے بالمقابل موصوف پر صرف بعض کی جرح مبہم ہے، جو مبہم ہونے کے سبب کالعدم اور مدفوع ہے (ملاحظہ ہو عام کتب رجال مثلاً تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال وغیرہ)[۱]

اور موصوف کو کم از کم اس درجہ کا ثقہ ماننا چاہیے جس کو متابع وشاہد بنایا جاسکتا ہے اور ابومعبد سے حدیثِ مذکور کے ناقل امام عمرو بن ابوسلمہ ابوحفص دمشقی متوفی ۲۱۳۔۲۱۴ھ ثقہ اور صحیحین وسنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ (رجال الصحیحین و تہذیب التہذیب وغیرہ)[۲]

چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی چھٹی حدیث

امام بیہقی نے کہا کہ:

"أخبرنا علی بن أحمد بن عبدان أنبأ احمد بن عبيد ثنا الحارث بن أبی أسامة ثنا روح بن عبادة عن ابن جريج أخبرنی عمرو بن دينار أن نافع بن جبير بن مطعم أخبره

---

۱ میزان الاعتدال ۱/۵۶۸، تہذیب ۲/۳۶۰ اور تقریب (۱۴۳۲) میں حافظ ابن حجر نے "حفص" کو "صدوق" قرار دیا ہے۔

۲ تہذیب ۸/۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن رجل من أصحاب رسول الله ﷺ قد سماه نافع فنسيته أن النبی ﷺ قال لرجلٍ من غفار قم فأذن أنه لايدخل الجنة إلا مؤمن وأنها أيام أكل و شرب أيام منیٰ زاد سلیمان بن موسیٰ و ذبح یقول: أیام ذبح ابن جریح یقوله“

یعنی: نافع بن جبیر بن مطعم نے ایک صحابی سے روایت کی، (ان صحابی کا نام نافع نے بتلایا تھا جو عمرو بن دینار بقول خویش بھول گئے) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غفاری صحابی کو حکم دیا کہ:

”جاکر لوگوں میں اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن ہی آدمی داخل ہوسکتا ہے اور ایام منیٰ (ایامِ تشریق) کھانے پینے کے ایام ہیں۔“(سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶)

سلیمان بن موسیٰ نے اس روایت میں ایام اکل و شرب کے بعد لفظ ”ذبح“ کا اضافہ کیا ہے، یعنی کہ ایامِ تشریق قربانی کے ایام بھی ہیں اور ابن جریج بھی ایامِ تشریق کو اسی حدیث کی بنیاد پر ایامِ قربانی کہا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا روایت کا حاصل مطلب ہماری سمجھ کے مطابق یہ ہے کہ ابن جریج (عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المتوفی ۱۵۰ھ) نے یہ بیان کیا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے نافع بن جبیر سے یہ نقل کیا کہ ایک صحابی کا یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں ایک آدمی کے ذریعہ اعلان کرادیا کہ ایامِ تشریق قربانی کے ایام ہیں، جس کا واضح مفاد یہ ہے کہ نافع بن جبیر سے حدیثِ مذکور کو سلیمان سے نقل کرنے میں امام سعید بن عبدالعزیز کی متابعت ابن جریج نے کر رکھی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ ابن جریج کتب حدیث کے مصنّفین اولین میں شمار کیے جاتے ہیں اور یہ مستبعد نہیں کہ ان کی کسی کتاب میں سلیمان والی حدیث مذکور موجود ہو۔ ابن جریج بتصریح علمائے رجال سلیمان بن موسیٰ کے شاگرد ہیں ان سے روایت حدیث کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔(عام کتب رجال)[۱]

دریں صورت سلیمان بن موسیٰ تک اس حدیث کی سند کے صحیح ومعتبر ہونے میں کسی کلام کی گنجائش نہیں رہ جاتی کیونکہ ابن جریج پختہ کار ثقہ محدث ہیں اور انھوں نے اپنے استاذ سلیمان سے بسند صحیح متصل یہ حدیث نقل کر رکھی ہے کیونکہ ابن جریج کے بیان کے مطابق سلیمان نے یہ حدیث نافع بن جبیر سے نقل کی ہے اور نافع نے ایک ایسے صحابی سے نقل کی ہے جن کا نام اس کے ایک راوی عمرو بن دینار بزعم خویش بھول گئے تھے، ظاہر ہے کہ جن صحابی کا نام عمرو بن دینار بھول گئے تھے وہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرے صحابی ہیں تو صحابی کا مجہول الاسم ہونا صحت روایت کے لیے قادح نہیں، اس پر تمام اہلِ علم کا اجماع ہے۔

اگر حدیث مذکور ابن جریج کی کتاب میں منقول نہ ہو تو بھی اس کے صحیح ہونے میں گنجائش کلام نہیں ہے کیونکہ اس کی سند کے مطابق ابن جریج کے ناقل امام روح بن عبادہ ابو محمد قیسی بصری متوفی ۲۰۷ھ بلند پایہ ثقہ محدث ہونے کے ساتھ امام ابن جریج کے خصوصی شاگرد ہیں اور بتصریح حافظ خطیب انھوں نے سنن، احکام، احادیث اور تفسیر کی مختلف کتابیں لکھی ہیں، صحیحین اور دوسری کتب حدیث کے رواۃ میں سے ہیں (خطیب ج ۸ ص ۴۰۶ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۴۹-۳۵۰ رجال الصحیحین ج ۱ ص ۱۳۷-۱۳۸ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۹۲ تا ۲۹۶)[۲]

ظنِ غالب ہے کہ روح بن عبادہ کی نقل کردہ روایت مذکورہ ان کی کسی کتاب میں بھی منقول ہوگی مگر کتب روح تک ہماری رسائی کہاں۔روح بن عبادہ سے روایت

[۱] تہذیب الکمال ۴/۵۵۹ (۴۱۲۷) ط۔موسسۃ الرسالۃ

[۲] تقریب (۱۹۶۲)، تہذیب التہذیب ۳/ ۲۵۳-۲۵۴ ط۔دار الفکر بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ کے راوی امام حارث بن محمد بن ابی اسامہ ابو محمد تمیمی بغدادی مولود ۱۸۶ھ و متوفی ۲۸۲ھ ہیں، موصوف امام حارث ثقہ محدث اور مشہور کتاب "مسند" کے مصنف ہیں۔ (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۵۷ تا ۱۵۹، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۶۱۹-۶۲۰، خطیب ج ۸، ص ۲۱۸-۲۱۹)

ظاہر ہے کہ حدیثِ مذکور موصوف امام حارث کی کتاب مسند میں موجود ہوگی، امام بیہقی اور حارث کے مابین دو واسطے ہیں جو محض رسمی ہیں۔ افسوس ہماری رسائی مسند حارث تک بھی نہیں ہے۔

سلیمان بن موسیٰ سے اس روایت کو نقل کرنے والے امام ابن جریج اس روایت پر عمل کرتے اور اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، جس کا ظاہری مفاد یہ ہے کہ اپنے استاد سلیمان کی نقل کردہ اس حدیث کو امام ابن جریج صحیح و معتبر اور قابلِ عمل سمجھتے تھے۔ یہ بات گزر چکی ہے کہ امام ابن جریج اپنے استاد سلیمان موصوف کی مدح و توصیف کرتے تھے اور سلیمان کی روایت کردہ حدیث کو حجت ماننا اس امر کی بھی دلیل ہے کہ موصوف ابن جریج سلیمان کو ثقہ راوی سمجھتے تھے، ہم سلیمان کا ثقہ ہونا ثابت کر چکے ہیں، سلیمان کے تلامذہ و معاصرین کا انھیں ثقہ و ممدوح قرار دینا اور بعض متاخرین کا جرح مبہم سے موصوف کو مجروح کرنا، اس امر کو واضح کرتا ہے کہ موصوف سلیمان بقول راجح مطلقاً ثقہ ہیں کیونکہ اس طرح کی جرح ثابت شدہ توثیق کے بالمقابل مدفوع و کالعدم ہوتی ہے۔ (کما مر)۔ سلیمان سے ابن جریج کی روایت کردہ زیرِ بحث حدیث نے حدیثِ مذکور کو مزید شواہد و متابعات سے مستغنی کر دیا اور اس کی بھی زیادہ ضرورت نہیں رہ جاتی کہ اسے صحیح و معتبر اور متصل السند ثابت کرنے کے لیے بہت لمبی چوڑی بحث و تمحیص کی جائے لیکن ہم نے ناظرین کرام کے اطمینان و تسکین کے لیے یہ تفصیل پیش کی ہے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابن جریج کی روایت کردہ حدیثِ مذکورہ، سوید بن عبدالعزیز کی نقل کردہ اس حدیث کی قوی متابع و شاہد ہے اس لیے سوید پر وارد ہونے والے کلام کا اگر کچھ اثر حدیثِ مذکور پر تسلیم کر لیا جائے تو وہ اثر ابن جریج والی حدیث کی متابعت سے دور ہو جاتا ہے۔ سلیمان بن موسیٰ بذاتِ خود بھی اس حدیث پر عمل پیرا تھے اور اسی کا فتویٰ دیا کرتے تھے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موصوف سلیمان اپنی روایت کردہ اس حدیث کو قابلِ عمل و معتبر سمجھتے تھے اور کیوں نہ ہو موصوف سلیمان نے یہ حدیث مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اپنے چار اساتذہ سے مرفوعاً نقل کر رکھی ہے یعنی عبدالرحمان بن ابی حسین، نافع بن جبیر، عمرو بن دینار، محمد بن المنکدر، دریں صورت حدیثِ مذکور پر عمل نہ کرنے کا کوئی جواز بھی موصوف کے سامنے نہیں تھا۔

نیز یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلیمان کی طرح ان کے استاذ امام زہری بھی بواسطہ سعید بن المسیب یہ حدیث معنوی طور پر حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے روایت کرتے تھے اور اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، نیز خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری اور اوزاعی کا بھی یہی مذہب تھا اور اس حدیث کے راوی صحابی حضرت جبیر بن مطعم کا بھی اسی حدیث پر عمل تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس جیسے صحابی بھی اسی پر عمل پیرا تھے۔ (ملاحظہ ہو شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۵۳، المجموع ج ۸ ص ۲۸۹ و نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۵۹)[1]

حدیثِ مذکور کے مقتضیٰ پر اس کے راوی صحابی حضرت جبیر بن مطعم کا عمل کرنا اور اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ انھوں نے حدیثِ مذکور رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ شرح مسلم للنووی وغیرہ میں اس حدیث پر عمل کرنے والوں کی فہرست میں سلیمان

[1] نیز دیکھیے: سنن بیہقی ۹/ ۲۹۶-۲۹۷، معرفۃ السنن والآثار ۷/ ۲۳۶، زاد المعاد ۲/ ۲۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن موسیٰ اموی کی نسبت اموی کے بجائے ''اسدی'' لکھی ہوئی ہے، جو ہمارے نزدیک کاتب ونساخ کی غلطی کا نتیجہ ہے اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔

ایامِ قربانی کے سلسلے میں علماء کے مذاہب

اس ثابت شدہ حقیقت کے خلاف دو تابعین ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور سلیمان بن یسار کا یہ قول ہے کہ ہلال محرم نظر آنے سے پہلے تک قربانی مشروع ہے۔ (المحلی لابن حزم ج ۸ ص ۴۵ شرح مسلم للنووی)

اس قول کی تائید میں صرف ایک مرسل حدیث مرفوع ہے (المحلی ج ۸ ص ۴۷ سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹۸) اور حدیث مرسل ازروئے تحقیق ساقط الاعتبار ہے خصوصاً جب کہ وہ احادیث صحیحہ کے خلاف ومعارض ہو لیکن احناف ومالکیہ کے یہاں مرسل حدیث مطلقاً حجت ہے اس لیے امام ابن جزم نے ان سے مطالبہ کیا ہے کہ اپنے اصول کے مطابق اس حدیث مرسل پر عمل کریں اگر نہیں کرتے تو تم اپنے اصول کو توڑنے کا ارتکاب کرتے ہو۔ (المحلی ج ۸ ص ۴۷-۴۶)

ابوامامہ سعد بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ:

''كان المسلمون يشتري أحدهم الأضحية فيسنها ويذبحها في آخر ذي الحجة''

یعنی: ایک مسلمان قربانی کے جانور خرید لیا کرتا اور انھیں موٹا بناتا تھا پھر انھیں ذی الحجہ کے آخر میں ذبح کرتا تھا۔ (سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹۸-۲۹۷، فتح الباری بحوالہ مستخرج ابی نعیم ج ۱۰ ص ۱۰) [1]

ابوامامہ سعد بن سہل وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے زیادہ

---

[1] معرفة السنن والآثار للبيهقي ۷/۲۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ یہ ثابت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔ (اصابہ ج ۱ ص ۹۷)

ظاہر ہے کہ موصوف نے صرف ایک مسلمان کا یہ معمول بتلایا ہے کہ وہ آخری ذی الحجہ میں قربانی کرتا تھا، وہ مسلمان صحابی بھی ہوسکتا ہے اور تابعی بھی اور یہ معلوم ہے کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ایک صحابی و تابعی یا متعدد تابعی و تابعین کا عمل ان کا ذاتی عمل ہے دوسروں کے لیے دلیل شرعی نہیں ہے، امام احمد نے ابو امامہ والی اس روایت کو "عجیب" بھی کہا ہے (زاد المعاد و فتح الباری)[1]

اس مسئلہ میں ایک تیسرا قول یہ ہے کہ قربانی دس دن تک کی جاسکتی ہے یعنی دسویں ذی الحجہ تا انیس ذی الحجہ۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ سات دن قربانی کی جاسکتی ہے یعنی دسویں ذی الحجہ کو اور اس کے بعد چھ دن مزید بلفظ دیگر دسویں تا سولہویں ذی الحجہ تک، یہ قول امام قتادہ کا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۸)

پانچواں قول ہے کہ منیٰ میں تو تین دن تک قربانی مشروع ہے، یہ جابر بن زید وغیرہ کا مذہب ہے۔ (المحلی ج ۸ ص ۴۳، شرح مسلم للنووی، فتح الباری وغیرہ)

چھٹا قول اس سلسلے میں یہ ہے کہ قربانی تین دن مشروع ہے دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو یہ قول احناف و مالکیہ اور امام احمد کا ہے۔

اور ساتواں مذہب یہ ہے کہ صرف دسویں ذی الحجہ کو قربانی مشروع ہے اور ہم بتلا آئے ہیں کہ یہ قول نص قرآنی اور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہونے کے سبب مردود ہے، تین دن قربانی کی مشروعیت پر کوئی بھی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ نہ صحیح نہ حسن، نہ مرسل نہ ضعیف، اس کے باوجود بعض احناف کا دعویٰ ہے کہ تین دن کی قربانی کی

---

[1] فتح الباری ۱۰/۱۰، زاد المعاد میں امام احمد کا یہ قول نہیں ملا۔ اللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروعیت پہ صحابہ کا اجماع ہے حتیٰ کہ ابن بنت نعیم نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ تین دن قربانی کی مشروعیت پر پوری امت کا اجماع تھا اس اجماع کو سب سے پہلے توڑنے والے نعوذ باللہ امام شافعی ہیں۔ (الجوہر النقی مع سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۷)

اس دعویٰ کا مکذوب و باطل ہونا مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہے، امام شافعی کی ولادت و پیدائش سے بہت پہلے صحابہ و تابعین اور اتباع تابعین میں سے بہت سارے لوگ تین دن قربانی کی مشروعیت کے خلاف موقف رکھتے تھے جیسا کہ ہماری مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہے، اسی بنا پر امام ابن حزم نے کہا کہ:

"وقد ذكرنا قضايا عظيمة خالفوا فيهما جماعة من الصحابة لا يعرف لهم منهم مخالف، فكيف ولا يصح شئ ماذكرنا إلا عن انس وحده على ما بينا قبل وإن كان هذا إجماعاً فقد خالف عطاء وعمر بن عبدالعزيز والحسن و الزهري وأبو سلمة بن عبدالرحمٰن وسليمان بن يسار الاجماع، وتف لكل اجماع يخرج عنه هولاء"

یعنی: ہم بہت سارے بڑے بڑے مسائل کا ذکر کر چکے ہیں جن میں احناف و مالکیہ نے صحابہ کرام کی پوری جماعت کی مخالفت کر رکھی ہے، اختلاف کرنے والے کسی صحابی کا علم نہیں پھر زیرِ بحث مسئلہ کو کیونکر اجماعی کہا جا سکتا ہے جب کہ صرف ایک صحابی حضرت انس اس کے موافق ہیں اور ایسی بات کو اجماع کہنا افسوسناک ہے جس سے عطاء بن ابی رباح عمر بن عبدالعزیز حسن بصری و زہری وغیرہ جیسے اکابر اختلاف رکھتے ہوں۔ (المحلی ج ۸ ص ۴۶)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تین دن قربانی کی مشروعیت پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور صحابہ میں سے صرف حضرت انس تین دن قربانی کی مشروعیت کے قائل تھے، بدعویٰ کوثری امام ابوحنیفہ اور علمائے احناف حضرت انس کو غیر فقیہ قرار دیتے تھے۔ (تانیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکوثری مع حواشی ص ۸۰ والترحیب)

حدیثِ نبوی ﷺ کے خلاف کسی مسئلہ میں ایسے صحابی کے قول کی تقلید بھلا حنفی فقہا کے لیے کب جائز ہے جو ان کے دعویٰ کے مطابق فقیہ نہ ہوں؟ حضرت انس کے علاوہ جس صحابی کی طرف تین دن قربانی کی مشروعیت کا انتساب کیا گیا وہ انتساب بتصریح امام ابن حزم از روئے تحقیق غلط ہے۔ (ملاحظہ ہو المحلی ج ۸ ص ۴۳)

صحیح حدیث کے خلاف کسی صحابی کا عمل وقول حجت نہیں خصوصا جب کہ اس صحابی کے خلاف حدیث پر عمل کرنے والے صحابہ وتابعین کی کثرت ہو۔

حاصل یہ کہ چار دن قربانی کی مشروعیت حدیثِ نبوی ﷺ اور متعدد صحابہ وتابعین کے اقوال سے ثابت ہے اور اس کے خلاف دلیل شرعی سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصّواب

محمد رئیس ندوی استاذ مرکزی دار العلوم بنارس

۱۳ دسمبر ۱۹۸۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قصہ ایامِ قربانی کا

(المعروف بہ ایام قربانی کتنے دن؟)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر (طبع اول)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد

اہل حدیث اور اہل الرائے کے درمیان زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے ہمارے ملک ہندوستان میں یہ اختلافات کچھ زیادہ ہی شدید نظر آتے ہیں۔ اہل الرائے چوں کہ تقلید شخصی کے قائل ہیں جس کی وجہ سے ان میں تعصب کی بیماری بدرجہ اتم موجود ہے۔ مقلدین حنفیہ نے تعصب ونفرت ہی کی وجہ سے دوسرے مکاتب فکر اور ائمہ ھدیٰ پر الزامات واتہامات لگائے اور ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے، یہ سلسلہ کافی طویل ہے۔

آج کل غازی پور، یوپی کے ایک متعصب ومتشدد حنفی مقلد مولوی ابوبکر غازی پوری نے حنفی مذہب کی اندھی حمایت وتائید میں اہل حدیث مسلک اور اہل حدیث علماء پر طرح طرح کی الزام تراشیوں اور بہتان بازیوں کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اہل حدیث علماء کی کتابوں سے عبارتوں کو کاٹ چھانٹ کر بیان کرنا اور ان کا من مانا مطلب اخذ کرنا مقلد غازی پوری نے اپنا فریضہ سمجھ لیا ہے۔

مقلد ومتعصب مولوی ابوبکر صاحب نے اپنے دوماہی رسالہ زمزم کے چوتھے شمارے میں ایام قربانی کے موضوع پر بحث کی ہے، جس میں اہل حدیث کے چار دن ایام قربانی کے موقف کو غلط بتایا ہے جب کہ ائمہ اربعہ میں امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا مسلک بھی چار دن قربانی کا ہے، یہ مقلدین چاروں اماموں کے حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا چار دن کی قربانی کا موقف حق و درست ثابت ہوتا ہے، اب اگر یہی موقف اہل حدیث نے احادیث صحیحہ کی بنیاد پر اختیار کیا ہوا ہے تو یہ حنفی مقلد مولوی ابوبکر غازی پوری اس حق کی تردید کیوں کر رہے ہیں؟ کیا حق کی تردید وتغلیط کرنا کسی ایماندار آدمی کا کام ہوسکتا ہے؟

حق کی تائید وحمایت اور مقلد ومتعصب ابوبکر غازی پوری کی تردید میں جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ حدیث محقق عالم دین حضرت مولانا محمد رئیس ندوی حفظہ اللہ نے زیر نظر کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مقلد غازی پوری کی اہل حدیث مسلک کے بارے میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ رب العالمین ہم سب کو حق پر قائم ودائم رکھے اور اس کتاب کے مؤلف کو صحت وعافیت سے نوازتے ہوئے انھیں مزید دین حق کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔[1] وصلی اللہ علی النبی والحمد للہ رب العالمین۔

شکیل احمد میرٹھی

[1] واحسرتا کہ اب شیخ رئیس ہمارے درمیان نہیں رہے اور وہ اس دارِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر انھیں فائز فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایامِ قربانی

اہلِ اسلام میں جب سے طریق اسلاف کے بالمقابل تقلید پرستی کی تولید وتخلیق بذریعہ مخالفین اسلاف چوتھی صدی ہجری کے بعد بصورتِ مذہب ومسلک ہوئی ہے، تب ہی سے تقلید پرستی کی تولید وتخلیق کرنے والوں اور ان کے حامیوں، وفادار و پرستار لوگوں نے مسلک سلف اور مسلک سلف سے منسلک لوگوں کے خلاف محاذ آرائی کے متعدد دروازے کھول رکھے ہیں۔ کچھ دنوں سے ہمارے ملک ہندوستان میں ابوبکر غازی پوری بھی مسلک سلف کے خلاف محاذ آرائی میں حامیانِ تقلید کی ہر طور حوصلہ افزائی سے بڑے طنطنے اور عزم وحوصلے کے ساتھ پوری سرگرمی سے شامل ہوگئے ہیں اور انھوں نے کچھ دنوں سے بنام زمزم ایک دو ماہی پرچہ بھی اس دعویٰ کے ساتھ نکالنا شروع کردیا ہے کہ ہم سلفی مسلک وسلفی افراد کا خاتمہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

غازی پوری صاحب نے اس پندرھویں صدی میں معلوم نہیں کس بل بوتے پر سلفیت کے خلاف یہ طنطنہ وشور وغوغا شروع کیا ہے جب کہ ایک ہزار سال سے زیادہ ہوئے کہ پرستارانِ تقلید سلفیت کو ڈائنا میٹ کرنے کی متحدہ کوشش کررہے ہیں، مگر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشین گوئی کے مطابق پرستارانِ تقلید سلفیت کا ایک بال بھی بیکا نہ کرسکے اور اپنی اس درگت کا مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی ابوبکر غازی پوری صاحب سلفیت کو مٹانے پر کمربستہ ہوکر جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

بھاری رقوم اور وسائل کے ذریعہ ان کا اور ان کی پشت پناہی و معاونت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساعدت کرنے والوں کا حشر بھی دنیا دیکھ لے گی بلکہ دیکھ رہی ہے، اگر نشۂ تقلید پرستی میں بدمست ہونے کے سبب موصوف اور ان کے مساعدین کو حقیقت حال نظر نہ آئے اور اپنی بے حسی کے باعث احساس نہ ہو تو اس طرح کے بہت سارے لوگ دنیا میں ظاہر ہو کر اپنے انجام کی حالتِ زار دیکھ کر فنا ہو چکے ہیں، پھر بھی اگر کوئی شخص بے حیائی پر اتارو ہو کر اپنی فریب کاریوں کے ذریعہ فریب خوردہ لوگوں سے مال ومنال اور رسوا کن شہرت کی خاطر سلفیت کے خلاف غوغا آرائی کرنے پر انجام کار سے بے خبر رہتے ہوئے کمر بستہ رہے تو ایسا ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

اپنے زہد وتقویٰ کا منافقانہ ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے کسی طرح نہ تھکنے والے غازی پوری صاحب کی ادنیٰ ترین منافقت یہ ہے کہ اپنے دسائس واکاذیب کو پھیلانے کے لیے اپنے آلاتِ تقلید پرستی کے مجموعہ کا نام موصوف نے "مکتبہ اثریہ" رکھ چھوڑا ہے، جو سلفیت کا مترادف لفظ ہے مگر یہ سب کرنے والوں سے ہماری گزارش ہے کہ:

جسے تم کوستے ہو عمر اس کی روز بڑھتی ہے
تمہیں سب کچھ تو آیا کوسنا اب تک نہیں آیا

اپنے ایجاد کردہ تقلیدی ہتھکنڈوں میں سے ایک ہتھکنڈے کا نام دو ماہی "زمزم" رکھا، جو حقیقت میں زمزم کے بجائے غیر ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب سے بھی گندا ہے، اس کے شمارہ نمبر ۴، رجب وشعبان ۱۴۱۹ھ ص ۳۱ قربانی کے تین دن یا چار دن کے عنوان کے تحت موصوف نے بارہ صفحات از ص ۲۱ تا ۳۲ سیاہ کر کے اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں مزید اضافہ کیا ہے اور اصل موضوع پر بہت کم مگر عیاری ومکاری وتلبیس کاری والی باتیں لکھی یا موضوع سے غیر متعلق سلفیت کے سب وشتم پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی اور تقلیدی بدمستی کا یہ عالم ہے کہ صرف ایک ہی سلفی ماہنامہ مجلہ محدث میں اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درگت بذریعہ عزیزم محترم ڈاکٹر شیخ رضاء اللہ مبارکپوری اور شیخ اصغرعلی بن امام مہدی کی متین وسنجیدہ و پختہ تحریریں دیکھنے پر بھی ذرہ برابر حس وحرکت پیدا ہونے کے بجائے یہ بدمستی بڑھتی جارہی ہے، مگر عوام وخواص موصوف غازی پوری اینڈ کمپنی کی طرح بے حس و بدہوش نہیں ہیں جو طرفین کی تحریروں کا موازنہ نہ کرسکیں۔

افسوس کہ ہماری کتاب ضمیر کا بحران، اللمحات إلی ما فی أنوار الباری من الظلمات اور تنویر الآفاق کا مطالعہ کرنے کے باوجود بھی موصوف کی تقلیدی بدمستی وبدہوشی و بے حسی میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔

ہم "قراۃ فاتحہ خلف الامام" کے موضوع پر اپنے ایک فتویٰ مطبوع ماہنامہ محدث بنارس مئی ۱۹۹۲ اور اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز مطبوع ۱۹۹۶ ص ۲۷۴ و ص ۲۷۶ میں اپنے تحریری دعویٰ کے مطابق مستقل کتاب لکھ رہے ہیں، جس میں موقفِ حق وصواب کے مخالفین کی حقیقت واضح کی جارہی ہے یہ کتاب قریب التکمیل ہے مگر ہمارے پاس غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان جیسے لوگوں کی طرح طباعت کے لیے لوٹ کھسوٹ والا سرمایہ نہیں۔

لعل اللہ یحدث بعد ذلك امراً

موصوف ابوبکر غازی پوری نے اپنے اس مضمون کے شروع میں یہ ظاہر کیا ہے کہ انھیں مالیگاؤں سے موصول ہونے والے خط میں "غیر مقلدین" کے اس پروپیگنڈہ اور مقلدین کو ورغلانے کا شکوہ ہے کہ احناف جو تین دن قربانی کرتے ہیں وہ خلاف حدیث ہے کیونکہ حدیث میں ایامِ قربانی چار مذکور ہیں۔ پھر کیا تھا! موصوف کو سلفیت پر بم باری کا ایک اور منحوس موقع مل گیا اور انھوں نے پہلے یہ شکوہ کیا کہ "غیر مقلدین کی احناف پر اتنی کرم فرمائیاں ہیں کہ ان کی کس کس بات کا جواب دیا جائے۔ تقلیدان کے یہاں شرک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، مقلدین مشرک ہیں، مشرکین سے قدم قدم پر یہ سوال کرنا کہ اپنے عمل کی کتاب و سنت سے دلیل پیش کرو ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آتا الی آخر ما ھذیٰ و لغیٰ و طغیٰ۔

تقلید کی بدمستی میں بھلا ہوش و گوش و حواس کہاں برقرار رہتے ہیں کہ تقلید پرست کوئی، تک کی بات کر بھی سکے، ورنہ حقیت امر یہ ہے کہ ہمیشہ سے یعنی اپنی تولید و تخلیق کے زمانہ ہی سے اہلِ حدیث پر مقلدین کی چیرہ دستیوں اور درندگی والی حرکتوں کا بڑی کثرت سے تسلسل قائم ہے اور روز بروز یہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے، کیوں کہ قرب قیامت میں تقلید پرستی کی ہلاکت خیزیوں کے بہت بڑھ جانے کی نبوی پیشین گوئی بھی موجود ہے جیسا کہ ہماری اس کتاب میں اس کا بیان آگے چل کر کیا گیا ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ جو ہم نے اپنی کتاب ضمیر کا بحران میں لکھا ہے کہ "فرقہ دیوبندیہ" کے مشہور امام وصی احمد سورتی نے جامع الشواہد فی اخراج الوھابین عن المساجد کتاب لکھی، دوسری کتاب دیوبندی امام عبدالقادر لدھیانوی نے انتظام عن المساجد باخراج اہل الفتن عن المساجد اور تیسری کتاب دیوبندی امام نبی بخش حلوائی نے اخراج المنافقین عن المساجد وغیرہ لکھیں جن میں متفقہ طور پر اہلِ حدیث کو کافر، منافق، مرتد، لامذہب، اہلِ شر و رفتن، واجب القتل و مباح الدم قرار دیا۔ تفصیل کے لیے ضمیر کا بحران ص ۳۸۳ تا ص ۳۸۷ بلکہ پوری کتاب دیکھیں۔

فلعنۃ ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنفی

بھلا کن لوگوں کا مؤقف ہے؟ یہ جاننے کے لیے ضمیر کا بحران دیکھیے۔

جب تقلید پرست احناف اپنے کو اہلِ اسلام کہتے ہیں اور اسلام کی بنیاد کتاب و سنت پر قائم ہے فرقہ دیوبندیہ اپنے کو جس مذہب ولی اللّٰہی پر چلنے والا بتلاتا ہے اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف طور پر تقلید پرستی کو مفاسد آخریں اور شرک کہا ہے (ضمیر کا بحران ص ۳۸۹ تا ۳۹۲) شاہ ولی اللہ نے کہا:

"اصول الشرع اثنان آیة محکمه أو سنة قائمة لا یزید علیها فالرأی فی الدین تحریف" ضمیر کا بحران، ص ۴۰۳ بحوالہ "پوری کتاب قابلِ دید"[1] کتاب وسنت سے مختلف موقف رکھنے والے ان مقلدین سے کیوں نہ ان کے مقلدانہ مسائل پر قدم قدم پر دریں صورت کتاب وسنت سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

یہود و نصاریٰ جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درحقیقت تقلید پرست ہی تھے اور توراۃ و انجیل پر عمل کے مدعی تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن مجید میں ان تقلید پرست یہود و نصاریٰ سے بار بار مطالبہ کیا گیا کہ اپنے مقلدانہ مسائل پر تورات و انجیل سے دلیل پیش کرو، ان مقلدین سے مذکورہ قسم کے سلفی مطالبات ان ہی قرآنی آیات کے احکام کی تعمیل ہے، اس پر تقلید پرست غازی پوری کا برھم و برافروختہ ہونا دراصل یہود و نصاریٰ کی تقلید ہے۔ سلفی لوگ صرف انھیں مقلدین پر مشرک ہونے کا حکم لگاتے ہیں جن پر قرآن مجید نے ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (پ ۱۰ سورۃ التوبۃ ۳۱) کا حکم لگایا ہے، تمام مقلدین پر یہ سلفی حکم نہیں لگایا جاتا تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب: ضمیر کا بحران وغیرہ۔

اپنے قائم کردہ عنوان سے بدعنوانی کرتے ہوئے یہاں پر تقلید پرست غازی پوری نے "غیر مقلدین" خصوصاً پاکستانی سلفی محقق پر لغوطرازی کی ہے، اس کا مسکت جواب تو اسی پاکستانی سلفی محقق کی کتاب مذکور میں موجود ہے، تقلید کی بدمستی میں مدہوش تقلید پرست کو نظر نہیں آئے تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بہت ساری مخلوقات پیدا

[1] عبارت محذوف معلوم ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رکھی ہیں جنھیں کچھ نظر نہیں آتا، چمگادڑ و بوم کو اگرچہ دن میں سجھائی نہیں دیتا مگر رات میں سجھائی دیتا ہے پھر بھی شیخ سعدی نے کہا:

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشم آفتاب راچہ گناہ

اور اللہ تعالیٰ کی جن مخلوقات کو نہ دن میں سجھائی دیتا ہے نہ رات میں ان پر کون سا شعر فٹ کیا جائے؟ ہم مولانا رومی کی مثنوی کے دو ایک شعر یہاں نقل کرتے ہیں:

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث
جزو طمع سود مراد آں خبیث
آں مقلد ہست چوں طفل علیل
گرچہ دارد باریک دلیل

اور شیخ سعدی نے یہ بھی کہا:

عبادت بہ تقلید گمراہی است

یعنی: مقلد کی تقلید کی بنیاد پر کی گئی ساری عبادت ضلالت ہیں، اس مفہوم کی بات کو مولانا روم نے اس طرح کہا ہے:

زانکہ تقلید آفت برنیکو است
کہ بود تقلید اگر کوہ قوی است

ملاحظہ ہو ہماری کتاب ضمیر کا بحران، ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۷

سلفیت و سلفی مسلک و سلفی افراد کو تقلید پرستوں پر ظلم ڈھانے والا بتلاتے ہوئے تقلید پرست غازی پوری نے کہا:

"سلفیت کے نام سے خارجیت نے نیا جنم لیا ہے خوارج نے اپنے سوا تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر کے دم لیا تھا اور آج یہی سلفی نام کے خوارج کر رہے ہیں الی ان قال، چوہیا نے اپنے سر پر ملکہ برطانیہ کا تاج رکھا ہے۔" (زمزم شمارہ مذکور ۲۲ تا ۲۳)

جس تنابز بالالقاب کی قرآن مجید نے بہت زیادہ مذمت کی ہے اسی کو غازی پوری اور ان کے سرپرست و معاونین اپنا دین و مذہب اور اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے اہلِ حدیث پر طعن و تشنیع کرنے والوں کو اہلِ بدعت، مقلدین احناف کو فرقۂ ضالہ "مرجیۂ" اور کفارِ مکہ کی سنت پر عمل پیرا بتلایا ہے کہ جس طرح مشرکین مکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر، شاعر و مجنون وغیرہ کہتے تھے اسی طرح اہلِ بدعت اہلِ حدیثوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ضمیر کا بحران از ص ۹ تا ص ۳۵ و ص ۲۲۷ تا ص ۲۴۱ و مابعدہا)

تقلید پرست غازی پوری نے اصل موضوع پر کلام سے پہلے کہا ہے:

ایامِ قربانی کی بات تو الگ ہے "غیر مقلدین" کا کہنا ہے کہ قربانی کی فضیلت پر کوئی حدیثِ صحیح نہیں، مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمان مبارکپوری فرماتے ہیں کہ ابن العربی نے جو بات کہی ہے کہ فضیلت قربانی پر کوئی حدیث صحیح نہیں ہے ابن العربی کی وہی بات صحیح ہے۔ بس اولاً غیر مقلدین یہ بتلائیں وہ قربانی کیوں کرتے ہیں جب کہ اس کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں؟

ثانیاً یہ بتلائیں کہ غیر صحیح حدیث پر عمل کے جواز میں کون سی صحیح حدیث ہے؟ فضیلت قربانی کی بابت آپ کے اکابر کی یہ صراحت ہے کہ کوئی صحیح حدیث نہیں لیکن قربانی کا عمل آپ کے یہاں متوارث ہے اس کی بنیاد جب صحیح نہیں تو آپ کا عمل غیر صحیح حدیث پر ہے لہٰذا آپ بتلائیں کہ غیر صحیح حدیث پر عمل کے جواز پر کون سی صحیح حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے پاس ہے اور وہ کس کتاب میں ہے؟ چوہیا جب ملکۂ برطانیہ کا تاج سر پر رکھتی ہے تو انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے۔ الخ (زمزم شمارہ مذکورہ کا ماحصل ص ۲۳ تا ۲۴)

ہم کہتے ہیں کہ جہل مرکب کے شکار جن کا حال یہ ہوتا ہے کہ

آں نداند و بد اند کہ بداند

در جہل مرکب ابد الدھر بماند

اور وہ جہل مرکب کی بھول بھلیوں میں ہمیشہ تقلیدی بدمستی و مدہوشی و خبط الحواسی میں بری طرح گرفتار ہونے کے باوجود دینی، علمی و تحقیقی قیادت و سیادت کے تاج سے بذریعہ جہال سرفراز کر دیئے جاتے ہیں تو نبوی پیش گوئی کے مطابق نتیجہ یہ ہوتا ہے:

”إن اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد و لکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما، اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا“

یعنی: ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ بندوں سے علم چھین کر علم کا خاتمہ نہیں کرے گا بلکہ علماء کا خاتمہ کر کے (انھیں موت دے کر) علم کا خاتمہ کرے گا، جب علماء نہیں رہ جائے گے تو لوگ جاہلوں اور اجڈ و غنڈہ قسم کے لوگوں کو عالم سمجھ کر اپنا قائد و پیشوا بنالیں گے۔ ان اجڈ غنڈہ قسم کے بظاہر علماء نما جاہلوں سے دینی مسائل لوگ پوچھیں گے، یہ جہا لمطلق علم کے بغیر اپنی رائے سے جاہلانہ فتاویٰ دیں گے اس طرح خود تو گمراہ ہوں گے ہی مگر اپنے معتقدین و متوسلین کو بھی گمراہ کر ڈالیں گے، خود تو ڈوبیں گے ہی اوروں کو بھی لے ڈوبیں گے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری باب کیف یقبض العلم حدیث (۱۰۰) ج ۱ ص ۱۹۴، ۱۹۵، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة! باب ما یذکر من ذم الرأی و تکلف القیاس حدیث (۷۳۰۷) ج ۱۳ ص ۲۸۲ تا ۲۸۸، صحیح مسلم ومتعدد کتب حدیث)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث صحیحین کی ہے جو دوسری کتب حدیث میں بھی متعدد طرق سے مروی ہونے کے باعث متواتر المعنی ہوجاتی ہے، اسے تقلید پرست غازی پوری غیر صحیح نہیں کہہ سکتے، مگر یہ بعید بھی نہیں کہ اپنے جہل مرکب سے مجبور ہوکر اسے بھی غیر صحیح کہہ بیٹھیں۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ جوں جوں قیامت قریب آتی جائے گی علم کی قلت اور جہل کا غلبہ ہوتا جائے گا۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ "ولا یبقی الا المقلد الصرف" یعنی جب قیامت زیادہ قریب آجائے گی، تو صرف تقلید پرست لوگ ہی باقی رہ جائیں گے۔ (فتح الباری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ زیرِ حدیث (۷۳۰۷) ج ۱۳ ص ۲۸۷)

اس حدیث نبوی ﷺ میں غازی پوری جیسے غالی و جامد تقلید پرستوں کے لیے بشارت ہی بشارت ہے کہ قرب قیامت میں غازی پوری جیسے تقلید پرستوں ہی کا وجود ہوگا اور سلفی لوگ دنیا سے ناپید ہوجائیں گے، جس سے غازی پوری جیسے تقلید پرستوں کی دلی مراد پوری ہوجائے گی لیکن ابھی تو دنیا میں بہت سارے سلفی لوگ ہیں، جو غازی جیسے تقلید پرستوں کے لیے بہت زیادہ دردِ سر بنے ہوئے ہیں اور ان کی راہ کا روڑا بھی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ۝﴾ (پ ۱۹ سورۃ الشعراء: ۵۴ و ۵۵ و ۵۶)

یعنی: "فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ یہ اہلِ اسلام (بنو اسرائیل) تعداد میں بہت تھوڑے سے لوگ ہیں، مگر ان تھوڑے سے لوگوں نے ہماری ناکوں میں دم کر رکھا ہے اور ہم سب کے سب لوگ ان سے خوف زدہ ہیں۔"

آخر اکثریت کے نشہ میں بدمست فرعون اور اس کے حامیوں کا جو حال ہوا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں بہت تفصیل سے موجود ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تقلید پرستی کا ظہور وشیوع علاماتِ قیامت میں سے ہے، جس پر غازی پوری جیسے تقلید پرست بہت نازاں وفرحاں ہیں، علم یعنی عدم تقلید پرستی کی مغلوبیت کو جہل یعنی تقلید پرستی کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علاماتِ قیامت میں سے بہت صاف صاف کہا گیا ہے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب العلم، باب رفع العلم و ظهور الجهل حدیث ۸۰ تا ۸۱ و حدیث ۵۲۳۱ تا ۵۵۷۷ و حدیث ۶۸۰۸، صحیح مسلم و عام کتب حدیث)

تقلید پرست غازی پوری کا جہل مرکب اس قدر ٹھوس و پختہ ہے کہ ایک سلفی محدث صاحبِ تحفۃ الاحوذی (شرح ترمذی) نے اپنی تحقیق سے امام ابن العربی کی موافقت کرتے ہوئے کہہ دیا کہ فضیلت قربانی میں کوئی صحیح حدیث نہیں تو غازی پوری صاحب پوری سلفی جماعت (جو چوتھی صدی ہجری تک مقلدین کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہی اس کے بعد جوں جوں قیامت قریب آنے لگی غازی پوری جیسے تقلید پرستوں کے ہاتھوں اذیتیں اٹھاتی رہی مگر تقلید پرستی کے سامنے کبھی جھک نہ سکی بلکہ غالب و بالاتر رہی) پر اپنی تقلیدی نیش زنی پر اُتارُو ہو گئے۔

اجی تقلید پرست صاحب! جس امام ابن العربی کی موافقت اپنی تحقیق سے شارح ترمذی نے کی ہے انھیں سارے مقلدین تقلید پرست ہی کہتے ہیں، "الدیباج المذھب و ترتیب المدارك" وغیرہ کتب میں ان کا ترجمہ دیکھیے، اس پر تو آپ کو فخر کرنا چاہیے کہ ایک نامور سلفی امام محدث نے بھی آپ جیسے تقلید پرست کی موافقت کر دی ہے، ایسا کرنے پر تمام اہلِ حدیثوں پر تقلیدی بمباری کیا معنی رکھتی ہے، تقلیدی بدمستی سے مخبوط الحواس غازی پوری اپنے تقلیدی بھائی امام ابن العربی پر کیوں زبان طعن نہیں دراز کرتے؟

لطف یہ کہ دعویٔ تقلید پرستی کے باوصف یہ تقلید پرست صاحب میدانِ تحقیق میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتر نے کے مزاعم فاسدہ واوہام کا ذبہ رکھتے ہیں، جن کو اتنی بھی سدھ بدھ نہیں کہ قربانی کی فضیلت میں کسی صحیح حدیث کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ قربانی شریعت مطہرہ میں مشروع نہیں ہے، دریں صورت قربانی کی مشروعیت کا قائل و فاعل ہونے کے لیے کسی ایسی صحیح حدیث کو پیش کرنے کی ذرہ برابر حاجت نہیں کہ فضیلت قربانی میں وارد ہونے والی غیر صحیح حدیث پر عمل کے جواز کے لیے اہلِ حدیث اسے بطور دلیل نقل کریں، جو شخص اس قدر نشۂ تقلید میں بدمست بد ہوش ہو، وہ کسی دینی، علمی تحقیقی مسئلہ پر مقلد ہونے کے باوجود داد تحقیق دینے بیٹھ جائے تو حیرت ہی حیرت ہے!

نشۂ تقلید میں مخبوط الحواس ابوبکر غازی پوری کو سورۂ کوثر جیسی صغیر ترین سورت میں وارد شدہ اس فرمان الٰہی کی بھی خبر نہیں کہ:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ جس کی تفسیر میں عام کتب تفسیر میں مرقوم ہے کہ:

"والصحيح القول الأول المراد بالنحر ذبح المناسك ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي العيد ثم ينحر نسكه، و يقول: من صلى صلوتنا ونسك نسكنا فقد اصاف النسك الخ"

یعنی: اس آیت میں واقع صیغہ امر والے لفظ ﴿انْحَرْ﴾ کا صحیح معنی یہ ہے کہ قربانی کے جانور ذبح کیے جائیں۔ بنا بریں ہمارے رسول ﷺ اس حکم قرآنی کی تعمیل کرتے ہوئے نماز عید الاضحیٰ سے فارغ ہو کر قربانی کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کو اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر وعام کتب تفسیر)

تفسیر ابن کثیر اور عام کتب میں مذکورہ بالا جو حدیث منقول ہے اس کے لفظ ﴿انْحَرْ﴾ کے معنی قربانی کرنے کے ہیں، وہ حدیث معنوی طور پر عام کتب حدیث میں تواتر کے ساتھ مروی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قربانی کا حکم دیا گیا ہے، قرآنی لفظ ﴿انْحَرْ﴾ کا معنی قربانی کا حکم دیا جانا جو مذکورہ بالا احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم متواترہ میں بتلایا گیا ہے اس سے لازم نہیں آتا ہے اس قرآنی لفظ کے دوسرے معانی احادیث میں نہیں بتلائے گئے ہیں بلکہ بعض احادیث میں اس لفظ کا معنی نماز میں بحالت قیام سینے پر ہاتھ باندھنا اور بعض دوسری احادیث میں بوقت تحریمہ اور رکوع کے لیے جھکنے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے سینہ کے اوپری حصہ کے محاذات میں کندھوں تک رفع الیدین بتلایا گیا ہے۔ جس کی تفصیل مع تحقیق ہماری دوسری کتابوں میں ہے، دوسرے قرآنی ارشاد میں کہا گیا ہے:

﴿وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (پ ۱۷ سورۃ الحج: ۲۸)

یعنی: اہلِ ایمان قربانی کے مقررہ ایام میں بسم اللہ و ذکر اللہ کر کے پالتو چوپایہ جانوروں میں سے انھیں اللہ تعالیٰ نے جس قدر بہرور کیا ہے قربانی کریں۔ یہ فرمانِ قرآنی قربانی کے مشروع ہونے پر بالا جماع نص قاطع ہے اور مقلد غازی پوری کی تکذیب بھی کرتا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو ہماری کتاب غایة التحقیق فی تضحیة ایام التشریق ص ۱۶ و ۱۷ و عام کتب تفسیر خصوصاً تفسیر قرطبی سورۃ بقرہ ج ۳ ص ۲، نیز فرمان ربانی ہے کہ:

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (پ ۱۷ سورۃ الحج: ۳۴)

یعنی ہم نے ہر امت کے لیے "منسک" بنایا ہے، مراد قربانی سمیت حج کے تمام احکام وقوانین بنائے ہیں لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے بھی قربانی کرنے کا حکم ہم نے دیا ہے۔ اس لیے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لوگ بھی اُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوپائے جانوروں کی قربانی ذکر الٰہی کر کے یعنی بسم اللہ واللہ اکبر نیز دیگر دعائیں پڑھ کر کریں۔ جن سے ہم نے انھیں بہرور کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ بھی قربانی کی مشروعیت پر نص قاطع اور ابوبکر غازی پوری جیسے نشۂ تقلید میں مدہوش ومخبوط الحواس کی تکذیب کنندہ ہے۔ چوتھا فرمان ربانی ہے کہ:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ﴾

پانچواں فرمان ربانی یہ کہ:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ﴾

(پ ۱۷ سورۃ الحج: ۳۷)

چوتھا فرمان صراحتاً اور پانچواں التزاماً مشروعیت قربانی پر نص قاطع ہے۔

چھٹے قرآنی ارشاد میں جو یہ کہا گیا ہے:

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝﴾ (پ ۲۳ سورۃ الصافات: آیت ۱۰۷ تا ۱۰۸)

اس کا مطلب ہمارے نزدیک بعض تفسیروں کے مطابق یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام کو ذبح یعنی قربانی کرنے کے جس حکم الٰہی کی تعمیل باپ بیٹے مل کر کر رہے تھے، اس ذبح اسماعیل کا جو فدیہ اللہ تعالیٰ نے "ذبح عظیم" سے دیا، اس سے مراد اس زمانہ سے لے کر زمانہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک بلکہ آپ کی امت کو قربانی کرنے کا حکم تا قیامت دیا ہے جس پر قرآنی آیت: ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝﴾ بھی دلالت کرتی ہے کہ قربانی اسماعیل علیہ السلام کی یادگار اللہ تعالیٰ نے "آخرین" مراد امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رواج قربانی کے ذریعہ برقرار رکھا، یعنی کہ ہمارے نزدیک یہ دونوں قرآنی آیات بھی قربانی کے مشروع ہونے کی دلیل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان قرآنی آیات سے قربانی کی مشروعیت ثابت ہے اور اس کی تفسیر نبوی وتفسیر صحابہ وتابعین واسلاف سے بھی ثابت ہے، پھر سلفی لوگوں سے تقلید کی دیوی کے پرستار غازی پوری جیسے اسیر تقلید کو یہ پوچھنے کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ غیر صحیح حدیث پر جواز عمل کی دلیل حدیث صحیح سے پیش کریں؟ سچ کہا اسیر تقلید غازی پوری کے امام طحاوی نے کہ کوئی بلید وغبی، احمق الناس، بصیرت و بصارت سے محروم متعصب شخص ہی مقلد ہوسکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب ضمیر کا بحران ص ۲۳۴)

اس میں شک نہیں کہ تقلید پرستی کی بدمستی میں غرق غازی پوری صاحب نے نہایت مجرمانہ حرکت کا شکار ہوکر کتاب وسنت کے اتباع کے تاج سے اپنے آپ کو بالکل ناجائز طور پر سرفراز بنالیا ہے، اہلِ حدیث نے ملکہ برطانیہ کا تاج ہی نہیں اس کی عالم گیر سامراجیت کا جنازہ نکال ہی کر دم لیا تھا۔ انھوں نے برطانوی ملکہ کا تاج دیکھنا اور چھونا بھی گوارہ نہیں کیا۔ برطانوی حکومت سے غازی پوری صاحب آج بھی اس کی تحقیق کرکے اطمینان خاطر کرسکتے ہیں۔ برطانوی سامراج کی غلامی کو مقلدین خصوصاً ہندوستانی مقلدین ہی نے اپنی بدعنوانی سے اپنے اوپر مسلط کرلیا تھا، جس سے سلفی ہی لوگوں نے مقلدین کو نجات دلائی اور اس نجات کے بعد انھیں مقلدین نے اپنے ہی کو مجاہدین آزادی بنا کر تکذیب حقائق کی نامراد و ناکام کوشش کررکھی ہے، غازی پوری کا ملکہ برطانیہ کا تاج سر پر رکھنے کا سلفی لوگوں پر طعنہ مردودہ کا جائزہ تحقیق کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب ضمیر کا بحران میں لیا ہے، وہ کتاب یعنی ضمیر کا بحران غازی پوری کے بقول غازی پوری کے پاس موجود ہے، اس سے نشۂ تقلید کی بدمستی کسی مناسب دوا سے دور کرکے غازی پوری صاحب تقلید کی عینک اتار کر مطالعہ کرلیں حقیقت آشکار ہوجائے گی، نشۂ تقلید کی بدمستی کی حالت میں موصوف غازی پوری نے کہا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رہی یہ بات کہ مقلدین احناف کے یہاں قربانی کے جو تین دن ہیں ان کا یہ عمل حدیث کے خلاف ہے تو احناف ہی پر یہ نظر کرم کیوں؟ یہی مذہب جمہور کا بھی ہے، صحیح حدیث کے خلاف عمل کا طعنہ جمہور کو کیوں نہیں دیا جاتا؟ امام احمد و مالک کے یہاں بھی ایامِ قربانی تین روز ہیں۔ کیا غیر مقلدین کو اس کا علم نہیں۔“ الی آخر ما طغی و طغی (ما حاصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۴)

ہم کہتے ہیں کہ جہل مرکب اور نشۂ تقلید کے شکار مقلد موصوف اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر کے لیے جہل مرکب و نشۂ تقلید کی بدمستی سے آزاد ہو کر پہلے جمہور کا معنی و مطلب دینی و تحقیقی نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ تمام لوگوں کے بالمقابل حق وصواب والی صراط مستقیم پر چلنے والے فرد واحد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پوری ایک امتِ قانت وحنیف، اللہ کی فرماں بردار اور غیر اللہ سے منحرف قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ ٱجْتَبَىٰهُ وَهَدَىٰهُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَءَاتَيْنَٰهُ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾﴾ (پ ۱۴ سورۃ النحل: ۱۲۰ تا ۱۲۳)

”بے شک حضرت ابراہیم تن تنہا اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور اطاعت شعار ”امت“ تھے، پوری دنیا کے بالمقابل یہ یکسو ہو کر اور سارے لوگوں کے خلاف راہِ حق پر چلنے والے تھے، وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے (جو اپنے گمراہ آباؤ اجداد کے مقلد جامد ہوا کرتے تھے) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدر داں اور شکر گزار تھے، انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا منتخب و چنیدہ بندہ بنا رکھا تھا اور انھیں صراطِ مستقیم پر وہ چلاتا رہا۔ انھیں ہم نے دنیا میں اچھے طور وطریق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومذہب وملت واخلاق حسنہ اختیار کرنے کی توفیق بخشی اور آخرت میں صالحین کے زمرہ میں داخل کیا۔ انھیں ابراہیم حنیف کی (صراطِ مستقیم) کا اتباع کرنے کے لیے اے میرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر وحی نازل کی گئی، جو اپنے آبا وَ اجداد کی تقلید کرنے والے مشرکوں میں سے نہیں تھے بلکہ ان کے بالمقابل تن تنہا اللہ کے اطاعت شعار تھے۔"

تقلید پرست غازی پوری ان آیات کریمات کی روشنی میں جمہور کا معنی ومطلب سمجھنے کی خلوص کے ساتھ کوشش کریں تو امید ہے کہ اوہام پرستی کے شکنجے سے نجات پا جائیں گے۔

ہم نے "ایامِ قربانی" کے موضوع پر ایک مختصر کتاب غاية التحقيق فى تضحية ايامِ التشريق کے نام سے لکھی ہے جسے غیر جانب دار ہوکر اور تقلید پرستی کی عینک اتار کر اخلاص کے ساتھ مطالعہ کی برکت سے مقلد موصوف کو معلوم ہوجائے گا کہ احناف اور ان کے حلیف مقلدین کا موقف ایامِ قربانی کے سلسلے میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرامین مصطفویہ کے بالکل خلاف ہے۔ بند تقلید سے آزاد ہوکر سلفی حریت تحقیق کے دائرہ میں داخل ہوئے بغیر موصوف دین کا کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ بھی صحیح طور پر نہ سمجھ پائیں گے کیوں کہ بقول حافظ ابن عبدالبر "لا فرق بين بهيمة و مقلد" یعنی: مقلد اور چوپایہ جانور کی سمجھ بوجھ میں کوئی بھی فرق نہیں ہے (جامع بيان العلم لابن عبد البر)

کیا مقلد موصوف غازی پوری دین کو صرف چار تقلیدی اماموں میں محصور مانتے ہیں کہ ان میں سے جس موقف کے قائل تین حضرات ہوں وہ جمہور امت کا موقف ہوگیا؟

مقلدین ہی نے تقلیدی اماموں کی تعداد بارہ بتلائی ہے: پانچویں امام اوزاعی، چھٹے امام سفیان ثوری، ساتویں امام ابوثور، آٹھویں امام داوٗد ظاہری، نویں اسحاق بن راھویہ، دسویں امام ابوجعفر، گیارہویں زید بن علی، بارہویں سفیان بن عیینہ، ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اکثر تین دن ایامِ قربانی والے موقف کے مخالف تھے۔ (سیر اعلام النبلاء کی مختلف جلدیں و متعدد کتب اہلِ تقلید)

جس کتاب المغنی لابن قدامہ کی بعض عبارتوں کو استعمال کر کے تقلید پرست غازی پوری نے اس مضمون میں سلفیت کے خلاف مقلدانہ ہرزہ سرائی کی ہے، اسی میں صراحت ہے وہ امام عطاء بن ابی رباح اور امام حسن بصری قربانی کے ایام چار دن بتلاتے تھے۔ (المغنی ج ۱۳ ص ۳۸۶، المحلی لابن حزم ج ۷ ص ۳۷۸ باسانید صحاح و ہماری کتاب ضمیر کا بحران ص ۲۸۰ تا ۲۸۲ و متعدد کتب فقہ و حدیث)

یہ دونوں ائمہ کرام (عطاء بن ابی رباح و حسن بصری) چاروں تقلیدی اماموں بلکہ بارہ تقلیدی اماموں کے بالمقابل کہیں زیادہ علم و فضل میں بلند و بالا ہیں، امام ابوحنیفہ کا ارشاد ہے کہ "میں نے حضرت عطاء سے زیادہ افضل و جامع العلوم کسی کو نہیں دیکھا۔" (اللمحات کے متعدد صفحات)

علاوہ ازیں حافظ ابن حزم اور امام ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ "الأضحی أربعة أيام، يوم النحر و ثلاثة أيام بعده" یعنی: قربانی کے ایام چار روز ہیں، ایک یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) اس کے بعد تین دن یعنی ایامِ تشریق۔ (مصنف ابن ابی شیبہ والمحلی ج ۷ ص ۳۷۸)

نصوص کتاب و سنت کا حکم ہے کہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا تمام اہلِ اسلام پر فرض ہے بشرطیکہ ان کا قول و عمل خلاف نصوص نہ ہو اور خلیفہ راشد کا فرمان نصوص کے عین مطابق ہے اور خلیفہ راشد تقلیدی ائمہ اربعہ اور دوسرے تقلیدی اماموں سے کہیں زیادہ زمانہ کے اعتبار اور علم و فضل کے اعتبار سے مقدم اور بڑھ کر ہیں، خلیفہ راشد اور اساتذہ ابی حنیفہ کا جو قول و عمل موافق نصوص ہے اس کے خلاف دوسرا موقف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنا نشۂ تقلید میں مدہوش ومخبوط الحواس تقلید پرست غازی پوری اور ان کے اعوان و انصار وموافقین کے لیے کس دلیلِ شرعی سے جائز ہے؟

ہمارا چیلنج ہے کہ غازی پوری سمیت پورا فرقہ دیوبندیہ تاقیامت اپنے مقلدانہ موقف پر کوئی شرعی دلیل نہیں پیش کر سکتے "فان لم یفعلوا ولن یفعلوفلیتقوا عتاب اللہ الذی سیلقونہ"

امام زہری سے بسند صحیح منقول ہے کہ آدمی اگر دسویں ذی الحجہ کو قربانی نہیں کر سکا تو: "لا باس أن یضحی أیام التشریق" اسے ایامِ تشریق کے تینوں دنوں میں یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کو قربانی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (المحلی لابن حزم ۷ ص ۳۷۸ بسند صحیح)

اس کا التزامی مطلب ہے کہ امام ابوحنیفہ کے استاذ امام زہری قربانی کے چار ایام نصوص کے مطابق مانتے تھے، پھر مقلد غازی پوری نے امام احمد کا مسلک نقل کرنے میں مقلدانہ بازی گری دکھلائی ہے کیوں کہ فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ألانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل ج ۴ ص ۸۷ میں صراحت ہے کہ:

"وقال فی الایضاح آخرہ آخر یوم من ایام التشریق و اختیار ابن عباس فی تذکرته ان اخرہ اخر الیوم الثالث من ایام التشریق و اختارہ الشیخ تقی الدین قاله فی الاختیارات و جزم به ابن رزین فی نهایته والظاهرانه مراد صاحب الایضاح فان کلامه محتمل"

اس کا حاصل معنی یہ ہے کہ مختلف ائمہ حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ امام احمد قربانی کے چار ایام جانتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ امام احمد سے ایک قول تین ایامِ قربانی بھی منقول ہے مگر چار دن والا قول مطابق نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس لیے وہی مذہب امام احمد قرار پانے کا مستحق ہے اور تین دن والا قول مخالف نص ہے اس لیے وہ قابلِ نظر انداز ہے، حاصل یہ ہے کہ اپنے اس مسئلے میں موافق جمہور کہنے والے تقلید پرست غازی پوری کی تکذیب حقائق واضح ہو رہی ہے، حق یہ ہے کہ تین دن والے ایامِ قربانی کے اپنے موقف کی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے امام احمد نے نصوص کی طرف رجوع کر لیا اور چار دن ایامِ قربانی کے قائل ہو گئے۔

اپنے ان اکاذیب کے بعد تقلیدی خبط الحواسی و مدہوشی میں غازی پوری صاحب نے ایک طویل تقریر فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ:

"امام احمد و امام مالک و حضرت عمر فاروق و ابن عباس صحابی اور بہت سارے صحابہ بشمول حضرت علی مرتضیٰ و ابو ہریرہ وانس بن مالک و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور عام اسلاف احناف کی طرح ایامِ قربانی صرف تین دن مانتے ہیں چار دن نہیں۔" (حاصل از زمزم کا شمارہ مذکورہ ص ۲۴ و ۲۵)

ہم کہتے ہیں ہم اوپر یہ بیان کر آئے ہیں کہ یہ امام احمد کا مؤقف راجح چار دن قربانی کی مشروعیت کا ہے مگر تقلیدی بدحواسی میں غازی پوری صاحب نے تقلیدی تلبیس کاری سے کام لے کر امام احمد کا موقف اپنے موافق بتلایا ہے۔ جن صحابہ کی طرف تین دن ایامِ قربانی والا موقف منسوب کیا ہے اس کی تکذیب و تردید خود حنفی اماموں نے کر دی ہے۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب ضمیر کا بحران ص ۲۸۰ تا ص ۲۸۲ اور غایۃ التحقیق)

اور آنے والی تفصیل سے یہ بات اور زیادہ واضح، منقح و مبرہن و مدلل ہو جائے گی اور ناظرین کرام کو معلوم ہو جائے گا کہ غازی پوری جیسے مقلدین بے توفیق اپنی مقصد بر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آری کے لیے کس قدر استعمال اکاذیب وتلبیسات اور اشاعت اکاذیب وتلبیسات اور حمایت اکاذیب وتلبیسات کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے تزویر، جال فریب ومکروکید میں پھنسائے رکھنے کے لیے کیسی کیسی گھناؤنی، مذموم، نامسعود و ناجائز حرکتیں کرتے اور سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔

ناظرین کرام نہایت غیر جانب دار ہوکر تحقیقِ حق کی خاطر اخلاص سے ہماری یہ تحریر ملاحظہ کریں اور تقلید کی فسوں کاری مغالطہ اندازی فریب کاری وفتنہ سامانی کا تماشہ دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ حق فہمی، حق پرستی، حق پسندی وحق کوشی کی سب کو توفیق بخشے۔ آمین

موقف اہلِ حدیث پر دلالت کرنے والے ایک سو سے زیادہ نصوص شرعیہ

حضرت ابوعبید مولیٰ ازھر سے مروی ہے کہ:

"شهدت العيد مع عمر بن الخطاب فقال: هذان يومان نهى رسول الله ﷺ عن صيامهما، يوم فطركم من صيامكم واليوم الاخر تأكلون فيه من نسككم"

یعنی: خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے اس لیے منع کیا کہ اس دن تمہیں اپنے قربانی کردہ جانوروں کی قربانی کا گوشت کھانا ہوتا ہے۔ (صحيح البخاری مع فتح الباری کتاب الصوم، باب صوم عيد الفطر حديث (۱۹۹۰) ج ۴ ص ۲۳۸ وکتاب الاضاحی، حدیث (۵۵۷۱) ج ۱۰ ص ۲۴، صحيح مسلم و اخرجه الترمذی و قال: حديث حسن صحیح، مسند احمد ج ۱ ص ۶۱-۶۰، ۷۰ واسناده جيد)

مذکورہ بالا حدیث نبوی ﷺ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (مسند احمد و شرح معانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاثار باسانید صحیحہ) اور یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی بسند صحیح مروی ہے۔(صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب الصوم، باب صیام ایام التشریق حدیث (۱۹۹۷ تا ۱۹۹۸) ج ۴ ص ۲۴۳، صحیح مسلم و عام کتب حدیث۔ نیز ابن ابی شیبہ، مسند احمد ج ۲ ص ۵۹ - ۶۰، ۱۳۸-۱۳۹ اور شرح معانی الآثار)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو منع کرنے کی یہ علت بتلائی کہ اس دن مستطیع لوگ قربانی کرتے اور قربانی کا گوشت کھاتے ہیں۔ قربانی کے دن روزہ رکھنے کے ممنوع ہونے کی یہ علت منصوص ہے اور علت منصوصہ جہاں کہیں پائی جائے گی وہاں وہ حکم منصوص بھی پایا جانا بالا جماع لازم ہے، حتی کہ اس اُصول سے بکثرت نصوص اور اصول کی خلاف ورزی کرنے والے غازی پوری جیسے مقلدین بھی صرف اپنے تقلیدی مصالح کے پیشِ نظر متفق ہیں اور جب یہ معاملہ ہے تو تواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ ایامِ منیٰ و ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

"أیامِ التشریق أیام أکل و شرب"

نیز "أیام منیٰ أیام أکل و شرب"

نیز یہ کہ "إنها (ایامِ التشریق) لیست أیام صیام، إنها أیام أکل و شرب"

حتی کے حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروا دیا کہ "أیام التشریق أیام أکل و شرب"

اور بعض احادیث معتبرہ میں ہے کہ "أیام التشریق أیام أکل و شرب و ذبح"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ اس حدیث متواتر میں ''أیام أکل و شرب'' کے ساتھ ''ذبح'' کا ثابت شدہ لفظ نبوی بھی ماننا لازم ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایامِ تشریق میں اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنے کی ممانعت صرف اس بنا پر ہے کہ یہ ایامِ قربانی کے ایام ہیں، اس سے لازمی طور پر ثابت ہوا کہ ایامِ قربانی چار دن ہونے کا ثبوت متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فرماں مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ:

''أن یرکب راحلته أیام منیٰ فیصیح فی الناس لا یصوم من أحد، فانها أیام أکل و شرب، قال: فلقد رأیته علی راحلته ینادی بذلك''

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۴، شرح معانی الأثار ج ۱ ص ۴۲۹)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ایامِ منیٰ میں سوار ہو کر چیخ چیخ کر اعلان کیا جائے کہ ایامِ منیٰ میں ہرگز ہرگز کوئی شخص روزہ نہ رکھے کیوں کہ یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔

حضرت ابو الشعثاء جابر بن زید ازدی جوفی بصری متوفی ۹۳ھ نے کہا:

''أتینا ابن عمر فی الیوم الأوسط من أیام التشریق، قال: فاتی بطعام فدنی القوم و تنحٰی ابن له، فقال له: ادن فاطعم، فقال: انی صائم فقال أما علمت أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: إنها أیام طعم و ذکر''

یعنی: ہم لوگ صحابی و تابعین ایامِ تشریق کے وسط والے دن یعنی بارہویں ذی الحجہ کو خدمت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے، ان کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا سب حاضرین کھانے میں شریک ہوئے مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا کھانے میں شریک نہ ہو کر الگ ایک کنارہ بیٹھا رہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی کھانے کے لیے بلایا تو ان کے اس لڑکے نے کہا کہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔ ابن عمر نے کہا: تمہیں یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں معلوم ہے کہ ''ایامِ تشریق میں روزہ نہ رکھو بلکہ کھاؤ، پیؤ اور ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی کرو‘‘۔(مسند احمد ج۲ص۳۹ وقال الهيثمی رجال الصحيح، مجمع الزوائد ج۳ص۳-۲ وقال البانی فی هذا اسناده علی شرط مسلم۔ ارواء الغليل ج۴ص۱۳۱)

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسانید صحیحہ درجہ تواتر کو پہنچتی ہے اور علامہ البانی نے کہا: و بالجملة فهذا الحديث متواتر المعنى عن رسول الله حدیث مذکور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور متواتر المعنی مروی ہے۔(ارواء الغليل ج۴ص۱۳۱)

اس متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التزامی طور پر علت منصوصہ کے سبب ثابت ہوتا ہے کہ ایام تشریق مع یوم عید الاضحیٰ دسویں ذی الحجہ مراد کل چار ایام قربانی کے ایام ہیں اور بعض روایات صحیحہ میں لفظ: ”اکل و شرب“ کے ساتھ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ ”ذبح“ بھی لگا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ التزامی طور پر نہیں بلکہ دلالت قطعی و صریحی طور پر قربانی کے ایام کا چار دن ہونا نصوص نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ بھی ہے:

”لم يرخص في أيام التشريق أن يصوم إلا لمن لم يجد الهدى“

یعنی: ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت شریعت میں نہیں ہے البتہ جس کے پاس ھدی یعنی قربانی کا جانور نہ ہو اسے روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔(صحیح البخاری مع فتح الباری ج۴ص۲۴۲، شرح معانی الآثار ج۱ص۴۲۸، سنن دار قطنی ۲۴۰، سنن بیہقی ج۴ص۲۹۸)

ایک حدیث میں جو یہ مروی ہے کہ:

”يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام، وهي أيام أكل وشرب“

یعنی: نویں ذی الحجہ اور دسویں ذی الحجہ اور ایامِ تشریق (گیارہویں سے تیرہویں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی الحجہ) ہم اہلِ اسلام کی عید کے دن ہیں اور ایامِ تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔(سنن ابی داؤدحدیث ۲۴۱۹، جامع ترمذی ج۱ص۱۴۸، سنن دارمی ج۲ص۲۳، شرح معانی الآثار ج۱ص۳۳۵، صحیح ابن حبان حدیث ۹۵۸، صحیح ابن خزیمه حدیث۲۱۰، مستدرک حاکم ج۱ص۴۳۴، سنن بیهقی ج۴ص۲۹۸، مسند احمد ج۴ ص۱۵۲ قال الترمذی:حدیث حسن صحیح و قال الحاکم: صحیح علی شرط مسلم و أقره الذهبی فی تلخیص المستدرك)

یہ حدیث صحیح ہے جس کی تائید متعدد احادیث معتبرہ سے ہوتی ہے، اس کا جو ترجمہ ہم نے کیا ہے وہ اس اجماعی اور متفق علیہ امر کی بنا پر کیا ہے کہ عرفہ کا دن یعنی نو ذی الحجہ کا دن قربانی کا دن نہیں ہے اگرچہ متفق علیہ طور پر یہ عید کا دن ہے اور اس دن غیر حجاج کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور حجاج کو اس دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح عیدالفطر بھی بالا جماع قربانی کا دن نہیں ہے، اس اجماع کی بنا پر اس عموم سے عیدالفطر اور عرفہ کا دن مستثنیٰ ہے کیوں کہ اجماع بھی دلیل شرعی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث میں واقع "وھی ایام اکل و شراب" میں "ھی" ضمیر کا مرجع "ایام تشریق" ہی ہیں متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا پر۔ اس لیے ان احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواترہ سے ایام تشریق مع عیدالاضحیٰ دسویں ذی الحجہ یعنی چار دن قربانی کے ایام قرار پاتے ہیں، کیوں کہ بعض احادیث صحیحہ میں ان چاروں ایام کے ایامِ قربانی ہونے کی صراحت بھی ہے اور مذکورہ اصول شریعت سے التزامی طور پر اس متواتر المعنی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایامِ قربانی چار ایام قرار پاتے ہیں۔ اس متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگر ایک ایک سو معتبر سندیں مانی جائیں تو اصول محدثین سے لازم آتا ہے کہ یہ ایک سو احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی کے چار ایام ہونے کی دلیل ہیں، بلفظ دیگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سو نصوص شرعیہ اس موقف پر دلالت کرتے ہیں کہ ایامِ قربانی چار ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل میں یہ بات آچکی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سارے صحابہ و تابعین کی موجودگی میں اس امرِ مسلَّم کا ذکر کیا ہے کہ ایامِ تشریق بتصریح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے پینے کے دن ہیں یعنی کہ اصول مذکورہ بالا کے مطابق قربانی کے دن ہیں، اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کے درمیان یہ بات مسلَّم اور متفق علیہ تھی کہ ایامِ قربانی چار دن ہیں اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر قربانی کے ایام چار دن مانتے تھے لہٰذا جن بعض روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر ایامِ قربانی تین دن مانتے تھے ان روایات سے ثابت ہونے والی اپنی بات سے حضرت ابن عمر نے رجوع کرلیا تھا، کیوں کہ یہ تفصیل آرہی ہے کہ حضرت ابن عمر بالصراحتہ ایامِ قربانی چار دن بتلاتے تھے اور مذکورہ بالا احادیثِ ابن عمر سے لازمی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ابن عمر قربانی کے چار دن مانتے تھے۔

ایضاح

ھدی اور قربانی میں کوئی خاص معنوی فرق نہیں ہے لیکن وہ حجاج جن کے پاس قربانی کے جانور ذبح کرنے کے لیے نہ ہوں انھیں ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی شرعی اجازت ہے اور غیر حجاج کے لیے یہ حکم اپنے عموم و اطلاق پر قائم رہے گا کیوں کہ دوسرے قربانی کی استطاعت رکھنے والے لوگوں کو یہ شرعی حکم ہے کہ غیر مستطیع لوگوں کو بلکہ مستطیع کو بھی قربانی کے گوشت کھانے کے لیے دیں، اس سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ ایامِ قربانی چار روز ہیں۔

تنبیہ

کئی احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے موسمِ حج کے موقع پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً ایامِ منی و ایامِ تشریق میں چیخ چیخ کر اعلان کیا گیا تھا وہ بھی سواری پر سوار ہو کر کے، جن کا مقتضی ہے ایامِ قربانی چار دن ہیں، ان احادیث صحیحہ میں سے بعض کا ذکر بھی ہم نے مذکورہ بالا عبارت میں کر دیا ہے اور جو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے اہتمام کے ساتھ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے مطابق حجۃ الوداع کے موقع پر تمام ایامِ تشریق میں بار بار زور و شور کے ساتھ اعلان کیا گیا ہو اس سے کسی صحابی کا بے خبر رہنا بہت مستبعد ہے کیوں کہ حجۃ الوداع میں اعلان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہی صحابہ وصحابیات اپنے بچوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور جو بعض حضرات کسی بنا پر شریک حجۃ الوداع نہ بھی ہو سکے ہوں وہ اس زور و شور سے ہونے والے اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسرے لوگوں کے بتلانے سے ضرور باخبر اور واقف ہو گئے ہوں گے۔

اور یہ بات مستبعد سے بھی مستبعد تر ہے کہ اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقفیت کے باوجود کسی صحابی نے اس کے خلاف چار روز سے کم یا چار روز سے زیادہ قربانی کے ایام بتلایا ہو بلکہ کسی بھی مدعی ایمان و اسلام سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم رکھتے ہوئے عمداً و قصداً اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی قولی یا فعلی و عملی اقدام کرے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ڈنکے کی چوٹ پر غازی پوری تقلید پرست غوغہ آرائی کا طویل سلسلہ جاری کیے ہوئے ہیں۔

اسلاف میں اگر کسی سے اس اعلان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی بات سرزد ہو گی تو ان کے اخلاص واتباع شریعت کے جذبات پر قولاً وعملاً نظر رکھتے ہوئے ہم اسے ان کی لغزش و خطائے اجتہادی شمار کرتے ہوئے ان کے معذور و ماجور (اجر یافتہ) ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں مگر غازی پوری اور ان جیسے تقلید پرستوں اور معاندین سنت و مخالفین اہلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کو ہرگز معذور نہیں مان سکتے جن کے سامنے یہ سارے دفاتر حدیث کھول کھول کر ہم وضاحت کرتے رہتے ہیں اور انھیں قبول سنت اور عمل وقول بمطابق سنت کی زوردار دعوت دیتے رہتے ہیں مگر یہ اڑیل وہٹ دھرم مقلدین جامدین محض یہود ونصاریٰ والی تقلید پرستی کے باعث فرامینِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فرمان الٰہیہ تک کی کوئی پرواہ نہیں کرتے بلکہ انھیں اپنی عادت تقلید پرستی سے مجبور ہو کر محض اہلِ حدیث کی ضد میں پسِ پشت ڈالنے کا شیوہ وشعار رکھتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ غفور، رحیم، رحمان نام رکھنے والا اللہ تعالیٰ ان کی سنت واہلِ سنت دشمنی کو معاف کردے مگر ہم یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ ان معاندین سنت کو بزعم خویش مدعیان اتباع سنت بھی ہیں، اللہ تعالیٰ فی الواقع اور فی الحقیقۃ سنت سے محبت کرنے والا، سنت پر عمل کرنے والا، سنت کا حامی اور سنت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والا بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

اب ہم غازی پوری کی صحابہ مذکورین (حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عباس، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم) کی طرف ان کی تقلید کے موقف پر دلالت کرنے والی روایات کا جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف قول مذکور کا انتساب کتاب ابن ابی شیبہ وغیرہ میں درجِ ذیل سند کے ساتھ کیا گیا ہے:

”نا جرير عن منصور عن مجاهد عن مالك بن ماعز أو ماعز بن مالك الثقفي أن أباه سمع عمر بن الخطاب يقول: إن النحر في هذه الثلاثة الأيام“

یعنی: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی صرف تین دن دسویں، گیارہویں، بارہویں ذی الحجہ کو مشروع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سند میں عمر فاروق سے جس شخص (مالك بن ماعز او ماعز بن مالك) کو روایت کنندہ ظاہر کیا گیا ہے اور اس سے اس کے جس بیٹے کو روایت کنندہ ظاہر کیا گیا ہے یہ دونوں کے دونوں بقول حافظ ابن حزم مجہول ہیں۔ (المحلی ج ۷ ص ۳۷۷)

اور کسی بھی امام جرح وتعدیل نے ان کی توثیق وتعدیل نہیں کی اور ہمارا خیال ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹے کذاب و وضاع ہیں جنھوں نے باہم سازش کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف یہ مکذوب بات منسوب کر دی تا کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنے والا، حکم دینے والا ثابت کریں اور اس سند کے باقی رواۃ بھی متعین نہ ہونے کے سبب بمنزلہ مجہول ہیں۔ اگر نشۂ تقلید کی بدمستی غازی پوری اینڈ کمپنی پر زیادہ غالب ہو تو وہ اپنے جملہ معاونین کی مدد لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس مکذوبہ روایت کا معتبر ہونا ثابت کر دکھائیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک سارے مقلدین اپنا سارا زور صرف کر دینے کے باوجود ایسا نہ کر سکیں گے دراصل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایامِ قربانی چار بتلائے گئے ہیں اور ہر صحابی کی بات پر ہم کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ وہ خلاف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اقدام نہ کیے ہوگا البتہ جس صحابی کی بابت متحقق طور پر ثابت ہو کہ اس سے خلاف نصوص کوئی قول وعمل صادر ہو گیا، اس کی بابت یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ اسے نصوص کی خبر نہیں ہو سکی یا نصوص فہمی میں اس سے لغزش وخطائے اجتہادی سرزد ہو گئی اس لیے وہ معذور و ماجور ہے۔ نصوص کے خلاف صادر ہونے والی اس غلطی کو دلیل و حجت بنالینا قطعاً غلط کاری ہے، حضرت عمر فاروق جیسے متبع نصوص سے خلاف نصوص قول وعمل بہت مستبعد ہے، بلا دلیل معتبر ان پر یہ بہتان لگانا کہ انھوں نے خلاف نصوص اقدام کیا ہے سراسر غلط کاری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس کی طرف غازی پوری والی روایت دو سندوں سے منقول ہے ایک سند میں معتمیم بن بشیر کثیر التدلیس والارسال مگر ثقہ واقع ہیں، انھوں نے یہ روایت ابوحمزہ سے معنعن نقل کی ہے یعنی کہ اس میں علت تدلیس وارسال واقع ہے اور ابوحمزہ بقول حافظ ابن حزم ضعیف راوی ہے۔ (المحلی ج ۷ ص ۳۷۷)

نیز ابوحمزہ نے جس حرب بن ناجیہ سے اسے نقل کیا ہے اس کا حال معلوم نہیں، لہٰذا اس سند کے ساتھ یہ روایت قطعاً مکذوب ہے اور دوسری سند میں محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلی مشہور غیر ثقہ راوی واقع ہیں اور انھوں نے اسے جس منہال بن عمرو اسدی سے راویت کیا ہے انھیں متعدد اہلِ علم نے مجروح قرار دیا ہے خصوصاً حافظ ابن حزم نے۔

(تہذیب التہذیب ترجمہ منہال وعام کتب رجال والمحلی لابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷)

پھر جو بات عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت ہم تک آئے ہیں کہ نصوص پر عمل کرنے کا عقیدہ ہمیں ہر صحابی کی بابت رکھنا لازم ہے، اس کلیہ سے صرف اس صحابی کو مستثنیٰ جائز ہے جس کا استثناء محقق طور پر معتبر دلیل سے ثابت ہو، دریں صورت کسی بھی سبب سے خطائے اجتہادی صادر ہوجانے کے باعث صحابی کو معذور و ماجور ماننا ہوگا۔

حضرت ابن عباس کی طرف مکذوب طور پر اپنے موافق منسوب روایت غازی پوری کو تو نظر آئی لیکن کتب حدیث وتفسیر کی یہ صراحت نظر نہیں آئی کہ:

”عن ابن عباس: الأيام المعلومات يوم النحر و ثلاثه أيام بعده۔ و يروىٰ هذا عن ابن عمرو ابراهيم النخى واليه ذهب أحمد بن حنبل فى رواية عنه“

یعنی: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایامِ قربانی چار ہیں دسویں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، ذی الحجہ اور یہی بات حضرت عبداللہ بن عمر اور ابراہیم نخعی سے بھی منقول ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہ موقف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پ ۱۷ سورۃ الحج: ۲۸۔ نیز ملاحظہ ہو: المحلی لابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷ وتفسیر درمنثور بحوالہ عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم ج ۶ ص ۳۷، کتاب الام للشافعی ج ۸ ص ۳۹۲-۳۹۳ وص ۱۲۵-۱۲۶ وعام کتب تفسیر وحدیث)

ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما ودیگر صحابہ وتابعین کی جو بات نصوص کے موافق ہو اسی کو ان کا موقف ماننا ہوگا اور جو بات خلاف نصوص ہو اسے نظر انداز کرنا ہوگا خصوصاً خلاف نصوص جو بات ان کی طرف ساقط الاعتبار مکذوب سندوں کے ذریعہ منسوب کی گئی ہو۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما کا مسلک بھی عام صحابہ وتابعین کی طرح یہی تھا کہ ایامِ قربانی چار ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف قربانی کے تین دن والی جو روایت منسوب ہے اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور منہال بن عمرو اسدی واقع ہیں جو غیر ثقہ ہیں یعنی کہ حضرت علی مرتضیٰ کی طرف یہ روایت مکذوب طور پر منسوب ہے اس کے برخلاف حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے چار دن والا قول مروی ہے۔ (زاد المعاد ج ۲ ص ۳۱۹ والمغنی لابن قدامۃ ج ۵ ص ۳۰۰ وج ۱۳ ص ۳۸۶)

اب تقلید پرستی میں مدہوش غازی پوری کو یہ مصرع پڑھنا چاہیے۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف ابوبکر غازی پوری نے جو روایت منسوب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ یہ ہے:

"قال ابن ابی شیبہ نا زید بن حباب عن معاویۃ بن صالح حدثنی ابو مریم سمعت ابا ھریرۃ" (المحلی لابن حزم ج۷ ص ۳۷۷ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

اس سند میں واقع معاویہ بن صالح بقول ابن حزم لیس بالقوی اور ابو مریم مجہول ہے یعنی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت ساقط الاعتبار ہے اور اس اصول کے خلاف ہے کہ ہر صحابی کو نصوص پر عامل ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیے ٹھوس ثبوت کے بغیر کسی صحابی کو نصوص سے منحرف بتلانا بھاری جرم ہے۔

المغنی لابن قدامہ پر بھروسہ کرتے ہوئے نشہ تقلیدی میں بدمست غازی پوری نے تین روز قائلین قربانی کے نام نقل کیے ہیں، اسی "المغنی ج ۵ ص ۳۰۰" میں چار دن قربانی کی مشروعیت کے قائلین میں امام ابن المنذر (ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر نیشاپوری صاحب تصانیف کثیرہ متوفی ۳۱۸ھ) کا نام بھی گنایا ہے جو بہت بڑے امام محدث وفقیہ تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۹۰ تا ۴۹۲)

موصوف ابن المنذر تقلید پرستی کے مخالف اور سلفیت کے دلدادہ تھے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم نے چار دن قربانی کی مشروعیت کے مذکورہ بالا قائلین میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ مشہور صحابی و ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ، سلیمان بن موسیٰ اموی دمشقی اشدقی تابعی، مکحول شامی تابعی اور داؤد ظاہری تبع تابعی کے ناموں کا اضافہ کیا ہے (شرح مسلم طبع ھندی کتاب الاضاحی، باب وقتھا ج ۲ ص ۱۵۳) اور زاد المعاد لابن قیم میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ میں صحابہ کا چار دن ایامِ قربانی ہونے پر اجماع سکوتی ہے، جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔ معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ نصوص کے موافق اجماع صحابہ کے بعد زمانہ تابعین میں اور ان کے بعد بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہوکر کس طرح چار روزہ قربانی کے ایام ماننے سے اختلاف کر بیٹھے مگر زمانہ صحابہ میں شاید و باید ہی کوئی تابعی اس موقف جلی چار روزہ ایام قربانی والے موقف سے اختلاف کرلیا ہو اور خاص طور سے تین روزہ ایام قربانی والے موقف متعدد صحابہ و تابعین کی طرف منسوب کردیا گیا حتیٰ کہ اسی پر بعض نے اپنی معلومات کے مطابق دعویٰ اجماع بھی کرلیا۔

* اس مسئلہ میں ایک قول یہ ہے کہ قربانی کے دس ایام ہیں یعنی ۱۰ تا ۱۹ ذی الحجہ۔ (فتح الباری، ج ۱۰ ص ۸)

* ایک قول یہ ہے کہ ایامِ قربانی سات دن ہیں۔

* ایک قول یہ ہے کہ ایامِ قربانی آٹھ دن ہیں۔

* اور ایک قول یہ ہے کہ ایامِ قربانی نو دن ہیں، منی میں ایامِ قربانی تین دن اور غیر منیٰ میں اس سے کم و بیش ہیں

* اور بعض قربانی کا صرف ایک دن یوم النحر دسویں ذی الحجہ مانتے ہیں، جیسا کہ امام بخاری کی تبویب "من قال: الأضحى يوم النحر" سے ظاہر ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۰ ص ۷-۸) اسی ایک دن ہی قربانی کا دن ماننے والوں میں امام حمید بن عبدالرحمان، محمد بن سیرین، داؤد ظاہری، سعید بن جبیر اور ابوالشعثاء وغیرہ بھی ہیں۔

* اور ایک قول یہ ہے کہ ایامِ قربانی چھ دن ہیں۔ بعض لوگ ایامِ قربانی میں دن میں قربانی کا جانور ذبح کرنا مشروع مانتے ہیں اور بعض رات میں غیر مشروع مانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب غاية التحقيق ص ۹۱ تا ۹۵، فتح الباری ج ۱۰ ص ۸ - ۹، التعليق المغني على سنن الدارقطني باب الصيد و الذبائح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت ساری احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ کے بعد خطبہ سے فارغ ہو کر ایک یا دو دنبے یا مینڈھے یا بکری قربانی کرتے تھے، (صحیح البخاری مع فتح الباری حدیث (۵۵۵۳ تا ۵۵۵۴، ۵۵۵۸، ۵۵۶۵) و متعدد کتب حدیث) اس کا کیا معنی و مطلب ہے؟

دسویں ذی الحجہ کو نماز عید کے بعد عید گاہ میں بنے ہوئے مذبح و منحر ہی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عام طور سے قربانی کے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اس کے خلاف بھی دوسرے مقامات پر ذبح کے ثبوت ہیں لیکن دسویں ذی الحجہ کے بعد والے ایامِ قربانی یعنی ایامِ تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو عید گاہ پر قربانی کرنے کا کوئی ثبوت نہ آپ سے منقول ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے، نہ تابعین میں سے کسی سے، جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ لوگ اپنے گھروں میں ان ایامِ تشریق میں قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے۔

ان سارے امور کو ناظرین کرام ذہن نشین رکھتے ہوئے تقلیدی مدہوشی و بدہوشی و خبط الحواسی والی باتوں پر نظر ڈالیں کہ تین دن ایامِ قربانی ہونے پر دعوئ اجماع کرنے والے ابوبکر غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس کتنی جرأت و جسارت کے ساتھ جھوٹ بولنے اور کذب خالص کی ترویج و اشاعت مسلمانوں کے درمیان کرنے میں تازہ دم، اور نشیط، متحرک و سرگرم عمل ہیں۔

ان کے بے راہ رو مخبوط الحواس لوگوں کی یہ بے راہ روی کس قدر نظر شریعت میں گھناؤنی، مذموم، مکروہ و ناپسندیدہ ہے اسے اگر شیطنت سے تعبیر کیا جائے تو بجا ہے، جب غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس مدعی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ ہی میں قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے تو اس سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت صحابہ کرام کے خلاف راہِ بغاوت اختیار کرتے ہوئے یہ لوگ عید گاہ کے بجائے دوسری جگہ قربانی کے جانور کیوں ذبح کرتے ہیں؟ پھر الٹ کر اہلِ حدیث پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ یہ دھاندلی و چال بازی نہیں تو کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

غازی پوری صاحب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی قربانی کے تین دن کا قول منسوب کیا ہے لیکن:

"حضرت ابنِ عمر کی طرف موافقِ غازی پوری والی روایت کو بھی امام ابن حزم نے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے اور یہ روایت جس سند سے بنقل ابن حزم مروی ہے وہ فی الواقع ساقط الاعتبار ہی ہے۔" (المحلی ج ۷ ص ۳۷۷)

مگر مؤطا امام مالک میں ابن عمر والی روایت موافقِ غازی پوری معتبر ہے لیکن ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن عمر سے موافق نصوص چار دن قربانی والی روایت بھی مروی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلاف نصوص والے اپنے موقف سے ابن عمر نے موافق نصوص والا موقف اختیار کر لیا، بس کٹ گئی غازی پوری کی نخل امید۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت انس بن مالک کی طرف منسوب موافق غازی پوری والی روایت کی سند کو حافظ ابن حزم نے اگرچہ معتبر مانا ہے مگر اس کی سند میں امام قتادہ کی علت تدلیس موجود ہے لہٰذا نصوص کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمِ خاص کی طرف منسوب کسی روایت کا معتبر ہونا مستبعد ہی ہے اور روایت مذکورہ ساقط الاعتبار ہی ہے۔

سلفیت کے خلاف مقلدین کی محاذ آرائی وغوغہ آرائی

اس لیے سلفیت کے خلاف محاذ آرائی کی غرض سے میدان تحقیق میں صحابہ مذکورین کی طرف منسوب ان روایات کو غازی پوری کا پیش کرنا ہی نہایت غیر معقول و نامناسب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے کیوں کہ صحابہ مذکورین کی طرف منسوب یہ روایات اولاً غیر معتبر یا باہم متعارض ہیں۔

ثانیاً: صحابہ مذکورین کی طرف منسوب یہ غیر معتبر یا متعارض روایات خلاف نصوص ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ ہر صحابی کو ہم نصوص کا پابند و تابع مانیں اور کسی ٹھوس، پختہ، غیر متعارض و معتبر ثبوت کے بغیر ساقط الاعتبار سند کی بنیاد پر کسی صحابی پر نصوص کی خلاف ورزی کا جھوٹا و مکذوبہ اتہام و بہتان نہ لگائیں۔

ثالثاً: اگر متحقق طور پر کسی صحابی کا نصوص کے خلاف قول و عمل پائیں تو صحابی کی اجتہادی یا غیر جانکاری والی لغزش مان کر اسے معذور و ماجور مانیں۔

رابعاً: صحابی کی اس لغزش کو نصوص کے خلاف ہم اپنے لیے دین و ایمان نہ قرار دے لیں بلکہ نصوص ہی کی پیروی کریں، کیوں کہ شریعت کا ہم کو یہی حکم ہے اسی طرح صحابہ کے بعد والے تابعین و اتباع تابعین و دیگر اسلاف کے ساتھ معاملہ کریں مگر نشہ تقلید میں بدمست غازی پوری صاحب نے شریعت کے ان سارے اصول و امور کو پسِ پشت ڈال کر موصوف اور ان جیسے لوگوں نے اپنے کو قرآنی آیت:

﴿نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (پ ا سورۃ بقرۃ:۱۰۱) اور

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (پ ۴ سورۃ آل عمران:۱۸۷)

کا مصداق بنالیا اور سلفیت اور اہلِ سلفیت کو کوسنے سے اکتائے بغیر اس انداز بیاں کو جاری رکھے ہوئے موصوف نے لغوطرازی میں مزید شدت وحدت اختیار کی، ناظرین کرام پر یہ واضح رہے کہ مذکورہ صحابہ کرام کی طرف منسوب ساقط الاعتبار یا متعارض روایات اب تک جو پیش کی گئی ہیں وہ حنبلی مذہب کی مشہور کتاب المغنی لابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدامہ سے نام لیے بغیر نقل کی ہیں، پھر اس کتاب کا نام لے کر بھی موصوف نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

سلفیت کے خلاف غازی پوری کا طوفان بے تمیزی

المغنی لابن قدامہ حنبلی مذہب کی مشہور کتاب ہے اور "والدنا" شیخ ابن باز کے زیرِ اہتمام ریاض کے درالافتاء سے شائع ہوئی ہے۔ (یہاں موصوف غازی پوری نے اپنی کہی ہوئی اوپر والی بات المغنی کے حوالہ سے لکھی) اور حاشیہ پر نیز اصل متن پر "والدنا" کے لفظ کو بین الواوین لکھ کر اہلِ حدیث پر نیش زنی کی ہے، تقریباً ایک صفحہ پر موصوف غازی پوری نے یہ تقلیدی ڈنک بازی کرتے ہوئے کہا کہ:

> "غیر مقلدین" شیخ ابن باز کے اثر ورسوخ کی بنا پر سعودیہ میں چندہ حاصل کرنے کے لیے شیخ مذکور کو غایت محبت سے "والدنا" کہتے ہیں جس پر میں نے (غازی پوری نے) اعتراض کیا کہ کتاب وسنت میں سگے باپ کے علاوہ لفظ والد کا استعمال نہیں ملتا اس لیے ایسا کرنا جائز نہیں نہ مجازاً نہ حقیقۃ۔ جس کے جواب میں ایک ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری سلفی مدنی مدرس جامعہ سلفیہ بنارس) نے جواباً فرمایا کہ ایک حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں "انا لکم مثل والد" آیا ہے مگر اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرما رہے ہیں، کہ میں تمہارا والد ہوں بلکہ مثل والد فرما رہے ہیں اس طرح کا استعمال کتاب وسنت میں کجا کلام عرب میں بھی نہیں ہوتا لہٰذا غیر مقلدین اس کا استعمال چھوڑ دیں خواہ چندہ ملے یا نہ ملے۔ (ماحصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۵)

نشہ تقلید سے مدہوش غازی پوری نے اپنی تحریروں میں اپنی شیطنت نہیں دیکھی اور اپنے ہم مزاجوں کی طرح ڈاکٹر رضاء اللہ سلمہ کا پورا مضمون شریعت اور انسان نہیں پڑھا، اسے ناظرین کرام ماہنامہ محدث دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۲۸ تا ۳۲ میں دیکھیں تو تشفی ہو جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی الفاظ ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ کے بعض قرأتوں میں "وھو أب لھم" کا لفظ آیا ہے اور لفظ "اب" والد کا مترادف ہے جیسا کہ متفق علیہ ہے اور تمثیل میں لفظ تمثیل بسا اوقات حذف بھی کر دیا جاتا ہے، غازی پوری کسی اہلِ حدیث سے بلاغت، معانی و ادب عربی والی کتاب پڑھ لیں تو بھی ان کی خبط الحواسی بہت کچھ کم ہوسکتی ہے یا دور ہوسکتی ہے۔نشہ تقلید میں مدہوش جو لوگ قرآنی بیان:

﴿نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ﴾

کے مصداق بن چکے ہوں انھیں بھلا نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں کی گئی نصیحت سے کیا فائدہ ہوگا؟

غازی پوری کا انوکھا طریق استدلال

کتاب المغنی کی ہم معنی عبارت الکافی لابن عبد البر سے نقل کر کے غازی پوری صاحب نے المغنی ہی سے اپنے موقف کی دلیل نقل کی جس کا حاصل یہ ہے کہ:

"حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تین دنوں میں سے زیادہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کر کے کھاتے رہنے کی ممانعت کی گئی ہے لہٰذا تین دن سے زیادہ قربانی کرنی بھی ممنوع ہوئی نیز چوتھے دن (مراد تیرہویں ذی الحجہ تشریق کے آخری دن) میں رمی (کنکری مارنی) ضروری نہیں لہٰذا چوتھے دن قربانی کرنی ممنوع ہوئی نیز جن صحابہ سے ہم نے تین دن قربانی کی مشروعیت والی بات نقل کی ہے ان کا کوئی مخالف نہیں صرف حضرت علی مرتضیٰ سے مخالفت منقول ہے مگر انھیں سے ہمارے موافق موقف روایت بھی منقول ہے۔"

(ماحصل از زمزم شمارہ مذکورہ ۲۶ تا ۲۷)

ہم کہتے ہیں کہ یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف ایک سال پہلے قربانی کے بعد صادر ہوا تھا اور جو آدمی قربانی کے پہلے دن کے بالکل آخری وقت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا جانور ذبح کرے جب کہ یہ دن ختم ہونے والا ہو تو اس کے بعد تین دن قربانی کے گوشت رکھنے اور کھانے کا مطلب بہت واضح طور پر یہ ہوا کہ تیرہویں ذی الحجہ تک اور بھی قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کا حکم صادر فرمایا تھا، لہٰذا غازی پوری کے تقلیدی اصول سے لازم آتا کہ قربانی کے چار ایام ہیں اور جو بات خود غازی پوری کے تقلیدی اصول سے لازم آئے وہ پرستار تقلید غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس کی تکذیب کے لیے بہت کافی اور وافی ہے۔

نیز ہم مزید کہتے ہیں کہ اس عبارت میں مذکور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصریحات کے مطابق صرف ایک سال کے لیے تھا پھر یہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصریحات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ذریعہ منسوخ ہو گیا حتیٰ کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خاتمہ ذی الحجہ بلکہ بعد تک بھی کھایا کرتے تھے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اصول غازی پوری سے محرم تک قربانی کرتے رہنا مشروع ہے

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

"الضحية كنا نملح منه فنقدم به إلى النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة الخ"

یعنی: ہم مکہ مکرمہ میں قربانی کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نمک کے ذریعہ خشک کر کے مدینہ منورہ لے آیا کرتے تھے۔(صحیح البخاری مع فتح الباری، کتاب الاضاحی حدیث (۵۵۶۹) ج ۱۰ ص ۲۴ و متعدد کتب حدیث)

اس حدیث کا واضح مفاد ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی کا گوشت کھاتے رہتے تھے۔ کیوں کہ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ وعیال کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو سکتے تھے اور اچھا خاصا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت مدینہ پہنچنے میں لگ جاتا تھا اور اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں قربانی والا گوشت کھانے کو ملا کرتا تھا، جس کا لازمی مطلب ہے کہ اواخر ذی الحجہ بلکہ ختم ذی الحجہ کے بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی والا گوشت کھاتے اور یہ بات تین دنوں تک ہی قربانی کا گوشت کھانے کے بعد بالا جماع ہوتی رہی اور صرف تین دن قربانی کا گوشت رکھنے اور کھانے والی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے تقلیدی مدہوشی میں گرفتار غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس کے اصول سے باطل قرار پاتی ہے۔ کما ھوا

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"کنا نرفع الکراع بعد خمس عشرۃ"

ہم لوگ قربانی کے جانوروں کی گوڑیاں پندرہ دنوں کے بعد بھی کھانے کے لیے رکھ چھوڑتے تھے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب الاطعمۃ حدیث (۵۴۳۸) ج ۹ ص ۵۶۳، (۵۴۲۳) ج ۹ ص ۵۵۲ ومتعدد کتب حدیث)

ظاہر ہے کہ قربانی کے ایام تیرہویں ذی الحجہ کو ختم ہوتے ہیں اور اس کے پندرہ دنوں کے بعد بھی قربانی کے گوشت کھانے کا لازمی مطلب ہے کہ ماہ ذی الحجہ ختم ہونے کے بعد ماہِ محرم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے قربانی کے گوشت کھاتے رہتے تھے۔

اصول غازی پوری سے سال بھر کے ہر دن قربانی کرنی مشروع ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"کنا نتزود من وشیق الحج حتی یکاد یحول علیه الحول"

یعنی: ہم لوگ حج کے موقعہ پر ہونے والی قربانی کے گوشت نمکین پانی میں پکا کر خشک کر کے ذخیرہ کر لیتے تھے اور اسے سال بھر تک کھایا کرتے تھے۔ (مسند احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حنبل ج ۳ ص ۸۵، اس حدیث کی سند حسن ہے، حاشیہ زاد المعاد ج ۲ ص ۳۱۵)

بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ یہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منسوخ نہیں بلکہ علت سے معلول ہے اگر وہ علت آج بھی پائی جائے تو وہ حکم آج بھی جاری رہے گا ورنہ نہیں۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۷ تا ۲۸)

بعض کبار تابعین ہلال محرم نظر آنے تک قربانی کرتے رہنے کے قائل تھے

تین دن ایامِ قربانی کے موقف پر "المغنی لابن قدامه" سے مذکورہ دلیل بڑے طنطنے کے ساتھ نشہ تقلید میں بدمست غازی پوری نے جو نقل کی ہے اس سے التزامی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خاتمہ ذی الحجہ بلکہ محرم کا مہینہ داخل ہونے کے بعد تک بھی حتی کہ پورے سال کے ہر دن اور روزانہ قربانی کرنی مشروع ہے اور بعض صحابہ و تابعین ہلال محرم نظر آنے تک قربانی کی مشروعیت کے قائل بھی ہیں چنانچہ کبار تابعین میں سے ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوف اور سلیمان بن یسار کا قول ہے کہ:

"الأضحى إلى هلال محرم" یعنی ایامِ قربانی ماہ محرم کا چاند طلوع ہونے تک ہے۔ (المحلی ج ۷ ص ۳۷۸ والمغنی لابن قدامه ج ۱۳ ص ۳۸۶ وفتح الباری ج ۱۰ ص ۸)

ان دونوں کبار تابعین نے اپنی روایت کردہ اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الأضحى إلى هلال محرم"

آپ نے فرمایا کہ ایامِ قربانی طلوع ہلال محرم تک ہیں۔ (المحلی بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۳۷۸ تا ۳۷۹، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۷۵ حدیث الباب رقم ۳۴ واخرجه ابوداؤد فی المراسیل، التعلیق المغنی علی سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۷۵)

یہ حدیث مرسل ہے جسے امام ابن حزم نے "هذا من أحسن المراسيل وأصحها فيلزمه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحنفیین والمالکین القول به والا فقد تناقضوا" یعنی یہ حسن وصحیح ترین مرفوع مرسل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور احناف و مالکی لوگ حدیث مرسل کو حجت مانتے ہیں لہٰذا انھیں اس حدیث کے مطابق ایامِ قربانی ہلال محرم تک ماننا لازم ہے ورنہ ان کے اصول وعمل میں تعارض لازم آئے گا۔ (المحلی ج ۷ ص ۳۷۹ وفتح الباری ج ۱۰ ص ۸)

اس حدیث مرسل کی تائید مندرجہ ذیل متصل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

"قال الإمام أحمد بن حنبل عن عباد بن عوام أخبرني يحيى بن سعيد الانصاری سمعت أبا أمامة بن سهل قال: كنا نسمن الأضحية بالمدينة وكان المسلمون يشتري أحدهم الأضحية فيسمنها حتى يكون آخر ذی الحجة فيضحي بها"

یعنی: حضرت ابوامامہ بن سہل صحابی نے کہا کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں قربانی والے جانوروں کو خوب اچھی طرح پال کر موٹا کر دیتے تھے اور ایک مسلمان بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ پھر جب ماہ ذی الحجہ ختم ہوجاتا تھا یعنی محرم کا چاند نظر آتا تھا تو قربانی والے ان جانوروں کو قربانی کر دیتا تھا۔ (مستخرج ابی نعیم و فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۰، التعلیق المغنی علی الدارقطنی ص ۲۷۵ تا ۲۷۶)

اس کی سند صحیح ہے کما ھو الظاھر، اس حدیث کی سند میں بظاہر کوئی علت قادحہ نہیں اس کے سارے رواۃ صحیحین کے رواۃ ہیں، اس لیے یہ علی شرط الشیخین صحیح ہے اور اپنے سے پہلی والی مرسل صحیح حدیث سے مل کر اس کی قوت بڑھ جاتی ہے اور "حتی یکون آخر ذی الحجه فیضحی بها" والے ٹکڑے کے علاوہ باقی حدیث صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۹ میں منقول ہے، اضافہ والے فقرہ کو امام ابونعیم نے مستخرج میں نقل کیا جس کا مفاد ہے کہ بعض صحابہ یا بعض تابعین ماہ ذی الحجہ ختم ہوجانے اور ماہ محرم کا چاند نظر آنے تک بھی قربانی کے جانوروں کی قربانی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل اس حدیث کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عجیب" کہتے تھے۔ مگر اس کے صحیح ہونے پر کوئی کلام نہیں کر پاتے تھے، بلکہ اس کا جواب انھوں نے اس طرح دیا کہ اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف انصاری بانوے سال کی عمر میں ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التہذیب وعام کتب رجال)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ موصوف ۸ھ میں پیدا ہوئے ہیں یعنی دو سال سے زیادہ انھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاصرت حاصل ہوئی لہٰذا وہ صحابی ہیں اور صحابی کا ثقہ ہونا منصوص ہے ان سے اس حدیث کے راوی امام یحییٰ ابن سعید انصاری صحیحین کے متفق علیہ ثقہ رواۃ میں سے ہیں اور ان سے اس حدیث کے ناقل عباد بن العوام کلابی واسطی متوفی ۱۸۵ یا ۱۸۶ھ ہیں جو صحیحین وسنن اربعہ کے ثقہ امام ہیں اور ان سے یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے نقل کی ہے۔

اس حدیث کے راوی صحابی ابوامامہ کی ولادت عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعہدِ صحابہ میں ہوئی اور موت عہدِ صحابہ میں ہوئی، عہدِ صحابہ ۱۱۰ھ تک رہا، جیسا کہ ہماری کتاب اللمحات میں مسطور ہے۔ اوپر ائمہ اربعہ سے پہلے فوت ہوجانے والے متعدد اسلاف اور ان کے معاصرین سے ہم نقل کر آئے ہیں کہ ایامِ قربانی تین دن سے زیادہ یا کم بھی ہیں۔ بعض کتابوں میں امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب کیا گیا کہ انھوں نے کہا ہے:

"أیام الأضاحی التی أجمع علیها ثلاثة أیام"

یعنی: قربانی کے جتنے دنوں کی تعین پر اجماع ہے وہ تین دن ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۱۳ ص ۳۸۷)

لیکن تین دن ایامِ قربانی کا دعویٰ اجماع بالاجماع غیر صحیح ہے پھر اس دعویٰ اجماع کے بل بوتے پر اس مرسل صحیح اور متصل صحیح حدیث کو رد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ متعدد اہلِ حدیث علماء اس حدیث کے مقتضی پر عامل ہیں اور اس کی تائید میں انھوں نے کتابیں لکھیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل جیسے عظیم المرتبت محدث اور علوم حدیث و آثار کے بحر ذخار سے ہرگز ایسی بات صادر ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے، جسے دعویٰ ہو وہ ثبوت معتبر پیش کرے۔

ہمارے نزدیک معاملہ یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے متابع سمیت صحیح ضرور ہے مگر نصوص سے قربانی کے چار ایام کی تعیین محقق طور پر کردی گئی ہے جس سے یہ حدیث مختلف ہے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اس بات پر محمول ہے کہ جس مانع کے سبب جو لوگ چار روزہ ایامِ قربانی میں قربانی نہیں کر پاتے تھے، وہ بطور قضاء ختم ذی الحجہ پر بھی قربانی کرلیا کرتے تھے، ورنہ ایامِ قربانی بعض کے نزدیک تین روز، بعض کے نزدیک دس روز، بعض کے نزدیک صرف ایک روز۔ بعض کے نزدیک دو روز اور بعض کے نزدیک اس سے بھی مختلف ہے، پھر ان میں سے کسی بھی تعداد یا ایام پر دعویٰ اجماع صحیح نہیں ہے۔

ایامِ قربانی کی بابت اہل علم کا اختلاف

خود امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں سے کتنے لوگ خصوصاً امام شافعی چار روز ایامِ قربانی مانتے تھے اور امام شافعی جیسی بات کے قائلین میں امام عطاء بن رباح، خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز و زہری و متعدد تابعین بھی تھے اور صحابہ کرام میں سے ہر صحابی کو اسی موقف کا قائل ماننا ضروری ہے کیوں کہ نصوص سے یہی بات ثابت ہے، صرف اسی صحابی کو اس کلیہ سے مستثنیٰ مانا جاسکتا ہے جس کے مستثنیٰ ہونے پر ٹھوس، پختہ و معتبر دلیل ہو اور ہم یہ تحقیق پیش کرچکے ہیں کہ جن صحابہ کو نصوص کے خلاف تین دن ایامِ قربانی کا قائل بتلایا جاتا ہے ان سے کسی کی طرف اس قول کا انتساب صحیح نہیں یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معارضہ سے خالی نہیں۔ یعنی کہ از روئے حقیقت کسی صحابی کا تین روزہ قربانی کا قائل ہونے والا قضیہ کالعدم ہے، زیادہ سے زیادہ سلیمان بن یسار وابوسلمہ تابعی اور کسی ایک صحابی کو چار دن والے موقف قربانی سے اختلاف کرنے والا کہا جاسکتا ہے، لیکن ہماری توجیہ مذکورہ کے مطابق یہ بات بھی کالعدم ہے اور چار روز ایامِ قربانی پر تمام صحابہ کرام کا سکوتی اجماع ہے اور صحابہ کا یہ سکوتی اجماع نصوص کے مطابق ہے اور اجماع صحابہ حجت ہے اور اس لیے کہ اجماع صحابہ اس بات کی علامت ہے کہ کسی نہ کسی نص شرعی کی بنیاد پر یہ اجماع ہوا ہے، ہم نے اس نص شرعی کا ذکر آگے چل کر کیا ہے جس پر صحابہ کا اجماع سکوتی پایا جاتا ہے۔

حتی کہ جن امام احمد کی طرف موقف غازی پوری پر دعویٰ اجماع منسوب کیا گیا ہے ان کا مذہب بھی حنبلی کتابوں میں ایامِ قربانی چار دن منقول ہے۔ اس کا سبب ہمارے نزدیک صرف یہ ہے کہ تین دن ایامِ قربانی والے اپنے موقف کی غلطی پر مطلع ہو کر موصوف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نصوص واجماع صحابہ کی طرف رجوع کر لیا یعنی چار دن ایام قربانی کو امام احمد بن حنبل نے اپنا مذہب قرار دے لیا اور تین دن والے موقف کو ترک کر دیا۔ اور یہ کہنا کہ چوتھے دن رمی جمار واجب نہیں اس لیے چوتھے دن قربانی بھی واجب نہیں درحقیقت دلیل نہیں بلکہ محض سخن سازی ہے، کسی بھی دلیل شرعی میں منقول نہیں کہ چوتھے دن رمی جمار واجب نہیں؛ اس لیے چوتھے دن قربانی جائز نہیں بلکہ یہ سخن سازی نصوص کے خلاف ہونے کے سبب مردود و باطل ہے۔

کیا تین دن ایامِ قربانی ہونے پر اجماع صحابہ ہے؟

ابوبکر غازی پوری جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ جن صحابہ کا نام ہم نے اپنے موقف کے موافق نقل کیا ہے ان کا کوئی مخالف صحابی نہیں، صرف حضرت علی مرتضیٰ سے ہمارے

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف کے خلاف چار روز ایامِ قربانی والا قول منقول ہے مگر انھیں حضرت علی سے ہمارے موافق بھی منقول ہے سراسر غلط در غلط ہے جس کی تحقیق اوپر آچکی ہے۔ (نیز ملاحظہ ہو ہماری کتاب ضمیر کا بحران ص ۲۸۰ تا ۲۸۲ و غایۃ التحقیق)

نشہ تقلید میں مدہوش ومخبوط غازی پوری نے کہا:

"موطا مالک میں بسند صحیح مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تین دن ایامِ قربانی مانتے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ بھی۔" (ما حصل از زمزم شمارہ مذکور ص ۲۷ و ۲۸)

ہم کہتے ہیں کہ نشہ تقلید میں مدہوش ومخبوط الحواس غازی پوری کی اس بات کا تحقیقی جائزہ ان کی اس زمزمی تحریر سے بہت پہلے ہم اپنی کتاب غایۃ التحقیق اور ضمیر کا بحران میں لے چکے ہیں اور اس مقالہ میں بھی ہم بتلا آئے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس موقف سے رجوع کر کے نصوص کے مطابق چار دن ایامِ قربانی والا موقف اختیار کر لیا تھا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی موقف غازی پوری والی مروی راویت اولا ثابت و معتبر نہیں (کما مر)

ثانیا: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہمارے موافق موقف روایت بسند معتبر منقول ہے، ظاہر ہے کہ غیر معتبر روایت کالعدم ہے اور معتبر روایت مطابق نصوص ہونے کے سبب مقبول ہے، ہماری کتاب ضمیر کا بحران اور غایۃ التحقیق میں تفصیل دیکھیں۔

ثالثاً: بالفرض موقف غازی پوری والی روایت معتبر ہو تو یہ ماننا لازم ہے کہ اس سے رجوع کر کے حضرت علی و ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نصوص کے مطابق موقف اختیار کر لیا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ غیر دانتے ہوئے جانور کی قربانی نہیں کرتے تھے

غازی پوری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول متعارض باتوں میں سے ایک کو اپنے تقلیدی موقف کے مطابق پا کر دلیل شرعی بنائے ہوئے ہیں اور موطا امام مالک میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عمر سے جو یہ روایت مروی ہے کہ:

"کان یتقی من الضحایا والبدن التی لم تسن والتی نقص من خلقھا"

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بلا دانتے ہوئے جانوروں کی قربانی کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور ناقص الخلقت جانوروں کی قربانی سے بھی۔ (مؤطا مالک بتحقیق محمد فواد عبدالباقی ج ۲ ص ۴۸۲، کتاب الضحایا)

حضرت ابن عمر کا یہ موقف احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فرامین مصطفویہ کے مطابق ہے۔ (وللتفصیل موضع آخر)

غازی پوری اور ان کے ہم مزاج لوگوں کا عمل وفتوی ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قول وفعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے، آخر کیوں؟

غازی پوری کا ایک مقلدانہ مطالبہ جسے ہم بہت زمانہ پہلے پورا کر چکے ہیں

یہاں پہنچ کر نشہ تقلید والی مدہوشی ابوبکر غازی پوری پر مزید بڑھ گئی لہذا موصوف نے کہا:

"میں نے اپنے موقف سے متعلق دلائل مذکورہ سے زیادہ والے دلائل کا ذکر نہیں کیا غیر مقلدین پہلے امام مالک و امام احمد سے نمٹ لیں پھر احناف کے مخالف حدیث ہونے کا فیصلہ فرمائیں" (ماحصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۸)

ہم کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث اپنے ہر موقف سے اختلاف رکھنے والوں سے مخبوط الحواس غازی پوری کے اس مشورہ سے ایک ہزار سال سے بھی پہلے نمٹ چکے ہیں، اگر ہمارے مخالف مقلدین میں کوئی دم اور حس وغیرت ہو تو دائرہ اصول وحدودِ شرافت میں رہتے ہوئے ہمارے موقف کی تغلیط ثابت کر دکھائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ حدیث کے مستدلات پر غازی پوری کی مقلدانہ نظر اور بدتمیزی

مدہوش ومخبوط الحواس غازی پوری مزید فرماتے ہیں:

”غیر مقلدین کی مستدل احادیث پر ہم ایک نگاہ ڈالتے ہیں تا کہ ان کے دلائل کا وزن معلوم ہو جائے غیر مقلدین ائمہ اربعہ و جمہور کے خلاف اپنے موقف میں ابن قیم و ابن تیمیہ کے مقلد ہوتے ہیں پھر بھی خود کو غیر مقلد کہتے ہیں ان کا سارا میٹریل و مسالہ ابن قیم و ابن تیمیہ کی تحقیقات ہیں“ (ماحاصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۸)

ہم کہتے ہیں کہ اپنی اس عبارت میں بدحواس غازی پوری نے اہلِ حدیث پر ایجاد اکاذیب و اتہامات مکذوبہ و بہتانِ خالص کا بڑے پیمانہ میں مرتکب ہو کر کیا۔ اپنے کو قرآنی آیت:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝﴾ (پ ۱۴ سورۃ النحل: ۱۰۵)

کا مصداق بنانے کی کوشش تو نہیں کی ہے؟

مخبوط الحواس غازی پوری صاحب آگے بڑھتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

ابن قیم نے زاد المعاد میں چار دن والے موقف ایام قربانی پر جو دلائل پیش کیے وہ یہ ہیں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ ”کل ایام التشریق ذبح“ یعنی سارے ایامِ تشریق ایامِ ذبح ہیں ایامِ تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک یعنی پانچ دن ہیں، غیر مقلدین کی یہ مستدل روایت بقول ابن قیم منقطع وغیر متصل یعنی غیر صحیح ہے اس لیے اس سے ان کا استدلال باطل ہے غیر مقلدین دوسروں سے صحیح حدیث کا مطالبہ کرتے مگر خود ان کے ”حرم“ میں ہر طرح کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنجائش ہے غیر صحیح حدیث سے بھی یہ استدلال کرتے ہیں الخ (ماحصل از زمزم مع حاشیہ ص۲۸ تا ۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ حسبِ عادت نشہ تقلید میں مدہوش غازی پوری نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں تلبیسات کی بھر مار کر رکھی ہے اور "غیر مقلدین" پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے ہوئے لفظ حرم کو واوین میں رکھ کر انتہائی سوقیانہ طنز وطعن کر رکھا ہے۔

غازی پوری اور ان جیسے مقلدین کی نظر پر ہماری نظر

اس میں شک نہیں کہ غازی پوری کی نقل کے مطابق حدیثِ مذکور کی ایک سند کو حافظ ابن قیم نے منقطع کہا ہے اور اس کے متصل ہونے کو غیر صحیح بتلایا اور اس پر تعلیق چڑھانے والے غازی پوری کے ہم مزاج شعیب ارنؤوط وعبدالقادر ارنؤوط نے غازی پوری ہی جیسی مدہوشی سے کام لے کر غازی پوری کی محولہ عبارت زادالمعاد پر تعلیق چڑھاتے ہوئے اس حدیث کی بابت لکھا کہ:

"حديث صحيح أخرجه أحمد ۸۲۲۴ رجاله ثقات إلا أن سليمان ابن موسى لم يدرك جبير ابن مطعم فهو منقطع الخ"۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اول کلام میں ارنووط صاحبان نے حافظ ابن قیم کی منقطع وغیر متصل السند قرار دی ہوئی حدیث کو صحیح کہا اور اس کی سند کے تمام رواۃ کو ثقہ کہا پھر اسے منقطع یعنی ضعیف کہا، ارنووط صاحبان کا یہ بیان تضاد، تعارض واضطراب کا حامل ہے۔ دراصل اس حدیث کی سند مرسل صحیح ہے اور مرسل صحیح غازی پوری کے تقلیدی مذہب میں حجت ہے بلکہ حسبِ ضرورت مرسل غیر صحیح کو بھی یہ تقلید پرست قوم حجت بنا لینے کی عادی ہے۔ تقلید پرست غازی پوری بتلائیں کہ اس مرسل صحیح سے انحراف کر کے انھوں نے اور ان کے ہم مزاج لوگوں نے اپنے اصول وضوابط سے کیوں انحراف وبغاوت وخروج کیا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً: غازی پوری نے اپنے ہم مزاج لوگوں کی صحیح قرار دی ہوئی اس حدیث کو صحیح نہ مان کر اس سے انحراف کرتے ہوئے اس کے خلاف موقف کیوں اختیار کیا؟ اس حدیث کی سند میں انقطاع جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ صحابی اور سلیمان بن موسیٰ تابعی کے درمیان ہے جسے مرسل بھی کہا جاتا ہے اور مرسل سند والی جس حدیث کے سارے رواۃ ثقہ ہوں وہ غازی پوری اور مالکی مذہب میں حجت مانی جاتی ہے، بلکہ ضرورت پڑنے پر غیر ثقہ رواۃ سے مروی مرسل کو بھی احناف حجت بنا کر اپنے اصول کو توڑ دیتے اور علمی و عملی تضاد کے شکار بن جاتے ہیں اور اس پر انھیں کسی قسم کی پشیمانی کے بجائے فخر ہوتا ہے۔ اتنی رسوا کن پالیسی اختیار کرنے والے آخر کس خون و پانی سے بنے ہوئے ہیں کہ اپنے بنائے ہوئے اصول کو توڑ کر بھی ذرہ برابر نہیں شرماتے۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ایک سو سے زیادہ صحیح سندوں کے ساتھ مروی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ حدیث پیرو ہیں مگر غازی پوری جیسے مقلدین بتلائیں کہ اس متواتر المعنی حدیث سے انھیں کیوں انحراف و اعراض و بغاوت ہے؟ پھر غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس نے اس مرسل حدیث کے خلاف باغیانہ اور رسوا کن موقف کیوں اختیار کیا؟

ثالثاً: ایسی مرسل حدیث بالاتفاق حجت ہے جو کسی متصل سند کے ساتھ مروی ہو اگرچہ اس میں قدرے ضعف بھی ہو اور یہ مرسل حدیث متصل معتبر سند سے بھی مروی ہے اور اس کے متعدد شواہد ہیں جن کی بنا پر یہ اصولِ حدیث کے مطابق صحیح قرار پا جاتی ہے، اسے امام ابن حبان نے اپنی کتاب "صحیح" میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ہماری مستدل حدیث کی متصل و صحیح سند

"اخبرنا أحمد بن الحسين بن عبدالجبار الصوفي ببغداد، حدثنا ابونصر عبدالملك بن عبدالعزيز القشيري في شوال ۲۲۳ھ حدثنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن عبدالعزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن عبدالرحمان بن أبی حسین عن جبیر بن مطعم قال: قال رسول الله ﷺ: کل عرفات موقف وارفعوا عن عرفة، و کل مزدلفة موقف وارفعوا عن محسر، و کل فجاج منیٰ منحر، و کل ایام التشریق منحر" (موارد الظمآن کتاب الحج باب ماجاء فی الوقوف بعرفة و المزدلفة، ص ۲۴۹، سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵، کشف الاستار عن زوائد مسند البزار ج ۲ ص ۲۷، نصب الرایة کتاب الحج ج ۳ ص ۶۱، کتاب الاضحیة ج ۴ ص ۲۱۲ - ۲۱۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۵۱، صحیح الجامع الصغیر للالبانی حدیث ۴۵۳۷، مشکوٰة حدیث ۲۵۹۶، معجم کبیر للطبرانی، الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۱۸ ترجمہ سلیمان بن موسیٰ اشدق)

اس حدیث کے آخری فقرہ میں "کل ایامِ التشریق منحر" موجود ہے جو معنوی طور پر "کل ایام التشریق" کی تعبیر ہے اور اس کی سند متصل ہے، اس کے سب ہی رواۃ ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علت قادحہ نہیں۔ آپ ﷺ سے اسے روایت کرنے والے صحابی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ۵۹-۵۸ھ میں فوت ہوئے اور ان سے اسے روایت کرنے والے عبدالرحمان بن ابی حسین بن حارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف نوفلی کو ثقات تابعین میں حافظ ابن حبان نے اس طرح ذکر کیا ہے:

"عبدالرحمان بن ابی حسین والد عبداللہ بن عبدالرحمان ابی حسین یروی عن جبیر بن مطعم و روی عنہ سلیمان بن موسی" (ثقات ابن حبان ج ۵ ص ۱۰۹)

اس حدیث کو حافظ نور الدین ہیثمی نے نقل کرکے کہا: "رجاله موثقون" (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۱)

اسے حافظ ابن حجر نے نقل کرکے اس کے رواۃ کو ثقہ کہا (فتح الباری، کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاضاحی) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان تینوں اماموں نے پوری سند کے رواۃ کو بشمول عبدالرحمان بن ابی حسین ثقہ کہا ہے اور عبدالرحمان کو تابعی نیز انھیں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ صحابی کا شاگرد اور ان سے روایت کنندہ کہا ہے اور اس توثیق عبدالرحمان کے خلاف کوئی بھی کلمہ تجریح کسی صاحب علم سے منقول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ موصوف کے ثقہ ہونے پر تمام لوگوں کا اجماع سکوتی ہے۔ امام ابن حبان کی کتاب "صحیح" کی بابت صراحت ہے کہ:

"فانہ یخرج فی الصحیح ما کان راویۃ ثقۃ غیر مدلس سمع من شیخہ و سمع منہ الآخذ منہ ولا یکون ھناک ارسال و انقطاع"

یعنی امام ابن حبان اپنی صحیح میں صحیح الحدیث ثقہ رواۃ ہی سے راویت کرتے ہیں جنھوں نے اپنے شیخ سے تدلیس نہ کی ہو، نہ اس سے روایت کرنے والے راوی نے تدلیس کی ہو اور ہر ایک نے دوسرے سے لقاء کیا ہو، اس سند میں کسی طرح کا ارسال و انقطاع نہ ہو۔ (مقدمہ موارد الظمآن ص ۱۴)

عبدالرحمان سے اس کے ناقل سلیمان بن موسیٰ اشدق بھی ثقہ تابعی ہیں۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب غایۃ التحقیق طبع اول ص ۴۱ تا ۵۲)

سلیمان سے اس کے راوی سعید بن عبدالعزیز ثقہ ہیں۔ (غایۃ التحقیق ص ۵۲ تا ۵۳)

سعید سے اس کے ناقل ابو نصر عبدالملک بن عبدالعزیز قشیری متوفی ۱۲۸ھ ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب اور عام کتب رجال)

عبدالملک قشیری سے اس کے ناقل احمد ابن الحسین بن عبدالجبار صوفی ثقہ ہیں۔ (ثقات ابن حبان وغیرہ)

اس کا حاصل یہ ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث صحیح اور متصل السند ہے اس میں کسی طرح کا ارسال و انقطاع نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح مرسل حدیث وصحیح متصل حدیثوں سے تائید یافتہ ہے

ظاہر ہے کہ یہ صحیح ومتصل حدیث اپنے والی مرسل حدیث کی معنوی متابع وشاہد ہے جس کی بنا پر وہ مرسل حدیث بھی صحیح بن گئی ہے۔اس بنا پر اس کی مرسل سند کو مرسل (منقطع وغیر متصل) کہنے کے بعد آگے چل کر حافظ ابن قیم نے فرمایا:

"وروی من وجھین مختلفین یشد أحدھما الآخر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: کل منی منحر وکل ایام التشریق ذبح وروی من حدیث جبیر بن مطعم وفیہ انقطاع ومن حدیث اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر وقال یعقوب بن سفیان: اسامۃ بن زید عند اھل المدینۃ ثقۃ مامون"

یعنی: حدیث مذکورہ دو متصل سندوں سے مروی ہے ہر سند دوسری سند کو قوت بخشتی ہے اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دوسری منقطع سندوں سے بھی مروی ہے اور یہی حدیث اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر کی متصل وصحیح سند کے ساتھ بھی مروی ہے، امام یعقوب بن سفیان فسوی نے اسامہ بن زید کی بابت کہا کہ موصوف تمام اہلِ مدینہ کے نزدیک ثقہ ومعتبر ہیں۔(زاد المعاد ج ۲ ص ۳۱۹)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حافظ ابن قیم نے اپنی اس عبارت میں حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی دو سندوں کو متصل ومعتبر کہہ کر فرمایا کہ یہ دونوں معتبر سندیں ایک دوسری کو مزید تقویت دے کر مزید معتبر بنا رہی ہے یعنی اس کی دو سندیں بتصریح حافظ ابن قیم متصل ومعتبر وصحیح ہیں، ان دونوں معتبر وصحیح سندوں سے مروی اس حدیث کو صحیح ومعتبر قرار دے کر حافظ ابن قیم نے مزید کہا کہ یہی صحیح ومعتبر حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقطع سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ اس سے پہلے منقول اسی حدیث کی سند کو حافظ ابن قیم نے جو منقطع و غیر متصل کہا ہے اور وہ منقطع و غیر متصل سند در حقیقت "مرسل صحیح" حدیث ہے اسی کی طرف حافظ ابن قیم نے یہ اشارہ کیا ہے کہ یہ مرسل صحیح حدیث دو متصل و معتبر سندوں سے بھی مروی ہونے کے باعث بذاتِ خود بھی صحیح و معتبر قرار پاتی ہے، کیوں کہ مرسل صحیح والی حدیث اگر ایک ہی متصل و معتبر سند سے مروی ہو تو اس معنوی متابعت سے صحیح بن جاتی ہے چہ جائیکہ یہ حدیث ایسی دو متصل و معتبر سندوں سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو مزید در مزید صحیح قرار دیتی ہیں۔

اہلِ حدیث کی مستدل حدیث کی چوتھی معتبر سند

اور تین معتبر سندوں سے مروی زیرِ بحث حدیث ایک چوتھی معتبر سند سے بھی مروی ہے جو اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر سے منقول ہے اور چونکہ اسامہ بن زید متفق علیہ ثقہ راوی ہیں اور جس سند سے اسامہ نے اسے نقل کیا ہے اس کے راوی عطاء بن ابی رباح ثقہ تابعی ہیں، جن سے افضل و جامع العلوم راوی امام ابوحنیفہ نے بقول خویش نہیں دیکھا) اور عطاء نے اسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی سے نقل کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اس لیے یہ چوتھی سند بھی معتبر ہے اور یہ چاروں معتبر سندیں جن میں سے ہر ایک مرسل صحیح ہے باہم مل کر مزید در مزید صحیح قرار پاتی ہیں۔

غازی پوری اور ان کے ہم مزاج مقلدین پر حافظ ابن قیم کی زوردار علمی گھونسہ بازی

حافظ ابن قیم کے باب کا یہی معنی و مطلب ہے مگر غازی پوری جیسے مخبوط الحواس و مدہوش شخص اور ان کے ہم مزاج لوگوں نے حافظ ابن قیم پر افتراء پردازی و اتہام بازی و بہتان تراشی کرتے ہوئے یہ صریح و خالص کذب بیانی و لغو طرازی کی کہ حافظ ابن قیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس حدیث کو منقطع اور غیر متصل السند کہہ کر ضعیف قرار دیا ہے، پھر اپنی اس بات سے پہلے حافظ ابن قیم نے بالجزم حضرت علی مرتضیٰ سے مروی یہ معتبر و صحیح اثر نقل کیا ہے کہ ایامِ قربانی چار ہیں اور یہی موقف امام اہلِ بصرہ حسن بصری اور امام اہلِ مکہ عطاء بن ابی رباح، اہلِ شام اوزاعی، امام اہلِ حدیث امام شافعی اور امام المحدثین ابن المنذر کا ہے اور ہماری ذکر کردہ تینوں باتیں ایک یہ کہ یوم النحر دسویں ذی الحجہ کے آخری وقت میں اگر قربانی کی جائے تو اس کے بعد مزید تین دن گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کو قربانی کا گوشت کھایا اور ذخیرہ کر کے رکھا جاسکتا ہے اس لیے جن احادیث میں صرف تین دن قربانی کے گوشت کھانے اور رکھنے کا حکم ہے اور انھیں حدیثوں سے احناف اور ان کے موافقین کا استدلال ہے کہ یہ ایامِ قربانی صرف تین دن ہیں ان کا یہ استدلال باطل قرار پا کر چار دن قربانی کی مشروعیت کو مستلزم ہے۔

دوسری یہ کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف صرف تین دن قربانی کی مشروعیت کا موقف رکھنے والے یہ مانتے ہیں کہ گیارہویں و بارہویں ذی الحجہ کو بھی قربانی مشروع ہے اور بارہویں ذی الحجہ کے بالکل آخری وقت میں قربانی کا جانور ذبح کرنے سے لازم آتا ہے کہ تیرہویں، چودہویں، پندرہویں ذی الحجہ تک اس قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں، جو موقف احناف کے مطابق اس بات کو مستلزم ہے کہ پندرہویں ذی الحجہ تک قربانی مشروع ہے، اسی طرح گیارہویں ذی الحجہ کے اخیر میں قربانی کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ چودہویں ذی الحجہ تک قربانی مشروع ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تین دنوں ہی تک قربانی کے گوشت رکھنے اور کھانے والے حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ لازم نہیں آتا کہ صرف تین ہی دن قربانی مشروع ہے، کیوں کہ یہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصول احناف کے مطابق اس پر دلالت کرتا ہے کہ قربانی کا جانور ذبح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بعد تین دنوں سے کچھ زیادہ قربانی والا گوشت کھایا اور رکھا جا سکتا ہے اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں ان کا اصول انھیں کے طرزِ عمل سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ نیز ان احناف اور اس مسئلہ و اصول میں ان کے موافقین سے کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے صرف تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کی ممانعت کی ہے نہ کہ تین دن سے زیادہ کرنے کی ممانعت کی ہے، تو یہ دو مختلف باتیں ایک دوسرے سے کیا واسطہ رکھتی ہیں؟ لہٰذا یہ طریق استدلال باطل ہی باطل ہے اور تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے اور رکھنے کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو قربانی کی جائے اور ممانعت والی حدیث نبوی ﷺ تین دن ایامِ قربانی کے موقف پر استدلال کیا جائے جن کا مجموعہ تین باتوں پر مشتمل ہے، ان تینوں باتوں سے لازم آتا ہے کہ ایامِ منیٰ و ایامِ رمی (کنکری مارنے کے دن) اور ایامِ تشریق نیز ان میں روزہ رکھنے کی شرعی ممانعت اس احکام کی جنس (اخوہ) سے ہیں تو کیسے ان ایام (ایامِ منی، ایامِ رمی و ایامِ تشریق) میں قربانی کی مشروعیت میں اور احکام مذکورہ میں تفریق جائز ہے، جب کہ اس پر نہ کوئی نص ہے نہ اجماع ہے؟ (زاد المعاد ج ۲ ص ۳۱۸ تا ۳۱۹)

ناظرین کرام واضح طور پر حافظ ابن قیم کی عبارت میں دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین دن ایامِ قربانی کے موقف کو غیر منصوص و غیر اجماعی قرار دیتے ہوئے موقف مذکور رکھنے والوں کے اصول استدلال کی دھجیاں بکھیر کر چار دن ایامِ قربانی والے موقف کو منصوص اور اصولِ شریعت کے مطابق بتلا رہے ہیں۔

موقف اہلِ حدیث پر دلالت کرنے والی پانچویں صحیح حدیث نبوی ﷺ

تعلیقِ زاد المعاد میں کہا ہے کہ:

"رواہ ابن حبان والبزار من حدیث سعید بن عبدالعزیز عن سلیمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن موسیٰ عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن أبی الحسین عن جبیر بن مطعم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "کل ایامِ التشریق ذبح" الخ" (بحوالہ نصب الرایہ ج ۳ ص ۹۶۱، ج ۴ ص ۲۱۳ والجواہر النقی مع سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵ تا ۲۹۶، التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی ج ۲ ص ۵۴۴)

یہ معلوم ہے کہ حافظ ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں رواۃ سے روایت نقل کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ثقہ ہوں اور جو راوی مدلس ہوں ان کی روایت میں علت تدلیس نہ پائی جاتی ہو اور نہ کوئی دوسری ہی علت قادحہ پائی جاتی ہو، اس اصولِ ابن حبان کے مطابق اس حدیث کی سند متصل وصحیح ہے اور ہمارے موقف پر دلالت کرنے والی یہ پانچویں حدیث ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح یہ حدیث عبدالرحمان بن ابی حسین نے متصل وصحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے اسی طرح ان کے صاحب زادے عبداللہ نے بھی اسے متصل وصحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ ایسا بہت ہوتا ہے کہ کسی صحابی سے کسی تابعی نے جو حدیث راویت کی ہو اسی صحابی سے اس تابعی کے بیٹے نے بھی روایت کی ہو اور اس تابعی کا بیٹا بذاتِ خود تابعی ہونے کے ساتھ ثقہ ہو مگر امام بزار نے کہا کہ عبداللہ کا لقاء حضرت جبیر بن مطعم صحابی سے نہیں ہے۔ یعنی کہ یہ سند منقطع ہے لیکن امام ابن حبان نے اسے غیر منقطع متصل وصحیح کہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ اس لیے اسے متصل السند وصحیح ماننا لازم ہے، امام ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مروزی متوفی ۳۴۰ نے اسے صحیح کہا ہے۔ (سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۸)، حاصل یہ کہ عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی حسین اور ان کے باپ عبدالرحمان سے مروی یہ حدیث متصل السند اور صحیح ہے۔

یہ کل پانچ صحیح احادیث ہوئیں جو قربانی کے چار ایام ہونے پر پانچ نصوص نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تعبیر کی جاسکتی ہیں جن کے خلاف موقف رکھنے والوں کے پاس کوئی بھی منصوص دلیل نہیں ہے۔

موقف اہلِ حدیث کے موافق چھٹا تا بارہواں نص

چھٹا تا بارہواں نص شرعی موقف اہلِ حدیث پر اصولِ احناف کے مطابق یہ ہے کہ آپ نے یوم النحر دسویں ذی الحجہ ہی کو تین دنوں سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے سے منع کیا تھا جیسا کہ حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ:

"قال رسول الله ﷺ يوم الاضحى: من ضحى منكم فلا يصبحن من أضحيته في بيته بعد ثالثة شئي. الحديث"

یعنی: آپ نے دسویں ذی الحجہ کو فرمایا کہ تم میں سے جو قربانی کرے اس کی قربانی کے گوشت میں سے ان کے گھر تین دنوں سے زیادہ والی صبح سے کچھ بھی گوشت ہرگز نہ رہنے پائے۔ (صحیحین و سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۲)

یہ معلوم ہے کہ صحیحین کی متفق علیہ احادیث قطعی طور پر صحیح ہوتی ہیں اور دسویں ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے سے چند منٹ پہلے قربانی کے جانور ذبح کیے جائیں تو چوبیس گھنٹوں پر مشتمل یہ دسویں ذی الحجہ والا دن ختم ماننا ہوگا اس کے بعد تین دن مزید قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کا مطلب التزامی طور پر یہ ہوا کہ تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کا گوشت کھایا اور کھانے کا حکم شریعت نے دیا ہے اور اسی حدیث نبوی ﷺ یعنی نصِ نبوی ﷺ سے ابوبکر غازی پوری اور ان کے موافقین کا استدلال ہے کہ جتنے دن گوشت قربانی کھانے اور رکھنے کا حکم شرعی ہے اتنے ہی دن قربانی کرنے کا بھی حکم شرعی ہے، اس سے لازم آتا ہے کہ دسویں ذی الحجہ سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ تک یعنی چار دن قربانی کرنے کا حکم شرعی ہے اور اس کا لازمی مطلب اصول غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان کے موافقین کے یہاں قربانی کرنی چار روز یعنی دسویں ذی الحجہ سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ تک مشروع ہے۔ فهل من مدكر؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کی ممانعت والی احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، انھیں اگر ہم صرف سات احادیث مانیں تو ہمارے موقف پر دلالت کرنے والی احادیث کی تعداد بارہ ہوجائے گی۔

موقف اہلِ حدیث پر دلالت کرنے والا تیرہواں و چودھواں نص

موقف اہلِ حدیث پر دلالت کرنے والا تیرہواں اور چودھواں نصِ شرعی یہ ہے کہ متعدد محدثین نے امام حافظ دحیم عبدالرحمان بن ابراہیم بن عمرو ابوسعید عثمان الصدفی دمشقی مولود ١٧٠ھ ومتوفی ٢٤٥ سے نقل کیا ہے۔

"حدثنا محمد بن شعیب اخبرنی معاویة بن یحیٰ الصدفی عن الزهری عن سعید ابن المسیب عن ابی هریرة وابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال: أيام التشريق كلها ذبح"

یعنی: دو جلیل القدر صحابہ حضرت ابوہریرۃ وابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے ایامِ تشریق قربانی کرنے کے ایام ہیں۔ (سنن بیہقی ج ٩ ص ٢٩٦، کتاب العلل لابی حاتم الرازی ج ٣ ص ٣٨، الکامل لابن عدی ج ٦ ص ٢٣٩٦، میزان الاعتدال للذہبی ترجمہ ص ٨٦٣ معاویة بن یحیی صدفی، ج ٤ ص ١٣٩، نصب الرایة ج ٤ ص ٢١٣۔)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حدیثِ مذکور دو صحابہ سے مروی ہے اس لیے اسے دو احادیث سے تعبیر کرنا صحیح ہے صحابہ کی توثیق وتعدیل منصوص ہے، ان دونوں سے اس حدیث کو سید التابعین امام سعید بن مسیب نے نقل کیا جو متفق علیہ ثقہ ہیں خصوصاً حضرت ابوہریرۃ سے ان کی حدیث "اصح الحدیث" کہلاتی ہے اور امام سعید سے ان کے راوی امام زہری اوساط تابعی میں سے ثقہ اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، ان سے اس حدیث کے راوی معایہ بن یحییٰ صدفی کو امام زہری کی کتابیں جو امام شعیب بن ابی حمزہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابت کردہ اور بہت صحیح و معتبر تھیں حاصل ہوگئی تھیں اور امام زہری کی انھیں کتابوں میں زیرِ نظر حدیث بھی لکھی ہوئی تھی جسے انھوں نے یعنی معاویہ صدفی نے امام زہری سے پڑھا بھی تھا، یہ تفصیل ہماری کتاب غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق ص ۲۵ تا ۳۲ میں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

روی عن الزهری احادیث مستقیمة کانها من کتاب (میزان الاعتدال، ترجمہ معاویہ بن یحییٰ صدفی ج ۴ ص ۱۳۸) وعام کتب تراجم۔

یعنی: زہری سے معاویہ صدفی کی بیان کردہ احادیث معتبر و صحیح ہیں۔

اس بات پر اہلِ علم متفق نظر آتے ہیں کہ شام میں معاویہ صدفی کی بیان کردہ احادیث معتبر و صحیح ہیں اور شام سے موصوف "رے" آئے تو ان کا حافظہ خراب ہوگیا لہٰذا "رے" میں ان کی بیان کردہ احادیث غیر معتبر ہیں لہٰذا معاویہ صدفی پر کلمات تجریح "رے" میں بیان کردہ روایات سے تعلق رکھتے ہیں اور کلمات توثیق شام میں بیان کردہ روایات سے متعلق ہیں اور روایت مذکورہ موصوف نے شام ہی میں اپنے شامی شاگرد محمد بن شعیب بن شابور سے بیان کی جو بلند پایہ ثقہ ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں احادیث صحیح و معتبر ہیں۔

موقف اہلِ حدیث کے موافق پندرہواں نص

موقف اہلِ حدیث پر دلالت کرنے والا پندرہواں نص یہ ہے کہ:

"قال الامام الدار قطنی: حدثنا یحی بن محمد بن صاعد، نا احمد بن منصور بن سیار، نا محمد بن بکیر الحضرمی، نا سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التنوحی عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر بن مطعم عن أبیه ان رسول الله ﷺ: قال أیام تشریق کلها ذبح"

یعنی: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سارے ایامِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریق ایامِ قربانی ہیں۔(سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۸۴، سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶، معجم کبیر للطبرانی مطبوع بغداد ۱۹۷۹ء ج ۲ ص ۱۴۴، نصب الرایہ ج ۳ ص ۶۱، ج ۴ ص ۲۱۲، ۲۱۳ بحوالہ معرفة السنن والآثار للبیهقی، مسند البزار، کشف الاستار عن زوائد مسند البزار باب متی یخرج وقت الاضحیة ج ۲ ص ۶۱، کشف الاستار باب عرفة کلها موقف ج ۲ ص ۲۷)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان کے صاحب زادے نے نقل کی ہے جو صحیحین و عام کتب حدیث کے رواۃ میں سے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ صحیحین کا راوی متفق علیہ طور پر ثقہ ہے، نافع سے اس کے راوی سلیمان بن موسیٰ اشدق ثقہ ہیں۔(غایة التحقیق ص ۴۱ تا ۵۲)

سلیمان سے اسے سعید بن عبدالعزیز تنوخی نے نقل کیا جو صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔(رجال الصحیحین ج ۱ ص ۱۷۵) ان کا ثقہ ہونا متحقق ہے (عام کتب رجال)

سعید تنوخی سے یہ حدیث سوید بن عبدالعزیز نے نقل کی جو ثقہ و معتبر ہیں۔(غایة التحقیق ص ۷۲ تا ۸۱)

اور سوید سے اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کیا، سوید و امام طبرانی کے متعدد متابع معتبرہ ہیں اس لیے یہ حدیث معتبر اور کم از کم حسن ہے۔

موقف اہلِ حدیث کے موافق سولہواں نص

موقف اہلِ حدیث پر سولہویں دلیل معتبر یہ ہے:

"أخرج الطبرانی عن حفص بن غیلان عن سلیمان ابن موسی عن محمد بن المنکدر عن جبیر بن مطعم عن النبی ﷺ قال أیام التشریق کلها ذبح"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی: حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے ایامِ تشریق ایامِ قربانی ہیں۔ (نصب الرایة ج ۳ ص ۶۱ بحوالہ طبرانی) اس حدیث کے سب ہی رواۃ ثقہ ہیں سند صحیح ہے۔

موقف اہلِ حدیث کے موافق سترہویں دلیل

موقف اہلِ حدیث پر سترہویں دلیل یہ ہے کہ:

"قال الامام الدارقطنی: حدثنا ابوبکر النیشا بوری، نا احمد بن عیسیٰ الحشاب، ناعمرو بن ابی سلمة، ناابو معبد عن سلیمان بن موسیٰ أن عمرو بن دینار حدثنا عن جبیر بن مطعم أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: کل أیام التشریق ذبح"

یعنی: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے ایامِ تشریق ایامِ قربانی ہیں۔ (سنن دارقطنی مع تعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴، سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶)

اس روایت کے سب ہی رواۃ احمد بن عیسیٰ خشاب کو چھوڑ کر معتبر ہیں، مگر احمد بن عیسیٰ خشاب کی ولادت سے بہت پہلے ساری معتبر سندوں سے یہ روایت مروی ہو چکی ہے۔ اور "قد یصدق الکذوب" والی مثل کے مطابق احمد بن عیسیٰ خشاب نے یہ روایت صحیح طور پر بیان کردی ہے۔ لہٰذا ہم بطور متابع اسے ذکر کر رہے ہیں۔

موقف اہلِ حدیث پر اٹھارہویں دلیل

موقف اہلِ حدیث پر اٹھارہویں معتبر دلیل یہ ہے:

"قال الامام البیہقی: اخبرنا علی بن احمد بن عبدان، انبأنا احمد بن عبید، نا الحارث بن ابی اسامة، ثنا روح بن عبادة عن ابن جریج، اخبرنی عمرو بن دینار أن نافع بن جبیر بن مطعم أخبرہ عن رجل من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أصحاب النبی ﷺ قد سماہ نافع فنسیتہ أن النبی ﷺ قال لرجل من غفار: قم فأذن أن لا یدخل الجنۃ إلا مومن وإنہا أیام أکل و شرب أیامِ منیٰ زاد سلیمان بن موسیٰ و ذبح یقول: أیامِ ذبح یقولہ ابن جریج"

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری صحابی سے فرمایا کہ اٹھو اور لوگوں میں اعلان کرو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا اور ایامِ منیٰ کھانے پینے اور قربانی کے جانور ذبح کرنے کے دن ہیں۔ (سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶)

اس روایت کی سند میں دو صحابی ہیں جن کا نام مذکور نہیں، مگر صحابہ کرام کی توثیق و تعدیل منصوص ہے اور صحابی سے اسے روایت کرنے والے نافع بن جبیر بن مطعم کا صحیحین کا متفق علیہ ثقہ راوی ہونا مذکور ہو چکا ہے۔ ان سے اسے روایت کرنے والے امام عمرو بن دینار ابو محمد اثرم جمحی مکی بھی متفقہ طور پر ثقہ ہیں، ان سے اسے روایت کرنے والے امام ابن جریج بھی متفقہ طور پر ثقہ ہیں، ان کی بہت ساری کتابیں بھی ہیں اور یہ حدیث ان کی کتابوں ہی سے منقول ہے، ان سے اس کے راوی روح بن عبادہ بصری بھی متفقہ طور پر ثقہ اور کتب حدیث وتفسیر واحکام وسنن کے مصنف ہیں، روح سے اس کے ناقل حارث بن ابی اسامہ ثقہ اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ یہ حدیث انھوں نے روح کی کتاب سے سماعاً نقل کی اور ان سے احمد بن عبید بن اسماعیل بصری متوفی ۳۴۱ھ ثقہ ومعتبر ہیں۔ (سیر اعلام النبلا ج ۵ ص ۴۳۸ تا ۴۴۰)

صفار موصوف بھی کتاب السنن والمسند کے مصنف تھے اور ان کی کتابوں میں سے یہ حدیث بھی منقول ہوگی جسے امام بیہقی نے سماع کیا، حافظ ذہبی نے کہا کہ "یکثر ابو بکر البیہقی من تخریجہ فی توالیفہ" امام بیہقی موصوف صفار سے ان کتابوں میں بکثرت تخریج احادیث کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام رواۃ نے صرف ''ایام اکل و شراب ایام منی'' کا لفظ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) نقل کیا۔ مگر سلیمان بن موسیٰ اشدق نے ''ایام اکل و شراب و ذبح'' کا لفظ بیان کیا یعنی ایک لفظ ''ذبح'' کا اضافہ کیا اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ ''ذبح'' کا اضافہ کرنے میں سلیمان کے متعدد متابع ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسمِ حج میں چار روزہ قیام منی کے زمانے میں یہ اعلانِ عام تمام صحابہ کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروایا کہ ایامِ قربانی چار دن ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں شریک ہونے والے ایک لاکھ سے زیادہ تمام صحابہ نے سنا اور یہ ممکن نہیں یہ صحابہ کرام اس اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چار دن کے بجائے چار دنوں سے کم یا زیادہ قربانی کے جانور ذبح کرنے کو مشروع قرار دے لیتے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے تھوڑے ہی دنوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ فانی سے عالم برزخ میں منتقل ہو گئے لہٰذا اس حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نسخ و ترمیم کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا ظاہری اور واضح مقتضیٰ یہ ہے کہ چار روز ایامِ قربانی قولاً و عملاً ماننے پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اور اجماعِ صحابہ بالاتفاق حجت ہے۔ لہٰذا اس اجماع صحابہ اور نصوص شرعیہ سے کسی صحابی کا اختلاف دلیل معتبر کے بغیر ہرگز نہیں کیا جا سکتا اور ہم بتلا چکے ہیں کہ ان نصوص شرعیہ و اجماع صحابہ سے کسی بھی صحابی کا اختلاف بسند معتبر یا خالی از معارضہ ثابت نہیں ہے۔

اس اجماع اور نصوص شرعیہ کے خلاف تقلیدی حواس باختگی کے شکار غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان کے ہم مزاج و موافقین کی غوغا آرائی اور شورش و غل غپاڑہ کی طرف کوئی سلیم الطبع، صحیح المزاج متدین و تقویٰ شعار آدمی کیوں کر کسی قسم کی توجہ دے سکتا ہے؟

غازی پوری اور اس طرح کے گپ بازوں، دین فروشوں اور دین میں رخنہ اندازوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں کا سننا کسی کو گوارا ہو سکتا ہے؟ یہ بیان ہو چکا ہے کہ ان احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معنوی متابعت ایک سو سے زیادہ معتبر حدیثوں سے ہوتی ہے۔

غازی پوری جیسے حق وصواب کے معاندین کان کھول کر سن لیں کہ ابھی قیامت اتنی قریب نہیں آگئی ہے کہ حامیان سنت وغیرت سلفیت رکھنے والوں سے دنیا خالی ہوگئی ہے کہ وہ اپنی مقلدانہ غوغہ آرائی، اکاذیب آفرینی و پرستش تلبیسات کے لیے بالکل ہی آزاد چھوڑ دیئے جائیں گے کہ جو چاہے مسلک کتاب وسنت کے خلاف مقلدانہ افتراء پردرازیاں، بہتان طرازیاں، اتہام تراشیاں، لغو ولایعنی گیاسٹک جاری رکھیں اور سلفی لوگ خاموش رہیں۔

تقلید پرست بے راہ رو و بے لگام کتاب وسنت کے خلاف چاہیں کتنے محاذ کھولیں وہ میدانِ تحقیق میں سلفیت کے مقابلہ میں ہمیشہ ذلیل ورسوا کن شکست وریخت کے شکار ہوتے رہیں گے، یہ مقلدینِ ناتوفیق کا زعم باطل وخیال فاسد ہے کہ وہ سلفیت کے خلاف متحد ہو کر غوغہ آرائی ومحاذ آرائی کر کے سلفیت کو مات دے سکیں گے۔ افسوس کہ یہ مقلدینِ ناتوفیق دین کے بنیادی کام کی توفیق سے بالکل محروم ویکسر خالی وعاری ہیں اور غلط روی کی حمایت میں تازہ دم وسرگرداں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی اصلاح کرے اور انھیں اصلاح پذیری کی توفیق سے بہرہ ور کرے آمین۔

حدیث متواتر اور اس سے زیادہ مزید اٹھارہ نصوص کے خلاف ابو بکر غازی پوری کی جہالت مرکبہ والی غوغہ آرائی

اٹھارہ نصوص شرعیہ سے ثابت ہونے والے سلفی موقف کے خلاف مزید غوغہ آرائی کرتے ہوئے اور اپنی جہالت مرکبہ کا مزید ثبوت فراہم کرتے ہوئے نشہ تقلید میں بدمست غازی پوری اینڈ کمپنی مدہوشی کے عالم میں لایعنی لغوطرازی کرتے ہوئے اپنے ابنائے جنس کی طرح فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دوسرے یہ کہ اس حدیث (جسے خبط الحواسی میں غازی پوری صاحب غیر صحیح و منقطع قرار دیئے ہوئے ہیں) ہی سے استدلال کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کرنا چاہیے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایامِ تشریق ایامِ قربانی ہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ایامِ تشریق نویں ذی الحجہ سے شروع ہوجاتے ہیں۔ مگر ہمیں ایک غیر مقلد بھی نظر نہیں آتا جو نویں ذی الحجہ کو قربانی کرتا ہو سوال یہ ہے کہ آدھا تیتر آدھا بیٹر والا طریقہ غیر مقلدین نے کیوں اختیار کیا؟" (ماحصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۹)

لفظ تشریق کے معنی سے غازی پوری کی ناواقفیت

ہم کہتے ہیں کہ تقلیدی بدمستی و مدہوشی و خبط الحواسی میں پڑے ہوئے غازی پوری اور انھی جیسے ان کے موافقین دیوانگی کی سرحدیں تک پھلانگ جانے والوں اور الٹی کھوپڑی رکھنے والوں کے علاوہ کسی بھی شخص نے کبھی بھی ایامِ تشریق نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کو نہیں بتلایا ہے نہ قیامت تک کسی سلیم الطبع وصحیح المزاج آدمی سے ایامِ تشریق کا یہ مطلب بتلانے کی توقع ہوسکتی ہے، حتی کہ حنفی مذہب کی تقلیدی کتاب ہدایہ (جسے احناف کے یہاں کالقرآن ہونے کا مقام حاصل ہے) میں یہ صراحت موجود ہے کہ "وأیام النحر ثلاثة و أیام التشریق ثلاثة" یعنی حنفی مذہب میں قربانی کے دن تین ہیں اور تشریق کے دن بھی تین ہیں۔ (ھدایه مع شرح عین الھدایه مطبوع ۱۹۹۲ گنج شکر پریس لاہور ج ۴ ص ۳۲۵ پندرہویں سطر)

پھر عام کتب احناف میں یہ صراحت ہے کہ تشریق کے تینوں دنوں سے مراد ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں ہیں۔ حنفی کتابوں اور عام کتب لغت خصوصاً لغت حدیث وفقہ کی کتابوں میں انھی تاریخوں کو تشریق کہا گیا ہے اور گیارہویں ذی الحجہ سے پہلے والا دن یوم النحر کہلاتا ہے، دریں صورت تشریق کے تین دن اور یومِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النحر کا ایک دن ملا کر قربانی کے چار ایام قرار پاتے ہیں، مگر تقلیدی جنونی و دیوانگی غازی پوری اینڈ کمپنی کی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ:

وحشت میں وحشی کو الٹا نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

نیز ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے غازی پوری اور ان کے جملہ حوارئین و مساعدین و موافقین وہم مزاج لوگ اپنی خبط الحواسی اور دیوانگی والی بات پر اپنے اوپر یہ شعر منطبق کریں:

بک رہا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پھر اپنے جہل مرکب پر یہ لوگ اپنا سر دھنیں اور اس حقیقت کو اور مان لیں کہ بدحواس و مدہوش غازی پوری اور ان کے موافقین کے علاوہ تخلیقِ کائنات ہونے سے لے کر آج تک پھر قیامت تک کوئی بھی باہوش آدمی نویں ذی الحجہ سے ایامِ تشریق کی شروعات نہیں مانتا نہ مانے گا۔

نویں ذی الحجہ کا نام اصطلاحِ شریعت میں یومِ عرفہ ہے جس دن غیر حجاج کو شریعت نے روزہ رکھنے کی ترغیب دے رکھی ہے اور دسویں ذی الحجہ کا نام یوم النحر ہے جو قربانی کا پہلا دن ہے۔ اس پر نصوص شرعیہ تو قائم ہی ہیں مگر اس پر سب کا اجماع بھی ہے اور اس پر بھی سب کا اجماع ہے کے ایامِ تشریق کل تین دن ہیں گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ، ایک حنفی المسلک عالم کی لکھی ہوئی عربی اردو لغت کی مشہور و معروف کتاب مصباح اللغات جو ابتدائی طلبہ کے یہاں بھی مروج ہے اس میں لکھا ہے کہ:

"التشہایق - ایامِ تشریق عید الاضحیٰ کے بعد تین دن ہیں" (مصباح اللغات، ص ۴۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لفظ کے یہی معنی تمام کتب لغات، شروح حدیث اور فقہ و شروح فقہ میں لکھے ہیں مگر غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس کی خبط الحواسی، مدہوشی جنون و دیوانگی کی ساری سرحدیں پار کررہی ہے اور وہ ایامِ تشریق کی ابتداء نویں ذی الحجہ سے مانتے اور لکھتے ہیں۔

اس دیوانگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

بھلا ایسے بد دماغ و عقل سے پیدل لوگوں سے کون بات کرے؟ ہم تو ان دیوانوں اور خبط الحواس لوگوں سے متاثر ہونے والے لوگوں کو اصل معاملہ بتلا رہے ہیں کیوں کہ اس زمانے میں دیوانوں ہی کو بہت سارے لوگ اولیاء اللہ اور عارفِ کامل سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے معتقد رہتے ہیں۔ افسوس

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

غازی پوری کی مقلدانہ ترنگ

مخبوط الحواس غازی پوری مندرجہ بالا ساری خبط الحواس والی باتوں کے بعد دیوانگی کی ترنگ میں فرماتے ہیں:

"غرض اولاً یہ حدیث (جس حدیث پر سلفی موقف قائم ہے) منقطع وضعیف وناقابلِ استدلال ہے۔
ثانیا: غیر مقلدین کی اس مستدل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نویں ذی الحجہ قربانی کا دن ہے جس پر خود غیر مقلدین کا عمل نہیں دوسروں کے لیے یہ کیسے حجت ہوسکتی ہے؟" (زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۹)

ہمیشہ سے اہلِ حق تعداد میں کم اور جاہل، اجڈ و غنڈہ گرد تعداد میں زیادہ رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسی فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ اور اس سے بھی کہیں زیادہ تابعین اور تابعین کے بعد والے اسلاف کرام کا عمل تھا، خود ہمارے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا اپنے اسی فرمان پر عمل تھا اور اسی لیے آپ ﷺ نے یہ فرمان جاری بھی کیا تھا کہ تمام اہلِ اسلام اس پر عمل کریں، اگر بالفرض کسی صحابی سے اس فرمان شرعی کے خلاف کسی وجہ سے قول و عمل سرزد ہوگیا تو ہم کو یہ عقیدہ و ایمان رکھنا لازم ہے کہ صحابی موصوف سے خطائے اجتہادی کے سبب لغزش ہوگئی، اسی طرح کی بات اس فرمان شرعی کے خلاف عمل کرنے والے تابعین و دیگر اسلاف کی بابت کہی جائے گی۔

اگر غازی پوری صاحب جیسے مفقود الحواس اس نص شرعی کو ساقط الاعتبار و نا قابلِ استدلال کہیں تو اس طرح کے لوگ ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں جو انبیائے کرام اور مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے پیش کردہ نصوص کو حجت نہیں مانتے تھے اور اس طرح کے لوگوں کی اکثریت آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی، اس پر نصوص قرآنیہ و نصوص نبویہ ﷺ شاہد ہیں۔

ارشاد قرآنی ہے:

﴿وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾ (پ ۷ سورۃ مائدہ ۱۰۳)

﴿اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴾ (پ ۸ سورہ انعام ۱۱۱)

﴿اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (پ ۷ سورہ انعام ۳۷)

ان آیات کی ہم معنی بہت ساری آیات ہیں، ہم اختصار کے پیش نظر انھیں کی نقل پر اکتفاء کرتے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ دنیا کے اکثر لوگ عقل و علم و جانکاری سے پیدل ہوتے ہیں اور جاہل محض بھی، جاہل کے معنی اجڈ و غنڈہ لوفر بھی آتے ہیں اسی لیے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ الانعام:۱۱۶)

یعنی اے ہمارے نبی (اس خطاب میں جملہ اہلِ اسلام داخل ہیں)! اگر روئے زمین کے اکثر لوگوں کی آپ ﷺ اطاعت و اتباع کریں گے تو یہ اکثر لوگ آپ ﷺ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہِ الٰہی سے گمراہ کر کے قعرِ ضلالت میں ڈال دیں گے۔

جہل مرکب کے شکار غازی پوری کو ہمارا ناصحانہ مشورہ

ہمیں توقع تو نہیں ہے کہ غازی پوری اور ان جیسے جہل مرکب کے شکار ہمارا مشورہ مانیں گے پھر بھی ہم حکم قرآنی: ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ﴾ (پ ۳۰ سورة الغاشیہ-۲۱) کے مطابق نہایت مخلصانہ، خیر خواہانہ، ناصحانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سلفیت کے خلاف محاذ آرائی کے ذریعہ ناروا اندوزی، شکم پروری اور ناجائز وحرام قسم کی شہرت طلبی سے تائب ہو کر کسی مناسب سلفی درس گاہ میں پھر سے داخلہ لے کر سلفی مدرسین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کریں اور آداب طالب علمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے محنت سے پڑھیں، ان شاء اللہ ان پر کتاب وسنت سمجھنے کے دروازے کھل جائیں گے۔ پھر یہ بھی امید ہے کہ موصوف سلفیت کی بیخ کنی کے بجائے سلفیت کی فروغ کے لیے کوشاں و جوشاں بن جائیں گے۔ فھل من مدکر؟

انتباہ

ہم کو اس کی امید بہت کم ہے کہ سلفیت کے خلاف محاذ آرائی پر کمر بستہ غازی پوری جو ناجائز، گھناؤنے و مذموم طور پر ستی شہرت اور زر اندوزی و شکم پروری کی خاطر اس غوغہ آرائی کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہیں، وہ ہمارے مندرجہ بالا مخلصانہ و ہمدردانہ مشورہ کو قبول کر لیں گے۔ مگر یہ مشورہ قبول نہ کرنے کی صورت میں اپنی غوغا آرائی جاری رکھنے میں اگر موصوف اسی طرح اپنے طور وطریق پر قائم رہے تو آخرت شاید ان کے نقطۂ نظر سے دور ہو مگر دنیا ہی میں انھیں نقدا نقدا اپنے اس طریقِ عمل کا نتیجہ دیکھنا ہوگا۔ یعنی کہ حامیان سنت کے بالمقابل انھیں ذلت و رسوائی کے ناپیدا کنار بحر ذخار میں غوطہ زنی کرنے اور پھر اسی حالت میں مر کر پہلے عالم برزخ میں موصوف کو اپنے کردار کا مزہ چکھنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا اور دنیا مسلسل ان کی ضلالت پر اڑیل پن کا تذکرہ کرتی رہے گی اور میدان محشر میں موصوف کو اپنے کالے کرتوت کا حساب کتاب چکانا ہوگا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ نصوص ثابتہ کے خلاف اتنی زیادہ غوغہ آرائی کے باوجود بھی موصوف کا ضمیر موصوف کو کبھی چین وسکون لینے دے گا۔

ارشادِ قرآنی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (پ ۱۸ سورۃ النور ۶۳)

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی وزور آزمائی کرتے ہیں انھیں باخبر رہنا چاہیے کہ انھیں فتنہ اپنے لپیٹ میں لے لے یا عذاب الیم انھیں جا گھیرے۔

ما نصیحت بجائے خود کردیم روزگار دریں بسیر بردیم
گر نیاید بگوش انیست کس بر رسولاں بلاغ باشد وبس

تقلید پرستی علامت قیامت سے ہے

موصوف غازی پوری اپنی اکثریت پر بہت نازاں ہیں جس پر ہم نے مختصر سا تبصرہ نصوص کی روشنی میں کیا ہے اور بتلایا ہے کہ تقلید پرستی علامات قیامت میں سے ہے۔ تقلید کا دوسرا نام ہی جہالت وغباوت ہے جیسا کہ امام طحاوی حنفی نے کہا ہے کہ جس قدر قیامت قریب آتی جائے گی نصوص نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ایسے لوگوں کی اکثریت بڑھتی جائے گی۔

اہلِ حدیث پر غازی پوری کی اتہام بازی

خبط الحواس ابوبکر غازی پوری مزید فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین کا دوسرا استدلال یہ اثر علی مرتضیٰ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں، پہلا بروز عید اور چار دن مزید" اس سلسلے میں گزارش ہے کہ حضرت علی صحابی ہیں اور قول صحابی غیر مقلدین کے یہاں حجت نہیں نواب صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوپالی (حضرت الامام العلام نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قول صحابی سے حجت نہیں قائم ہوتی دریں صورت غیر مقلدین کے یہاں قول علی کیسے حجت ہوگیا۔ (ماحاصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۲۹ تا ۳۰)

سنت خلفائے راشدین کی شرعی حیثیت

ہم کہتے ہیں کہ جہل مرکب وخبط الحواس کے شکار غازی پوری کو حدیث کی ابتدائی کتاب مشکوۃ میں منقول یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں معلوم ہے:

"علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہلِ اسلام کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدین کی اس سنت پر عمل پیرا رہیں جو خلاف نصوص نہ ہو۔ (مشکوۃ مع مرعاۃ بحوالہ مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۶-۱۲۷ جامع ترمذی، سنن ابن ماجه، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم بسند صحیح حدیث ج ۱ ص ۱۶۵، ص ۲۶۲ ص ۲۶۵)

حضرت علی مرتضیٰ کا خلیفہ راشد ہونا اجماعی ہے اور شریعت کا حکم ہے کہ خلیفہ راشد کا جو فرمان مطابق نصوص ہو بلکہ مطابق نصوص نہ بھی ہو لیکن خلاف نصوص نہ ہو تو اس فرمانِ خلیفہ راشد پر تمام اہلِ اسلام عمل کریں شریعت کے اسی اصول کی پیروی میں سلفی لوگ خلیفہ راشد کے اس فرمان پر عمل کرتے اور اسے حجت مانتے ہیں اور غازی پوری جیسے خبط الحواس لوگوں کی غوغہ آرائی کی پرواہ نہیں کرتے۔

نیز قرآن مجید میں اس معنی ومفہوم کی متعدد آیات ہیں کہ:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ﴾

ان نصوص قرآنی کے لفظ اولو الامر میں خلفائے راشدین بدرجہ اولی داخل ہیں اور بعض مفسرین کے مطابق اولو الامر سے مراد اہلِ علم بھی ہیں اور صحابہ کرام اس عموم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ اس لیے صحابی دور خلیفہ راشد کا جو فرمان خلافِ نص نہ ہو اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجت ماننا ہم سب پر لازم ہے۔ اس بات کو ہم اپنی کتاب اسلام میں نماز جمعہ کا حکم نیز متعدد دوسری کتابوں میں واضح کیا ہے۔ البتہ تقلید پرست نشہ تقلید پرستی میں مدہوش ہونے کے باعث اپنے تقلیدی موقف کے بالمقابل نصوص و جملہ مدہوش ہونے کے باعث اپنے تقلیدی موقف کے بالمقابل نصوص و جملہ اسلاف کی باتوں کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کا شعار بتلایا گیا ہے اور نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ بتلایا گیا کہ میری امت کے لوگوں میں اکثر و بیشتر لوگ یہود اور نصاریٰ و مشرکین و مجوس کا طور طریق اختیار کرلیں گے۔ اسی نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصداق غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس ہونے پر نازاں وفرحاں ہیں مگر ان کی یہ نازنی وفرحت شعاری بروز قیامت بہت زیادہ سے بھی زیادہ مہنگی پڑے گی۔

آگے بڑھتے ہوئے دیوانگی والی اپنی بڑ میں اضافہ کرتے ہوئے غازی پوری فرماتے ہیں اور دراصل وہ کیا فرماتے ہیں ان کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے لوگوں کی داد و دہش ان سے دیوانگی والی باتیں کہنے لکھنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ موصوف کچھ لوگوں کا آلۂ کار بن کر گل چھرے اڑا رہے ہیں اور بہروپیہ بن کر اپنی اس تحریک کے معاوضہ میں حاصل کردہ بھاری بھاری رقوم سے بہرور ہو رہے ہیں۔ یعنی اس کام کے لیے انھوں نے ہندوستان و بیرونِ ہند کی انگریزی حکومت سے بہت زیادہ ادھار نہیں کھائے ہیں جیسا کہ ان کے قائدین اولین نے کھائے تھے۔ بلکہ ان پر ساری داد و دہش اس تحریک کے نقد معاوضہ پر ہو رہی ہے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں:

> "المغنی و موطا مالک سے معلوم ہوا کہ حضرت علی سے دو طرح کی روایات ہیں ایک یہ کہ ایامِ قربانی تین دن ہے دوسرے یہ کہ ایامِ قربانی چار دن ہے چار دن والی روایت اختیار کرنے کی کوئی مضبوط دلیل چاہیے وہ غیر مقلدین کے پاس نہیں۔ البتہ تین دن والی روایت مطابق نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اسی کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اس سے اختلاف عقل کی مخالفت ہے۔
ان دونوں غیر معتبر حدیثوں کے علاوہ کوئی صحیح حدیث نہیں جس سے استدلال غیر مقلدین صحیح ہو، تعجب ہے کہ غیر مقلدین اپنی اسی کھوٹی پونجی پر نازاں ہوکر جمہور ائمہ دین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے خلاف سنت بتاتے ہیں افسوس اس بے راہ روہی کے باوجود یہ مدعی ہیں کہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والے صرف وہی ہیں۔" (ماحاصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۳۰)

ہم کہتے ہیں کہ مخبوط الحواس غازی پوری صاحب کا یہ اقرار ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ سے قربانی کے چار دن اور تین دن والی مختلف روایات ہیں اور دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کے لیے مضبوط دلیل کی ضرورت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ نصوص کے مطابق جو قول وفعل خلیفہ راشد یا خلیفہ کے علاوہ دوسرے صحابہ، تابعین و اہلِ علم کا ہو اسے قبول کیا جائے اور ان کا جو قول وعمل خلافِ نصوص ہو اسے نظر انداز و ترک کیا جائے، تو حضرت علی مرتضیٰ کی جو بات چار دن قربانی والی نصوص کے مطابق ہے اسے قبول کرنے کی نہایت مضبوط دلیل شریعت ہی کے اصول میں بتلادی گئی ہے اور جو بات تین دن قربانی والی ہے وہ اولاً حضرت علی کی طرف غلط طور پر منسوب ہوگئی ہے۔

ثانیاً: حضرت علی کی طرف غلط طور پر منسوب روایت خلاف نصوص ہونے کے سبب نصوص ہی کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق سلفی مذہب نے نظر انداز کردیا گیا ہے۔

ثالثاً: بالفرض تین دن قربانی والی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح طور پر منسوب ہو تو یہ معلوم ہے کہ صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین لغزش کی بنا پر غیر صحیح موقف چھوڑ کر مطابق نصوص عمل کے عادی تھے۔ لہٰذا تین دن والا قول مرتضوی خود حضرت علی کا ترک کردہ قول قرار پاتا ہے، اس لیے موصوف کی طرف غلط طور پر منسوب قول وعمل کالعدم ہے اور یہی بات عین مطابق عقل ہے مگر تقلیدی نشہ سے بدمست جنون کی سرحدیں پار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ

وحشت میں وحشی کو الٹا نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

ہمارے یہاں مثل ہے کہ کوئی برہمن پوری رامائن کا سماع اپنے پروہت سے کر چکا تو وہ پروہت سے بہت زیادہ عقیدت ظاہر کرتے ہوئے بولا کہ پنڈت جی ہم کو برائے مہربانی آپ یہ بتلادیں کہ سیتا مرد تھا یا عورت تھی اور رام چندر عورت تھے یا مرد تھے؟ پنڈت جی برافروختہ ہوکر بولے: پوری رامائن کا پاٹھ سن چکے اور یہی نہ جان سکے سیتا مرد تھا یا عورت اور رام چندر عورت تھی یا مرد!۔

اسی طرح ہاتھی دیکھنے والے ایک شائق کو ہاتھی دکھایا گیا اس نے ہاتھی کے آگے پیچھے دائیں بائیں بہت دیر تک ہاتھی کو دیکھا جب دیکھ کر سیر ہوگیا تو لوگوں سے بولا کہ آپ لوگ برائے مہربانی یہ بتلائیں کہ ہاتھی کا منہ کس طرف ہے سونڈ کی طرف یا پونچھ کی طرف؟ اسی طرح کا حال تقلیدی بدمستی والی وحشت کا شکار ہونے کے سبب ابوبکر غازی پوری اور ان کے ابنائے جنس کو بھی ہے۔

ہم عرض کر آئے ہیں کہ تمام صحابہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا بلکہ عقیدہ رکھنا ہم پر واجب ہے کہ ہر صحابی متبع نصوص تھا۔ اگر متحقق طور پر کسی ایک صحابی یا کسی صحابی کا قول و عمل خلاف نصوص ثابت ہو تو اسے لغزش اور خطائے اجتہادی پر محمول کرتے ہوئے معذور و ماجور سمجھا جائے گا۔ زیر بحث مسئلہ میں کسی ایک بھی صحابی سے معتبر طور پر خالی از تعارض نہیں منقول ہے کہ انھوں نے خلاف نصوص عمل کیا۔ لہٰذا نصوص والے موقف پر صحابہ کا کم از کم اجماع سکوتی ماننا لازم ہے پھر جمہور کے موافق سلفی موقف ہو یا غازی پوری جیسے مخبوط الحواس کا کسی مخبوط الحواس سے کسی معقول بات کی امید فضول ہے۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناظرین کرام غور کر کے بتلائیں کہ اس معاملہ میں سلفی موقف جمہور کا موقف ہے یا غازی پوری مخبوط الحواس کا؟

لے دے کر کل پانچ چھ صحابہ کرام کا نام غازی پوری کے موقف کے مطابق لیا گیا ہے۔ اگر یہ بات صحیح فرض کر لی جائے تو پانچ چھ جمہور ہیں یا ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ؟ لطف کی بات یہ ہے کہ جن پانچ چھ صحابہ کے نام لیے گئے ہیں ان کی طرف موقفِ غازی پوری کے انتساب کا غلط ہونا ہم واضح کر آئے ہیں اور یہ بات مستبعد سے بھی زیادہ مستبعد ترین ہے کہ کوئی صحابی خلاف نصوص موقف اختیار کرے اسی پر صحابہ کے بعد والے اسلاف کا بھی قیاس کیا جائے گا، اسلاف سے چوتھی صدی ہجری کے بعد والے غازی پوری جیسے تقلید پرست خارج ہیں، جن کی بابت امام ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ "لافرق بین مقلد و بھیمۃ" بھلا چوپایہ جانور بھی اسلاف کے زمرہ میں شمار کیے جانے کے لائق ہیں؟

جمہور بلکہ اجماع کا مخالف کون ہے؟

اور بیان ہوا کہ ایک صحابی سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غفاری صحابی کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے کہا کہ ایامِ منی ایامِ قربانی ہیں۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب غایۃ التحقیق ص ۸۴ تا ۹۱)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لوگوں میں اعلان کیا جانے والا یہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے موقع پر اعلان کیا گیا تھا جس میں زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ اس زمانہ کی دنیائے اسلام کے مختلف اور بعید ترین اطراف واکناف سے شریک ہوئے تھے اور ایامِ منیٰ سے مراد ایامِ قربانی ہی ہیں جو چار دن ہیں۔ بھلا جملہ اہلِ اسلام یا جمہور اہلِ اسلام اعلان شدہ اس نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فرماں مصطفوی پر عمل کرتے ہوں گے یا اس اعلان فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر چوتھی صدی ہجری کے بعد "لافرق بین مقلد و بھیمۃ" کے مصداق لوگ پہلے والے بعض اسلاف کی لغزشوں کو بمقابلہ نصوص اپنا دین و مذہب بنا کر تین ہی دن قربانی کے ماننے لگے اور دھیرے دھیرے حکومت کے بل بوتے پر بتدریج اپنی تعداد بڑھاتے چلے گئے اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتے گئے کہ جمہور کا یہی موقف ہے، حالانکہ چوتھی صدی سے پہلے بہت ہی تھوڑے سے لوگ لغزش و غلط فہمی کا شکار ہو کر ایامِ قربانی صرف تین دن مانتے تھے، مگر ان کی یہ بات حامیان سنت کے مقابلہ میں پیش نہ پاتی تھی۔

خود ہمارے ملک ہندوستان میں چھٹی صدی ہجری تک عام طور سے سلفی حکومت رہی جس کی تفصیل ہماری کتاب ضمیر کا بحران اور اسلام میں نماز جمعہ کا حکم میں ہے اور ہندوستان میں اس سلفی حکومت کا موقف چار دن قربانی کا رہا اور مشہور مثل ہے۔ "الناس علی دین ملوکھم" لوگ اپنے حکمرانوں و بادشاہوں کے دین کے پیرو ہوا کرتے ہیں۔ اس مفہوم کی ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے جس کا تذکرہ ہماری کتاب تنویر الآفاق میں ہے۔

۱۵ھ سے لے کر زمانہ فاروقی میں چھٹی صدی تک ہمارے ملک ہندوستان کے حکمرانوں کی حکومت رفتہ رفتہ افغانستان سمیت خراسان، چین و روسی ترکستان تک پھیل گئی، اس زمانے میں خلافت عباسیہ کے زمام کار بعض عباسی حکمرانوں کے ہاتھ تھی، وہ زیادہ تر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ پر عمل پیرا تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی دوسرے صحابہ کی طرح اتباع نصوص میں قربانی کے چار ایام مانتے تھے حتیٰ کہ عباسی خلفاء کے دربار سے وابستہ حنفی ائمہ کرام خصوصاً امام ابو یوسف و امام محمد عیدین وغیرہ کی نمازیں اور دوسرے بہت سارے امور اہلِ حدیث کے مطابق انجام دیتے تھے، اس کی قدرے تفصیل ہماری کتاب ضمیر کا بحران میں ہے اور بعض تفاصیل اللمحات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں البتہ امام ابوحنیفہ عباسی خلافت سے مخالفت رکھتے تھے، اسی طرح اموی خلافت سے بھی اوران دونوں ہی حکومتوں کے خلاف بغاوت کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اسی بنا پر بعض اوقات حکومت کے ہاتھوں مارے پیٹے جاتے اورجیل خانے میں مقید رکھے جاتے رہے، ان پر فتویٰ ودرس دینے کی سرکاری پابندی بھی بعض اوقات کتب مناقب ابی حنیفہ کے مطابق لگائی گئی اور بالآخر قید خانہ میں جبراً وقہراً زہر پلا کر موصوف ہلاک کر دیئے گئے۔

"إنا للہ وإنا الیہ راجعون أللھم اغفرلہ وارحمہ واجعل الجنۃ مثواہ"

قرون متاخرہ اور بعد والی صدیوں میں غازی پوری اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں اسے ماننے والوں کی اکثر وبیشتر رقبۂ اسلامی ممالک پر قبضہ ہوا اور دھیرے دھیرے حنفی مذہب کو فروغ ہونے لگا اور آج غازی پوری جیسے مخبوط الحواس اپنے مذہب وجمہور قرار دینے پر بہت نازاں وفرحاں ہیں۔

کیا تین دن ایامِ قربانی ہونے پر اجماع ہے؟

یہاں پہنچ کر غازی پوری صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت امام احمد بن حنبل کا فرمان ہے کہ قربانی کے ایام جن پر اجماع ہے تین دن ہیں۔" (المغنی ج ۸ ص ۹۳۸)

"غیر مقلدین سے انصاف کی توقع نہیں مگر ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس ارشاد امام احمد اور ہماری گزشتہ تحریروں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انھیں کا مذہب زیادہ قوی ومضبوط ہے جو قربانی کے تین دن بتلاتے ہیں اور چار والا مذہب بلحاظ دلائل واحتیاط قوی نہیں۔ یہی بات ہے کہ اجلۂ صحابہ کرام کا یہی مسلک تھا" (ماحصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ امام احمد کی طرف منسوب مذکورہ دعویٰ اجماع باطل ہے، جس کے باطل ہونے کی دلیلیں مذکور ہو چکی ہیں، ان دلیلوں سے قطع نظر ہم یہ کہتے ہیں کہ تقلیدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدہوشی و بدحواسی کے سبب غازی پوری اور ان کی پارٹی تو بہر حال یہ حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہے کہ امام احمد بن حنبل تین دن والے ایامِ قربانی کے اپنے موقف سے رجوع کر کے اپنے اساتذہ خصوصاً امام شافعی کے موقف کے مطابق قربانی کے چار دن والے موقف کو تحقیقی جائزہ لینے کے بعد اختیار کر لیا تھا اور ان کا مسلک و مذہب یہ ہو گیا تھا کہ نصوص کے مطابق صحیح موقف یہ ہے کہ ایامِ قربانی چار ہیں، پھر جب امام احمد ایامِ قربانی تین دن ماننے کے بجائے ایامِ قربانی چار دن ہونے کے قائل ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی نظر میں تین دن ایامِ قربانی والے موقف کی ساری دلیلیں کالعدم ہو گئیں۔ لہٰذا انھوں نے بشمول اجماع تین دن قربانی والے موقف کے سارے دلائل کو ناکارہ قرار دیا۔ پھر ان کی طرف منسوب دعویٰ اجماع کی کیا وقعت میدان تحقیق میں رہ جاتی ہے؟ جب کہ ان کی طرف منسوب دعویٰ اجماع کا یہ حال ہے کہ ان کے استاد خاص امام شافعی اور امام شافعی سے بھی بہت پہلے امام احمد بن حنبل کے ظہور سے بہت پیشتر بہت سارے لوگ اس مزعومہ دعویٰ کے خلاف عمل پیرا تھے؟ کیا امام احمد بن حنبل کا علم و فضل غازی پوری جیسے تقلیدی مدہوشی و خبط الحواسی کی طرح تھا کہ وہ ثابت شدہ نہایت پختہ دلائل کے خلاف اس طرح کا دعویٰ اجماع کر بیٹھے اور اس طرح کے خیالی، فرضی و عدیم الوجود اجماع کو شرعی دلیل قرار دے کر تین دن ایامِ قربانی والا موقف اختیار کرتے؟

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کی ہے کہ:

> "كل أيام التشريق ذبح" یعنی تشریق والے کل ایام گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، ذی الحجہ ایامِ قربانی ہیں، اور تشریق سے پہلے دسویں ذی الحجہ تو یومِ النحر قربانی کا دن ہے ہی لہٰذا اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ایامِ قربانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار دن ہوئے۔ (ملاحظہ ہو مسند احمد ج ۴ ص ۸۲، مسند احمد مع فتح الربانی ج ۱۲ ص ۱۲۲، ج ۱۳ ص ۹۴، سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵-۲۹۶، معجم کبیر للطبرانی حدیث ۱۸۳۰، معجم اوسط الطبرانی بحوالہ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ج ۴ ص ۱۷۶ نمبر حدیث ۴۴۱۳، صحیح ابن حبان ج ۶ ص ۶۲ حدیث (۳۸۴۳)، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۱)

ہم نے اپنی کتاب غایة التحقیق ص ۳۸ تا ۵۴ میں اس حدیث کا صحیح ہونا ائمہ حدیث کی تصریحات سے ثابت کیا ہے، کیا غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان کے ہم مزاج لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ امام احمد بن حنبل اپنی نقل کردہ احادیث معتبرہ یعنی نصوص شرعیہ کے خلاف کوئی موقف بنائے ہوئے تھے؟ البتہ ابتدائے زندگی میں امام احمد بن حنبل بعض حنفی اماموں کے شاگرد رہے، ہوسکتا ہے کہ انھیں کے زیرِ اثر وہ پہلے تین روز قربانی کے موقف پر کاربند رہے ہوں پھر بعد میں جب وہ پختہ کار ائمہ اہلِ حدیث کے شاگرد بنے تو ان کے فیضِ درس سے انھیں تین دن قربانی والے موقف کا خلاف نصوص ہونا معلوم ہوا اس لیے انھوں نے حنفی اماموں کے پروپیگنڈہ والے موقف سے رجوع کرلیا اور موقف اہلِ حدیث کے قائل ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مذکورہ بالا فرمان کا اعلان بھی کروایا تھا جیسا کہ گزرا، آپ کا یہ اعلان سننے والے صحابہ کرام پر یہ اتہام بازی و افتراء پردازی کیا معقول و مناسب ہے کہ وہ اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جانکاری کے باوجود بھی تین روز ایامِ قربانی پر اجماع کرکے متفق ہوجاتے؟

کیا یہ بات مستبعد نہیں کہ خلیفہ راشد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے آپ کے رازداں و قربتِ قریبہ رکھنے والے اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقف ہوں؟ کیا تقلیدی مدہوشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا رہنے والوں کے علاوہ دیگر باہوش لوگ یہ نہیں جانتے کہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر چہار جانب سے سیلاب کی طرح ابھرتے مرتدین، بغاوت آفریں وکذاب مدعیانِ نبوت کے پھیلائے ہوئے اکاذیب، مکائد وتلبیسات کا پوری طرح سے قلع قمع کرنے میں کامیاب ہوئے اور انھوں نے ناموسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کیا وہ اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تین روز قربانی والے موقف پر لمحہ بھر کے لیے بھی قائم رہنا گوارہ کرتے؟ اور دوسرے صحابہ کرام بھی ایسا ہی کرتے؟

یہ سب تو ممکن نہیں، البتہ ہوسکتا ہے کہ کسی صحابی نے لغزش کھا کر جان کاری نہ ہونے کے باعث اعلانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیر ارادی طور پر کوئی موقف اختیار کرلیا ہو، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ ذخائر حدیث میں کہیں بھی بطریق معتبر معارضہ سے محفوظ کسی صحابی کا اعلان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنا ثابت ہو؟ ملاحظہ ہو ہماری کتاب۔

(غایۃ التحقیق ص ۹۴ بحوالہ المحلی لابن حزم ج ۸ ص ۴۸)

مقامِ قربانی

تقلیدی مدہوشی میں غازی پوری نے کہا:

”صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ پر نماز عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی کرتے تھے، پھر کیا وجہ ہے کہ غیر مقلدین عیدگاہ کے بجائے اپنے گھروں میں قربانی کرتے ہیں۔ ضعیف احادیث پر عمل کے لیے وہ شوراشوری اور صحیح حدیث پر آنکھ بند کرلینے کا مجرمانہ عمل غیر مقلدین نے کیوں اختیار کیا؟ کیا غیر مقلدین اس کا کوئی معقول جواب دیں گے؟

(ماحاصل از زمزم شمارہ مذکورہ ص ۳۱ و ۳۲)

ہم کہتے ہیں کہ غازی پوری کے تقلیدی مدہوشی وخبط الحواسی والے اس نامعقول لغو ولایعنی سوال کا معقول جواب اہلِ حدیث کی طرف سے یہ ہے کہ بہت ساری نصوص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قربانی کے جانور ذبح کرنے کا محل ومقام "منیٰ" کو بتلایا گیا ہے، اس کے باوصف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کیا ہے کہ:

"ومنی کلھا منحر، وکل فجاج مکہ منحر، فانحروا فی رحالکم"

یعنی: پورا میدان منیٰ قربان گاہ ہے اور مکہ مکرمہ کے سارے گلی کوچے اور راستے منحر یعنی قربان گاہ قربانی کرنے کے مقام ہیں۔ تم اپنے ڈیروں اور قیام گاہوں میں قربانی کرلیا کرو۔

مذکورہ بالا فقرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طویل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا ہے۔ جسے علامہ البانی نے صحیح مسلم کی حدیث کہا ہے اور اس حدیث کو اس فقرہ سمیت صحیح قرار دیا ہے۔ پوری حدیث "ارواء الغلیل حدیث ۱۰۱۷ ج ۴ ص ۲۰۱ تا ۲۰۹" میں منقول ہے اور فقرہ مذکورہ ج ۴ ص ۲۰۸ سطر ۱۹ و ۲۰ میں مذکور ہے۔

نیز سنن ابی داؤد حدیث (۱۹۳۷) میں یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہے:

"کل عرفۃ موقف، وکل منی منحر، کل مزدلفۃ موقف، کل فجاج مکۃ طریق ومنحر"

اس حدیث کا معنیٰ ومطلب بھی وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں بیان کیا گیا، بہرحال یہ حدیث صحیح ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منیٰ اگرچہ قربانی گاہ ہے مگر مکہ مکرمہ کی آبادی اور اس کے گلی کوچوں اور راستوں پر بھی قربانی کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی سے میدانِ منیٰ کئی میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تم اپنے رحال (ڈیروں اور قیام گاہوں) میں بھی قربانی کرسکتے ہو، تو ظاہر ہے کہ ایامِ منیٰ میں بعض لوگ کچھ دیر کے لیے منیٰ کے باہر رہنے کے لیے اپنی قیام گاہ رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ اصل منحر (قربان گاہ) کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ ہماری اس تفصیل میں غازی پوری جیسے تقلیدی خبط میں مبتلا ہوکر بے سرو پیر کی ہانکنے والوں کا معقول جواب موجود ہے مگر کسی خبط الحواس کی سمجھ میں کوئی معقول بات سماتی کہاں ہے؟

ذکر کردہ حدیث کا تعلق اگرچہ موسم حج والے "ھدی" کا ذبیحہ سے ہے مگر ھدی اور قربانی میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں (امہات المومنین) کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی تھی، صحیحین کی حدیثوں میں اس قربانی پر کبھی "ھدی" کا لفظ بولا گیا ہے اور کبھی "اضحیۃ" کا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اضحیۃ و ھدی میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے الا یہ کہ جس کا فرق ثابت ہوا سے مانا جائے گا۔

جب منحر موسم حج سے کئی میل کے فاصلہ والی آبادی مکہ مکرمہ میں قربانی کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں تو مدینہ منورہ کی عیدگاہ والی قربان گاہ سے ذرا ہی فاصلہ پر آبادی مدینہ اور مدینہ والے گھروں میں کیوں کر قربانی نہیں کی جاسکتی ہے؟ یہ ارشاد نبوی ﷺ صحیح مسلم میں منقول ہے کہ:

"إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد أصاب سنتنا"

یعنی: عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے کام ہم نماز عید الاضحیٰ پڑھنے والا کریں گے پھر نماز عید الاضحیٰ پڑھ کر واپس ہوں گے تو قربانی کریں گے اور ہمارے اس ارشاد کے مطابق جو عمل کر گیا وہ ہمارے طور وطریق و دستور کے مطابق عمل کر گیا۔ (صحیح مسلم طبع ھندی مع شرح نووی، کتاب الاضاحی ج ۲ ص ۱۵۴)

اس فرمانِ نبوی ﷺ میں صراحت ہے کہ عیدگاہ پر نماز عید الاضحیٰ پڑھ کر جب ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس جائیں گے تو قربانی کے جانور ذبح کریں گے، ظاہر ہے کہ نماز عید الاضحیٰ پڑھ کر واپس آجانے کا مطلب اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ جب ہم نماز عید الاضحیٰ سے فارغ ہو کر اپنے گھر آئیں گے تو قربانی کریں گے، یہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر دلیل ہے کہ عیدگاہ کے بجائے اپنے گھر یا کہیں بھی آدمی قربانی کے جانور ذبح کرسکتا ہے، نیز عیدگاہ پر قربانی کے جانور ذبح کرنے کو تمام اہلِ علم نے سنت ہی کہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ اس کے خلاف بھی عمل مشروع ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ عیدگاہ پر ذبح قربانی بھی سنت ہے اور غیر عیدگاہ پر اپنے گھر میں قربانی کرنی سنت ہے۔ اب تقلیدی وحشت میں ملوث غازی پوری بتلائیں کہ ان کے خبط الحواسی والے سوال کا معقول سلفی جواب ہوا یا نہیں اگر نہیں تو موصوف بتلائیں کہ کس طرح کے جواب کو وہ معقول کہتے ہیں؟

ہماری بھی کچھ سنیے (غازی پوری اینڈ کمپنی سے اُنیس سوالات جن کے جواب سے دنیائے مقلدین احناف عاجز ہیں)

۱۔ تقلیدی خبط الحواسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایامِ قربانی کے تین دن والی بات کو تو نصوص کے بالمقابل غازی پوری اور ان کے ہم مزاجوں نے اپنے موقف کے دلائل میں شمار کرلیا مگر اس کے معارض حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو قربانی کے چار دن والی روایت نصوص کے مطابق ہے اسے یہودیوں اور نصرانیوں کی عادت کے مطابق پسِ پشت ڈال دیا، اس دوغلی پالیسی کا معقول جواب غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان کے سرپرست معاونین وحوصلہ افزائی کرنے والے نصوص کی روشنی میں دیں؟

۲۔ انھیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے غازی پوری اینڈ کمپنی کے امام محمد بن حسن نے نقل کیا ہے:

"أن عبد اللہ بن عمر كان يقول في الضحايا والبدن: السن فما فوقها، و عنه أنه كان ينهى عما لم تسن من الضحايا والبدن و عن التي نقص من فلقها"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ قربانی (مراد اونٹ اور گائے کے علاوہ دوسرے جانور جن کی قربانی کی جائے) کے تمام جانوروں کا دانتا ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر والا ہونا ضروری ہے۔(موطا محمد مع تعلیق الممجد کتاب الضحایا وما یجزی منہا ص ۲۷۵)

اس فرمانِ ابن عمر کا مطلب ہوا کہ غیر دانتے ہوئے کسی بھی جانور اور ناقص الخلقت جانور کی قربانی ممنوع و ناجائز ہے پھر غازی پوری اینڈ کمپنی اور ان کے ہم مزاج اس حکم ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف غیر دانتے ہوئے جانوروں کی قربانی کیوں کرتے ہیں؟

۳۔ متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہری و غیر شہری مسلمانوں کے درمیان کسی تفریق کے بغیر حکم دیا گیا ہے کہ نماز عید الاضحیٰ پڑھے، نماز عید سے پہلے کسی کے لیے قربانی کرنی مشروع نہیں بلکہ ممنوع ہے، جو شخص اس حکمِ شرعی کی خلاف ورزی کرے گا وہ مخالف حکم شریعت تو ہوگا ہی اس کی قربانی ادا بھی نہیں ہوگی (عام کتب حدیث)

اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حکمِ شرعی کے بالکل خلاف حنفی مسلک یہ ہے کہ شہری مسلمانوں کے لیے تو وہی حکم ہے جو متواتر المعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے مگر غیر شہری مسلمانوں کے لیے یہ حکم نہیں بلکہ ان کے لیے نمازِ عید الاضحیٰ پڑھے بغیر صبح صادق ہونے پر دسویں ذی الحجہ یعنی یومِ الاضحیٰ کو قربانی کرنی مشروع ہے (عام کتب احناف) شریعت کے حکم عام و مطلق کو شہری کے لیے خاص کرنے اور غیر شہریوں کو اس سے محروم رکھنے کی معقول دلیل کیا ہے؟ (جب کہ یہ حنفی موقف اصول اسلام اور نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف ہے)۔

۴۔ مذکورہ متواتر المعنی نصِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لازمی مطلب ہے کہ تمام اہلِ اسلام شہری و غیر شہری کے درمیان کسی تفریق کے بغیر عیدین کی نماز پڑھے خصوصاً نماز عید الاضحیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھے بغیر قربانی کے جانور ذبح نہ کرے، پھر حنفی حضرات اس نص شرعی کے خلاف غیر شہری اہلِ اسلام کو نماز عیدین پڑھنے سے کس معقول دلیل کی بنا پر روکتے اور نماز عیدالاضحیٰ پڑھے بغیر قربانی کا حکم دیتے ہیں؟

متعدد نصوص نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منقول ہے کہ ہلال عیدالاضحیٰ دیکھتے ہی یعنی پہلی ذی الحجہ سے اہلِ اسلام نماز وغیر نماز میں ایامِ تشریق گذرنے تک تکبیر کہتے رہیں خواہ مسجد میں یا مسجد سے باہر بازاروں میں (عام کتب حدیث) ان نصوص شرعیہ کے خلاف حنفی مذہب کا کہنا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا فتویٰ ہے کہ نویں ذی الحجہ سے باجماعت پڑھی گئی فرض نمازوں کے بعد ہی مسجد میں تکبیر ختم ایام تشریق تک کہی جائے اور امام ابو یوسف ومحمد کا کہنا ہے کہ گیارہویں ذی الحجہ سے آخر تشریق تک مسجد میں فرض نماز باجماعت کے بعد تکبیر کہی جائے نیز یہ کہ صرف مرد تکبیر کہیں عورتیں تکبیر نہ کہنے پائیں۔ اس عام حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حنفی مذہب کا یہ فتویٰ کس معقول دلیل پر قائم ہے؟

۵۔ گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ متواتر المعنی نص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفاد ہے کہ "تشریق" ایک شرعی لفظ ہے جس کے شرعی معانی میں سے ایک معنی قربانی بھی ہے اور احناف کا کہنا ہے کہ "لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع"

یعنی: غیر شہر میں نہ جمعہ ہے اور نہ تشریق ہے (یعنی نہ جمعہ جائز ہے، نہ تشریق جائز ہے)

جس کا مطلب حنفی نقطہ نظر سے یہ ہے کہ حنفی مذہب میں غیر شہر میں قربانی کرنی جائز نہیں پھر کس معقول دلیل کی بنیاد پر حنفی مذہب غیر شہر میں قربانی کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب کہتا ہے؟

۶۔ "تشریق" کے ایک شرعی معنی حنفی مذہب میں تکبیر ایامِ تشریق ہیں یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کو باجماعت ہونے والی فرض نمازوں کے بعد بآواز بلند تکبیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تکبیر تشریق انھیں تین ایام میں یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ کو مشروع ہے مگر حنفی مذہب کا کہنا ہے کہ نویں ذی الحجہ سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ تک مذکورہ تکبیرات مشروع، مسنون یا واجب ہیں، اس حنفی فتویٰ پر کون سی معقول شرعی دلیل ہے؟

۷۔ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق تکبیراتِ تشریق غیر شہر میں حنفی مذہب میں مشروع نہیں ہے مگر حنفی فتوی یہ ہے کہ غیر شہر میں تکبیراتِ تشریق نہ صرف یہ کہ ممنوع بلکہ مشروع، مسنون و واجب ہیں، کس معقول شرعی دلیل سے غیر شہر میں تکبیرات تشریق مسنون یا واجب ہیں؟

۸۔ یہ معلوم ہے کہ احناف غیر شہر میں تشریق کو ممنوع قرار دیتے ہیں جس کے معانی میں سے قربانی و تکبیراتِ ذی الحجہ اور منیٰ ہی میں اصلا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قربانی و تکبیرات تشریق ہوتی تھیں اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قربانی و تکبیرات تشریق ہوتی تھیں اور عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہدِ خلفائے راشدین بلکہ عہدِ صحابہ اور بعد والے زمانہ میں منیٰ ایک غیر آباد اور صفا چٹ آبادی سے خالی و عاری میدان تھا، اگر واقعتاً قربانی و تکبیرات تشریق شریعت میں شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ حنفی مذہب کے اصول استدلال سے لازم آتا ہے تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی غیر شہر میدان منیٰ کو تکبیرات تشریق و قربانی کا اصل موقع و محل کیوں بنایا؟ ذرا پورے ہوش و حواس کے ساتھ مقلدین احناف خصوصاً غازی پوری اینڈ کمپنی اور انکے ہم مزاج اس کی معقول شرعی منصوص دلیل دیں اور اس معاملہ میں شہر و غیر شہر کے درمیان حنفی تفریق بازی کی معقول شرعی وجہ بتلائیں۔

۹۔ جب اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہری و غیر شہری اہلِ اسلام کے درمیان کسی تفریق کے بغیر تمام مسلمانوں کے لیے نمازِ جمعہ اور اس کے ملحقات اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منانے اور نمازِ عیدین پڑھنے کا حکم دیا ہے تو کس معقول نص شرعی کی بنیاد پر حنفی مذہب میں اس کی تفریق کی گئی ہے؟

ان سارے سوالات کے جوابات میں نص شرعی کی ضرورت ہے اور نص شرعی قول اللہ و قول و فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت و خلفائے راشدین کے وہ اقوال و احکام ہیں جو خلاف نصِ قرآنی، نصِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع امت نہ ہوں۔

۱۰۔ تمام مسلمانوں کو یہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دیا گیا ہے کہ نماز عید الاضحیٰ پڑھے بغیر قربانی کے جانور ذبح نہ کریں ورنہ قربانی ادا نہ ہوگی اور حنفی مذہب نے شہری مسلمانوں کو یہودیوں والی یہ حیلہ سازی و حیلہ بازی سکھائی ہے کہ عید الاضحیٰ کی رات میں یا اس سے پہلے اپنے قربانی والے جانور غیر شہری آبادی میں بھیج کر یہ ہدایت کر دے کہ دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق ہوتے ہی یا اس کے بعد نماز عید الاضحیٰ کا وقت ہونے سے پہلے ہی قربانی کے جانور ذبح کر دیئے جائیں، اور ذبح شدہ یہ جانور ان شہری مسلمانوں کے گھر بھیج دیئے جائیں تاکہ وہ انھیں نماز عید الاضحیٰ سے پہلے یا بعد میں کھائیں حالانکہ الاضحیٰ کا معنی ہے کہ چاشت کا وقت یعنی چاشت کے وقت نماز عید الاضحیٰ پڑھ کر قربانی کی جائے، یہ حکم صرف عید الاضحیٰ کے دن کے لیے ہے ایامِ تشریق کے لیے نہیں کیوں کہ ایامِ تشریق میں کسی قید کے بغیر علی الاطلاق قربانی کے جانور ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر حنفی مذہب نے یہ ساری باتیں اپنے مذہب اور اصول کے خلاف کس معقول شرعی دلیل کی بنا پر ایجاد کر لی ہیں؟

۱۱۔ نماز جمعہ پڑھنے سے شہری مسلمانوں کو چھٹی حاصل کرنے کے لیے حنفی مذہب نے یہ حیلہ سکھایا ہے کہ جمعہ کے دن کسی خانہ ساز حیلہ و بہانہ سے وہ اپنا شہر چھوڑ کر قریبی یا بعیدی دیہات میں چلا جائے۔ حنفی مذہب کا یہ فتویٰ کس منصوص شرعی دلیل پر قائم ہے؟

۱۲۔ جب حنفی مذہب کے مذکورہ بالا فتاویٰ کی بنیاد اس خانہ ساز منسوب الی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث پر قائم ہے:

"لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا أضحی الا فی مصر جامع" (ھدایہ مع شرح عین الھدایہ جلد اول ص ۸۲۰ و ۸۶۰ وعام کتب احناف)

جس کے معانی میں داخل ہے کہ غیر شہری مسلمانوں پر نہ صدقہ فطر دینا واجب ہے نہ قربانی کرنی واجب ہے بلکہ جائز ومباح بھی نہیں حتی کہ ناجائز وممنوع وحرام ہے، تو حنفی مذہب کس شرعی منصوص دلیل کی بنا پر غیر شہری مسلمانوں پر صدقہ فطر وقربانی کو واجب کہتا ہے؟

۱۳۔ جب احناف کا دعویٰ ہے کہ:

"لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا أضحی"

نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفرمان مصطفوی ہے تو پوری دنیائے احناف کو حنفی مذہب کی تولید وتخلیق کے زمانہ سے جو یہ چیلنج دیا گیا ہے کہ اس خانہ ساز مکذوب، موضوع ومن گھڑت بات کا نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفرمان مصطفوی ہونا اس اصول سے جو اہلِ اسلام کے یہاں رائج ہیں ثابت کریں، تو ایک ہزار سال سے زیادہ زمانہ گزر جانے کے باوجود اس چیلنج کے جواب سے دنیائے احناف عاجز وقاصر کیوں ہے؟ اور ہمارا یہ چیلنج آج بھی ہے کہ قیامت تک احناف اس کا کوئی بھی معقول جواب حدودِ شرافت، دیانت وشریعت میں رہتے ہوئے ہرگز نہ دے سکیں گے، اگر احناف کا دعویٰ آج بھی ہو کہ اس کا نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ثابت ہے تو غازی پوری اینڈ کمپنی اوران کے ہم مزاج لوگوں کا دعویٰ ہمہ دانی وتعلّی دقت نظری اور شان فقاہت پر غرور وتکبر اور حدیث دانی پر فخر واستکبار اور قرآن فہمی پر ناز ونخرا ان سے مقتضی ہے کہ وہ اس کا نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ثابت کریں۔ ان کے اسلاف نے تو سلفیت کے بالمقابل ہتھیار ڈال کر اقرار واعتراف کرلیا کہ یہ نص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو (تخریج احادیث ھدایہ المعروف بہ نصب الرایہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعام شروح ھدایہ)

اگر غازی پوری جیسے مقلدین نا توفیق وحق بینی وحق فہمی وحق کوشی سے محروم لوگوں کا دعویٰ ہوتو وہی اس کا نص نبوی ﷺ دورِ حاضر میں ہونا ثابت کر دکھائیں۔ شرح ھدایہ عین الھدایۃ ج ۱ ص ۸۲۰ اور بعض دیگر کتب احناف میں جو یہ دعویٰ ہے کہ "خواہر زادہ نے کہا کہ ابو یوسف نے اسے الآثار میں مرفوع روایت کیا ہے تو ابو یوسف کی طرف منسوب کتاب الآثار میں یہ مرفوع روایت مکذوب سند سے مروی ہے، کیا مکذوب سند سے مروی روایت کو حدیث مرفوع کہنا جائز ہے اگر ہے تو کس نص شرعی سے؟

اگر آپ نے اس دعویٰ سے تنازل اختیار کر کے کہیں کہ یہ خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے تو اولاً گزارش ہے کہ کیا قول خلیفہ راشد نص شرعیہ کے خلاف جب کہ ان کے پہلے والے خلفائے راشدین متفقہ طور پر قول مرتضوی کے مخالف رہ چکے ہوں نص شرعی قرار دیا جاسکتا ہے؟

ثانیاً: قول حیدری کا معنی یہ نہیں کہ غیر شہروں میں آباد غیر شہری اہلِ اسلام پر جمعہ و تشریق و اضحیٰ و فطر واجب نہیں ہے۔ جس کی تفصیل ہماری کتاب اسلام میں نماز جمعہ کا حکم میں موجود ہے۔

ثالثاً: حضرت علی کی طرف اس قول کے انتساب پر کچھ ائمہ اسلام کو کلام ہے اس کا شافی جواب مطلوب ہے۔

رابعاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس قول سے مستنبط بہت سارے مسائل کا مخالف خود غازی پوری اینڈ کمپنی کا تقلیدی مذہب بھی ہے، ان مسائل کے اختیار کرنے کا معقول سبب بذریعہ نص شرعی مطلوب ہے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس قول میں سرکاری اجازت برائے اقامت حج و تشریق کا کوئی ذکر نہیں، نہ اس میں یہ ذکر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس قول میں مذکور شہر میں اقامت حدود، اسلامی حکومت، اسلامی حاکم و قاضی ہونا ضروری ہے، نہ اس قول میں یہ مذکور ہے کہ از کم تین بازار، سڑکیں و شاہراہیں ہوں نہ اس میں یہ مذکور ہے کہ حکومت کے حکم سے جامع مسجد کی تعمیر ہوئی ہو، نہ اس میں یہ مذکور ہے کہ شہر مذکور میں کم از کم دس ہزار سپاہیوں پر مشتمل چھاؤنی ہو اور اس طرح کی بہتری باتیں ان پر منصوص دلائل پیش کیے جائیں۔

کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن صرف شہری لوگوں کے لیے بھیجے گئے یا غیر شہری لوگوں کے لیے بھی؟ اگر غیر شہری لوگوں کے لیے بھی بھیجے گئے تو ان کے لیے دوسرے قوانین اور شہریوں کے لیے دوسرے قوانین پر کون سی نصوص موجود ہیں؟ کیا اقامت حدود صرف شہری اہلِ اسلام پر ہوگی اور غیر شہری مسلمانوں پر نہیں؟

سادساً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس قول سے اپنے مستنبط کردہ متعدد مسائل سے غازی پوری اینڈ کمپنی کو انحراف ہے تو اس سے مستنبط کردہ اس مسئلہ پر عمل کرنا اور عمل کی دعوت دینا کہ غیر شہر میں نماز جمعہ و نماز عیدین نہ پڑھی جائے کس نص شرعی سے ثابت ہے:

۱۴۔ قرآنی نص:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

کے لفظ اہلِ ایمان کے عموم و غیر شہری اہلِ اسلام کس نص قرآنی یا نص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع امت سے ثابت ہے؟

۱۵۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ کو نص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نیز حج کو بھی اہلِ اسلام کی عید کہا گیا ہے، اس نص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم اہلِ اسلام سے غیر شہری مسلمان کس نص شرعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خارج ہیں؟

۱۶۔خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بادیہ سویداء جیسے غیر شہری غیر آباد میدان میں نمازِ جمعہ پڑھی بلکہ پڑھائی تھی اور اہلِ اسلام کو ایسا ہی کرنے کا حکم حسب موقع دیا تھا (ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے ہماری کتاب اسلام میں نماز جمعہ کا حکم)

اس خلیفہ راشد کے حکم کی خلاف ورزی کے جواز پر غازی پوری اینڈ کمپنی پر کون سا نص شرعی نازل ہوئی ہے؟

۱۷۔خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ وخلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سرکاری تحریری فرمان جاری ہوا تھا کہ غیر شہر میں بھی نماز جمعہ پڑھی جائے۔ دو خلفائے راشدین کے سرکاری تحریری فرمان کی خلاف ورزی کے جواز پر کون سی نص شرعی غازی پوری اینڈ کمپنی کے پاس ہے؟

۱۸۔عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد غیر شہری مقامات پر نماز جمعہ پڑھی گئی بلکہ خود آپ نے بھی پڑھی اسلام میں نماز جمعہ کا حکم میں تفصیل دیکھیں۔ اس تعامل عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وعمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اقدام کے جواز پر کون سا نص شرعی غازی پوری اینڈ کمپنی کے پاس ہے؟

۱۹۔نماز جمعہ، نماز عیدین ہونے کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نمازِ عید کے وقت زوال سے پہلے بوقت چاشت پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس طریق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و طریق خلفائے راشدین کے خلاف اقدام کے جواز پر کون سی نص شرعی غازی پوری اینڈ کمپنی کے پاس ہے؟

﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحٰبَ النَّارِ إِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِیْمَانًا وَّ لَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ﴾ الآیات (پ ۲۹ سورۃ المدثر: ۳۰ تا ۳۱)

ایضاح

حنفی کتابوں میں صراحت ہے کہ جن غیر شہری مقامات پر اسلامی حکومت نے کسی وقت نماز جمعہ وعیدین پڑھنے کی اجازت وحکم دے رکھا ہو وہاں ہمیشہ نماز جمعہ ونماز عیدین پڑھی جائے اور ہمارے ملک ہندوستان پر خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اسلامی حکومت قائم ہوئی اور چھٹی صدی ہجری تک قائم رہی اور ہندوستان میں قیام اسلامی حکومت سے لے کر چھٹی صدی ہجری تک کی حکومت جو مرکزی خلافت کی زیرِ فرماں تھی غیر شہر میں نماز جمعہ ونماز عیدین پڑھنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیتی رہی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وعمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تحریری سرکاری فرمان اس سلسلے میں جاری ہونا متحقق ہے پھر کس نص شرعی کی بنا پر غازی پوری اینڈ کمپنی ہندوستان کے غیر شہری مقامات پر نمازِ جمعہ ونمازِ عیدین کے ممنوع ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں؟ "بینوا وتوجروا"

عین الهدایة شرح هدایہ ج اول ص ۸۲۴ مرقوم ہے کہ:

"ہمارے زمانہ میں نمازِ جمعہ وعیدین (ہر جگہ خواہ غیر شہر ہو) جائز ہے کیوں کہ ۹۴۵ھ میں عام اجازت ہوگئی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

یہ اجازت عام جس کا ذکر کیا مخصوص ہے تو ہندوستان میں اس وقت (انگریزی حکومت) صورتِ حال وہی ہے جو معراج الدرایہ میں موجود ہے۔

اپنی تقلیدی کتاب کے خلاف غیر شہر میں ہندوستان کے اندر نمازِ جمعہ ونماز عیدین سے اہل اسلام کو منع کرنا کس نص شرعی سے ثابت ہے؟ غازی پوری اینڈ کمپنی اس کا عالمانہ جواب دیں مگر یہ ملحوظ رکھیں کہ مقلد کو حافظ ابن عبدالبر اور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سارے اہلِ علم نے چوپایہ جانور کہا ہے عالم نہیں کہا ہے، پھر کیا ہوگا؟

غازی پوری اور ان کے سرپرست، معاونین و مادحین یاد رکھیں کہ حامیان سنت کے خلاف تقلیدی محاذ کھولنا بہت آسان ہے مگر محاذ پر ثابت قدم رہنا محال در محال ہے۔

اس سلسلے میں ہم اتنی ہی تفصیلی تحقیق کو کافی سمجھتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد رئیس ندوی

جامعہ سلفیہ بنارس، ۳۱ جنوری ۱۹۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ